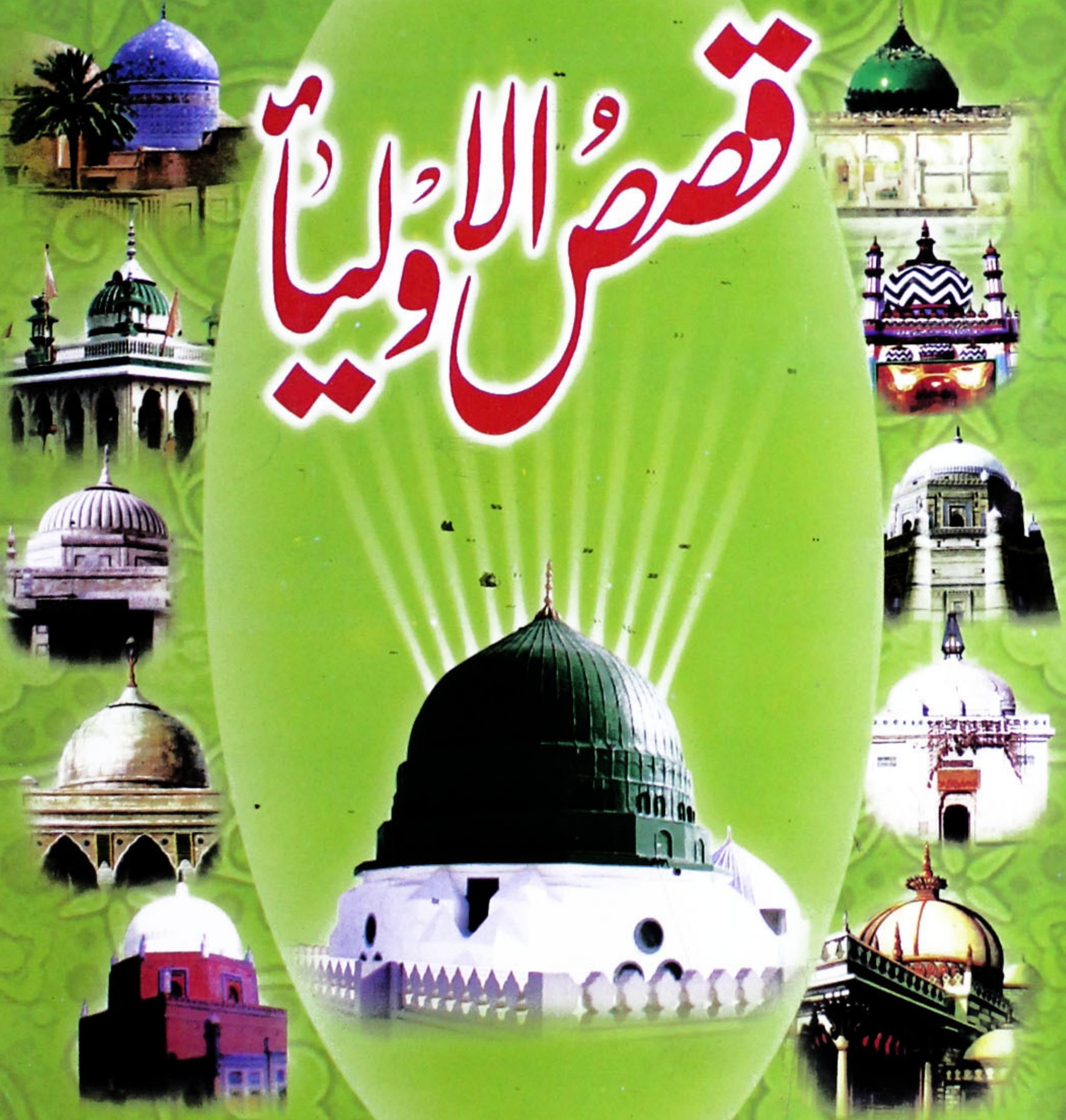


اویسہ کرام کے واقعات پر خوبصورت کتاب

# قصص الایمان



ناشر  
اکبریا پبلشرز لاہور

تالیف،  
محمد حسیب القادری



اویس کریم کے واقعات پر خوبصورت لکچر

# قصہ الایمان

تالیف  
محمد حسین قادری

اکبر پبلشرز

Ph: 042 - 7352022  
Mob: 0300-4477371

زمین پبلشرز ۳۰ اردو بازار لاہور

111671

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب:	قصص الاولیاء
مصنف:	محمد حبیب القادری
پبلشرز:	اکبرنگ سیلز
تعداد:	600
قیمت:	200/- روپے

..... ملنے کا پتہ .....

اکبرنگ سیلز

Ph: 042 - 7352022  
Mob: 0300-4477371

زیریںڈھڑ ۴۰ اردو بازار لاہور



## انتساب

اپنے روحانی مرشد، شہید کر بلا، نو اسہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے نام

تا ابد يا رب ز تو من لطفها دارم اميد  
از تو گم اميد برم از جها دارم اميد  
هم فقيرم هم غريم بيگس و پيار ناتوان  
يك قدح زان شربت دار الشفا دارم اميد

## فہرست

صفحہ نمبر	عنوان
29	حرف آغاز
31	ربیعہ اور مضر کی بھیڑ بکریوں کے بال برابر لوگوں کے گناہ معاف
31	ستر ہزار ملائکہ مانند اویس قرنی <small>رضی اللہ عنہ</small>
32	حضور نبی کریم <small>صلی اللہ علیہ وسلم</small> کے روحانی دیدار سے مشرف
32	پیراہن کے حق دار
33	حضرت عمر فاروق اور حضرت علی المرتضیٰ <small>رضی اللہ عنہ</small> کی ملاقات کا حال
38	حضرت ہرم بن حبان <small>رضی اللہ عنہ</small> کی ملاقات
39	وحدت میں سلامتی ہے
39	حضرت حسن بصری <small>رضی اللہ عنہ</small> کی سعادت
40	صحبت اخلاص کی علامت
41	وعظ گوئی کی اجازت
41	آخرت کی فکر
43	حضرت حسن بصری <small>رضی اللہ عنہ</small> کا تقویٰ
43	مرد خدا
44	گنہگار کے آنسو
44	منافق کون؟

45	مقام حضرت رابعہ بصری <small>رضی اللہ عنہا</small>
45	دنیا عبرت کی جگہ ہے
45	جنات کو تبلیغ
46	گناہ کی سزا
46	عذاب سے چھٹکارا
47	خالق کی دوستی کا دعویٰ
47	جنت میں عالی شان محل
48	تارک الجماعت
48	ہم بے کیفیت ہیں
49	مخلوق سے حاجت روائی نہ کرنا
49	اللہ کے شغل سے کوئی نہ روک سکے
50	بطور کفارہ حامل ہذا کو چار سو دینار ادا کرو
51	ملائکہ بھی رشک کریں گے
52	میں نے تمہیں معاف کیا
53	مجھے اپنے دیدار سے محروم نہ کرنا
54	صرف توبہ و استغفار ہی کافی نہیں
54	وہی دل بیدار ہے جو حق میں گم ہو گیا
55	دنیا سے محبت اور لگاؤ ہے
55	یہ پیاز نا جائز ہے
56	بخارا سی عتاب کی وجہ سے ہے
56	حرام ہے یا حلال؟
57	حضرت حبیب عجمی <small>رضی اللہ عنہ</small> کا تاب ہونا



58	نیت کی درستگی
59	حفاظت کے لئے مامور
59	استغناء
60	علم کا نفع
61	دشمنوں کی نظر سے محفوظ فرما
61	یادِ الہی سے غافل
62	امدادِ غیبی
63	خلوصِ نیت کے ساتھ عبادت
64	دنیا کو طلاق
64	ہاتھ کی برکت
65	غصہ پر قابو
66	میرے دوست کو پریشان مت کرو
67	نفس پر قابو پانا
68	ناپ تول میں کمی کی سزا
68	حضرت سیدنا امام جعفر صادق <small>علیہ السلام</small> اور خلیفہ منصور کے درمیان مکالمہ
69	بارگاہِ الہی سے کپڑے عطا ہوئے
70	خود پسند عابد گنہگار ہے
71	عقل مند کی نشانی
71	دی ہوئی چیز واپس نہیں لیتے
71	نفاق سے نفرت
72	نجات کا تعلق نسب سے نہیں بلکہ اعمالِ صالحہ پر موقوف ہے
73	امت کے امام

73	ابو حنیفہ (رضی اللہ عنہ) کی وجہ تسمیہ
74	اونٹ کے گھٹنوں کے طرح گھٹے پڑ گئے
75	گوشہ نشینی کا خیال دل سے نکال دو
76	حضرت فضیل بن عیاض رضی اللہ عنہ کا تائب ہونا
77	امیری سے بروز قیامت بجز ندامت کے کچھ حاصل نہ ہوگا
78	حضرت ذوالنون مصری رضی اللہ عنہ کا تائب ہونا
80	مرادوں کا حاصل ہونا
81	انسان محض ایک کمزور ہستی ہے
82	نفس کا تقاضا
83	آتش پرست کی مقبولیت
83	صدق و محبت کی دلیل
84	اللہ ہر چیز سے واقف ہے
85	جب تک حکم الہی نہ ہو کوئی کسی کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا
86	حضرت ابراہیم بن ادہم رضی اللہ عنہ کا تائب ہونا
87	شیطان کا بہکاوا
87	بندگی کا حق
88	جنت کا مستحق
88	معمولی شے کا حصول
89	درویش کی حقیقت کیا ہے؟
91	صبر کا امتحان
91	ماتمی لباس
92	انسانوں کا انتخاب

92	حضرت بشر خانی <small>رحمۃ اللہ علیہ</small> کا تاب ہونا
93	حاجیوں کا توشہ سفر
93	اکل حلال
94	سورہ اخلاص کی برکت
94	حضرت امام شافعی <small>رحمۃ اللہ علیہ</small> کا تقویٰ
94	جو خوفِ خدا کی وجہ سے گناہ سے رک گیا اس کا ٹھکانہ جنت ہے
95	توحیدِ خالص میں اختلاف ممنوع ہے
96	استاد کا ادب
97	ادب کا تقاضا
97	لسانِ غیب
97	ہستی کی رویت سے توبہ
98	پوشیدہ حال
98	مسافر پر روزہ فرض نہیں
99	والدہ کی خوشنودی
100	اللہ عزوجل تک رسائی
100	حضرت بایزید بسطامی <small>رحمۃ اللہ علیہ</small> کی معراج
103	اللہ عزوجل کی تلاش
103	حج کا ثواب
104	ملائکہ غلمی مسائل دریافت کرنے آتے
104	حضرت بایزید بسطامی <small>رحمۃ اللہ علیہ</small> کا تقویٰ
105	الطافِ خداوندی کی مسند
105	شہر کا سب سے برا انسان

105	حضرت داؤد طائی <small>رضی اللہ عنہ</small> کا تائب ہونا
106	مخلوق خدا سے کنارہ کشی
106	اللہ کے سوا کوئی کفیل نہیں
107	زہد و تقویٰ
107	محض اپنے سکون کے لئے ذکر الہی سے غفلت
108	دنیا میں تعمیر کا کام نہیں کروں گا
108	شرابِ محبت
108	کیفیت بے خودی
109	نفس کی خواہش
109	ذکر الہی اور گوشہ نشینی
109	حضرت معروف کرخی <small>رضی اللہ عنہ</small> کا اخلاق
110	اللہ عزوجل سے حیا کرنے والے سے ہر شے حیا کرتی ہے
110	مور میں مداخلت
111	اللہ کا مہمان
111	حضرت سری سقطی <small>رضی اللہ عنہ</small> کا تائب ہونا
111	خیر کی توفیق
112	حجاب کی ذلت
112	دنیا کے غم مجھے مل جائیں
112	راہِ طریقت کی ابتدائی تعلیم
113	عہد کے خلاف
113	تعظیم کرنے کا انعام
114	حضرت امام احمد بن حنبل <small>رضی اللہ عنہ</small> کا تقویٰ

115	مردِ مجاہد کی خوشبو
116	دنیاوی چیزوں پر فدا ہونے والا نہیں
116	اللہ عزوجل کی ہستی سے کون باہر آتا ہے؟
117	قیامت کا شور
117	مخلوق کی نگاہوں سے پوشیدہ
118	عالم ارواح سے عالم خاکی میں گناہوں سے پاک آتے ہیں
119	تمام نیکیاں معصیت ہو گئیں
119	دوسو بزرگوں کے جوتے سیدھے کئے
120	شیطان کا جلنا
120	اولیاء اللہ اسرار کے والی
121	مسلمان کی فراست
121	وضو کرنے سے آشوبِ چشم کا مرض رفع ہو گیا
122	مال کی حاجت
122	اخلاص کی تعلیم
123	ریا کا عنصر
123	دل کو رضائے الہی کے حوالے کر دو
124	دامنی حالت پر صبر
124	مراقبہ کا کمال
124	صبر کا مفہوم
125	کپڑوں کی نگرانی
125	معرفت کی خلعت
126	ولایت چوروں کے سپرد نہیں کی

126	بحر توحید میں غرق ہو جاؤ
127	طلب صادق ہے تو مسمی کی جستجو کرو
127	قلب کا مائل ہونا
127	کعبے والے کی طرف توجہ
128	برق مشاہدہ جمال کی چمک
128	اللہ کی رحمت سے مایوس مت ہو
129	بیداری کا معاوضہ
129	توبہ کا وقت
130	صدق کی علامت
130	صبر کی اقسام
130	صاحب تصرف
131	میری عیادت کو کوئی نہیں آتا
132	عرش کے سامنے سجدہ ریز
132	مچھلی اور روٹی
133	غیب سے روزی ملتی ہے
133	تقویٰ کی بناء پر جنت میں داخل ہونا
134	آگ کی بھٹی
134	فضل خداوندی کا انحصار عمل پر نہیں قلبی کیفیات پر ہے
135	ذلت کا موجب
136	خدا کے سپرد کی ہوئی شے واپس نہیں لیتے
136	یہ کس قسم کا صوفی ہے؟
136	فاعل حقیقی اللہ تعالیٰ

137	مراتب اعلیٰ تک رسائی کا امکان
137	حضرت عمر بن سالم حدادی <small>رضی اللہ عنہ</small> کا تائب ہونا
138	جو انمردی کیا ہے؟
139	محویت و استغراقی کیفیت
139	فراخی قلب
140	محبت کا مفہوم
140	اگر تو چاہے تو میرا امتحان لے سکتا ہے
140	میں شمعوں محبت <small>(رضی اللہ عنہ)</small> ہوں
141	اولیائے کرام <small>رضی اللہ عنہم</small> کو ایذا رسائی کا نتیجہ
142	جان لینے والے کے ذریعے تمہاری جان کو نجات دلائی گئی
143	خواہش نفس کا مخالف
143	مصیبت سے نجات
144	نفس کو عبادت کی جانب راغب کر دیا
144	صاحب المرتبت استاد والدہ کی خدمت سے ملا
145	ایک ہزار مرتبہ اللہ عزوجل کا دیدار خواب میں کیا
145	سعادتِ ابدی
146	سب سے بہتر شے گوشہ نشینی ہے
146	تمام برائیوں کی جڑ نفس ہے
147	ابوعلی ثقفی اپنے مفاد کی بات کرتے ہیں
147	عشق خداوندی کی کیفیت
148	وہ مجھے جانتے ہیں
148	حرص و ہوس کا خاتمہ

	عظمت کعبہ
149	
149	بیس ہزار ایک سو انبیاء کرام علیہم السلام کی سفارش
150	تاحیات ایک ہی لباس استعمال کیا
150	شجر یقین کا ثمر اخلاص ہے
151	پرندے کی شکایت
152	بیڑیاں تو میرے پاؤں میں پڑی ہوئی ہیں
152	طالبان حقیقت کی ہلاکت
153	حضور نبی کریم ﷺ کے موئے مبارک کی برکت
153	قصابی کا دل بچے کے رونے سے کیوں جلاتا ہے؟
154	حق تعالیٰ نے ہدایت کا دروازہ کھول دیا
154	دلی خدشہ سے باخبر ہونا :
155	شیطانی وسوسہ اور الہام حق
155	نقص عہد گناہ ہے
156	عبودیت فنا ہو جاتی ہے
156	فنائے صفت اور فنائے سبب جائز ہے
157	بلا و ضوقر آن چھولیا
157	راہ طریقت کا اشتیاق
158	درویشوں کا طرہ امتیاز
159	مسجد کی تعمیر
159	تاحیات عہد پر قائم رہے
159	حضرت شیخ فرید الدین عطار <small>رحمۃ اللہ علیہ</small> کا نائب ہونا
160	غانفلوں کو ہلاکت میں ڈالنا



160	پیروں اور فقیروں کا غلام
161	محبوب کی طلب
161	میں اللہ تعالیٰ کا ایک عاجز بندہ ہوں
162	فقیر کی شان
163	صوفیاء کا لباس
163	ایمان کی علامت
164	کوئی ایسا نہیں جس کا مقام معین نہ ہو
164	مسئلہ منکشف ہو جانا
164	اظہار عقیدت
165	گھٹنوں کے بل حاضری
165	راہنما کا درجہ رکھتی ہے
166	خاصانِ بندگانِ خدا
167	محمی الدین
168	سچ کی برکت
169	تینوں باتیں درست ثابت ہوئیں
170	فیض نبوی ﷺ اور فیض علی رضی اللہ عنہ
171	تمام ولیوں کی گردنوں پر میرا پاؤں ہے
172	عذابِ قبر سے نجات
172	تصوف کی بنیاد
173	کمزور مومنین کے لئے رزق کی خواہش
174	خواہش نفس کا انکار
174	شیطان کے مکر سے نجات

175	بزرگی اور عظمت کا راز
175	حضور سیدنا غوث الاعظم <small>رحمۃ اللہ علیہ</small> کی معراج
176	اولیاء اللہ کے قلوب پر تصرف
176	قیامت تک مریدوں کی دستگیری
177	چور قطب بن گیا
177	بھوک اللہ کے خزانوں میں سے ایک ہے
178	اولیاء اللہ اپنی قبور میں زندہ ہیں
178	دوزخ کی آگ سے رہائی پاؤ گے
179	حضور سیدنا غوث الاعظم <small>رحمۃ اللہ علیہ</small> کی عنایت
180	استغراقی کیفیت
180	نمک کی طرح پانی ہو جاؤ
181	عارف کے دل میں عشق ہر وقت جوش مارتا ہے
181	شریعت، طریقت اور حقیقت
182	سچے مسلمان کی نشانی
182	سلطان الہند <small>رحمۃ اللہ علیہ</small> کا فیض
183	خدا پر توکل
184	خلقت خدا دیدار کی منتظر
184	جس قدر ضرورت ہو لے لو
184	عشق کی بارش
185	مردانِ غیب
185	درویشی حاصل کرنے کا طریقہ
186	ایمان کی نشانی

186	امروز پیش خلق شرمندہ کردی
187	عشق کی حقیقت
187	فرشتہ کا لقب
188	استعداد اور صلاحیت کے مطابق فیض حاصل کرتے
188	عاشقوں کی گردن
189	چراغ جلانے کی کیا ضرورت ہے؟
189	قرآن مجید کا حفظ ہونا
189	سبق از بر ہونا
190	قلب کی موافقت
190	غیبی امداد
191	انشاء اللہ نافع ہوگا
191	اسرارِ عشق
192	عشق الہی کی انتہاء
192	چلہ معکوس
193	عشق الہی میں ثابت قدمی
193	دریائے محبت میں غرق ہونا
194	اسرار و انوارِ دوست
194	اپنی عاقبت کیوں خراب کرتا ہے
195	درویشی کا سرمایہ ناز
195	آخرت کا خوف
196	دنیا عورت کے روپ میں
196	مہمان نوازی کی فضیلت

197	نفس اور قلب
197	اہل تصوف کا لباس
198	اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کا حصول
198	نبی کریم ﷺ سے ملاقات کا اشتیاق
199	مقام تسلیم و رضا
200	مسئلہ فنا و بقا اور اس کی حقیقت
201	گستاخی کے مرتکب کو سزا
202	ساتویں آسمان پر قدم
203	جنتی اور دوزخی
203	روحانی غذا
204	حقیقی محبت
204	دنیا ایک سرائے ہے
205	جدھر منہ کرو ادھر اللہ ہے
206	مجھے علی بنا دے
207	حضور اسی بات کا تو رونا ہے کہ سمجھ نہیں آئی
208	بے عیب ذات
209	عاشقانِ الہی کا مقام
210	عبادت میں سکون
210	داڑھی کی شرعی حالت
211	حضرت رابعہ بصریؒ کی بشارت
212	ہماری روٹی بھی پک چکی ہوگی
212	محبوب کا عشق حقیقی

213	توحید و رسالت کی حقیقت
214	اللہ تعالیٰ کے عشق کی مستی
214	غیبت نے تمام ثواب ضائع کر دیا
215	حق بندگی کی ادائیگی
215	عقل کے اندھے دل کے نزدیک ہو کر بھی دور رہتے ہیں
216	علم کی قدر و قیمت
216	حقیقت حال
217	پسینہ کی جگہ خود بہادری
217	صد ہا اولیاء اللہ کو ان کی کھوئی ہوئی دولت مل گئی
218	حضرت سید شمس الدین امیر کلال <small>رحمۃ اللہ علیہ</small> کی بیعت کا واقعہ
219	یہ عمل خلاف شریعت ہے
219	توبہ بندگیوں کا سر ہے
220	علماء امت محمدیہ <small>صلی اللہ علیہ وسلم</small> کے چراغ ہیں
220	مرد مومن کی بشارت
221	عنایت الہی کے دروازے کھل گئے
221	گائے گو سالہ سفید پیشانی جنے گی
221	ہم بھی قربانی کرتے ہیں
222	ان کی جانب توجہ نہ کر سکا
222	جو کچھ پایا محبت فقر سے پایا
223	ولایت ایک نعمت ہے
223	بے شمار روحانی فوائد حاصل ہوئے
224	نے نفسی اور بردباری میں بے مثل

224	چوتے سے نیچے گرجاؤں گا
225	خرقہ غوثیہ ملنا
225	باطل خداؤں کی نفی کر کے معبودِ برحق کا اثبات کرے
226	شفاعت برحق ہے
226	حقوق اللہ اور حقوق العباد
227	ولایت کا نشان
227	باطن کی صفائی بھی ضروری ہے
228	صحبت کے اثرات
228	اس کا کیا حال ہوگا جو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہے
229	ایک ساعت بیس سال کی ریاضت سے بہتر
229	اس کے ہاتھ کو بھی تکلیف پہنچی ہوگی
230	حضرت نیاں میر <small>رحمۃ اللہ علیہ</small> کا توکل
230	درویشوں کی بھوک کو ختم کرنا
231	جنت الفردوس کی سیر
232	علم صفات کی تعریف
232	رضائے الہی کا حصول
233	بادشاہ وقت کو پانچ نصیحتیں
234	پیدائشی ولی
234	براہِ راست ہمارے دلوں کو متاثر کرتا ہے
235	حضور نبی کریم <small>صلی اللہ علیہ وسلم</small> سے بیعت کی سعادت
236	ذکر ہو
236	چوبیس حروف کلمہ طیبہ

239	نظر مرشد اور اسم ذات اللہ
239	فتنی اللہ عشق کا آخری مقام
240	مراقبہ اور اس کی منازل
240	معراج کی رات
240	عالم اور فقیر کا فرق
241	قبور سے فیض یابی
241	نور عرفان کی روشنی
244	مرشد پاک سے والہانہ عقیدت
245	خواہشات کے شکار
246	شاہ عبداللطیف بھٹائی <small>رحمۃ اللہ علیہ</small> کا نظریہ تصوف
246	وحدہ لا شریک سے عشق
247	انسان کی خوشحالی کا راز
248	دنیا مکرو فریب کا گھر
248	کائنات کا مطلوب
249	پچاس برس تک پانی نہ پیا
250	مخالفت و خواری نفس
250	سردی گرمی کی خبر نہ ہوتی تھی
250	یہ کتاب میری متابعت ہے اس پر قائم ہو جاؤ
251	مجھے ان لوگوں سے بد بو آتی ہے
252	خوف خدا اور فکر خاتمہ میں کار بند
252	آداب سماع
253	آداب مرشد

253	حضرت سید محمد گیسو دراز <small>رحمۃ اللہ علیہ</small> کا طریقہ بیعت
254	ہمارے علم کی پرواہ نہیں
254	جس کے پاس نہ ہو وہ تم سے نہیں مل سکتا
255	زبان تمہاری اور کلام ہمارا ہوگا
255	پڑھو کلمہ سانچ کا
256	ہمارا طریقہ شریعت نبوی <small>صلی اللہ علیہ وسلم</small> کے مطابق ہے
256	ذکر ہو جاری ہو گیا
256	”منصور آخر الزماں“ کا خطاب
257	کیفیت جذب و مستی
257	انسان خدا کا نور ہے
258	محبت کی بنیاد
258	حضرت پچل سرمست <small>رحمۃ اللہ علیہ</small> کا نظریہ مرشد
260	عشق مصطفیٰ <small>صلی اللہ علیہ وسلم</small> کی منزل
260	عشق حقیقی
261	دنیا مسافر خانہ ہے
262	مرشد کامل کے اوصاف
262	مرشد کامل کی عظمت
263	چوروں کو قطب بنا دیا
263	اتباع سنت سے روگردانی
264	تصوف کی حقیقت
265	عشق الہی میں قوت برداشت
265	دل خود بخود ذاکر بن جائے گا



266	امور شریعت اور فرائض کی ادائیگی میں کوتاہی نہ برتو
266	تنہائی میں ہمارا دل نہیں لگتا
268	دوسروں کو تماشا بناؤ
268	معاملہ فہم
269	خود تو عمر بھر گولیاں کھائیں اور ہمیں بھوک نے مار رکھا ہے
270	اگر ہم ہمہ اوست کہیں تو طلب کس کی کریں؟
271	سلطنت کا تاج
272	اہل طریقت کے ظاہری اعمال
273	مرشد کی ضرورت
274	خاکستر خوشبو اور بدبودونوں چیزیں ڈھانپ لیتی ہے
275	یقین کا بیان
275	خلوت کی کیفیت دو لہادہن کے سوا کسی کو معلوم نہیں
275	آپ معافی کس چیز کی مانگ رہے ہیں؟
276	ہر چیز سے بے نیاز رہے
277	ٹوپی کی بہار
277	جب دل بہکتا ہے تو ستر بہکتا ہے
278	فصاحت و بلاغت
278	بارگاہ رسالت میں حاضری دینے والے کی عزت
279	الہی! میں تیرے لئے احمد رضا (رحمۃ اللہ علیہ) لایا ہوں
279	شریعت ہی پر طریقت کا دار و مدار ہے
280	زکوٰۃ فرض نہ ہوئی
280	ایمان کو بچاؤ

281	جس نے نہ مانا اس کے لئے ظلمت و ہلاکت ہے
281	محبذب کی پہچان کیا ہے؟
282	مجھے خود بخود ان سے حیا کرنا ہوگی
282	اللہ پاک محض اپنے فضل سے کر دے گا
283	بلی کو دفن کر دو
283	جاہل کثرت سے اکتساب فیض حاصل کرتے
283	الصلوة والسلام علیک یا رسول اللہ
284	راز و نیاز کی باتیں
285	چالیس چالیس میل کا سفر دوڑ کر طے کیا
285	پیر خانے کا مہمان بیٹھا ہے
286	گھوڑی پر سوار رہنا بے ادبی ہے
286	آداب شریعت ختم ہونے پر فقراء کا اثر بھی ختم ہو جاتا ہے
287	شریعت کی پاسداری
287	درویش کو آزمائش میں نہیں ڈالنا چاہئے
288	بدبودار کو نفس سے برا خیال نہ کرو
288	استاد کی سزا سے بچ جاؤں گا
289	شیطان کو زیر کر لیا
290	ہتھیار کا کمال
291	مومن کی قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے
291	رضائے حق کی اصل نعمت سے بھی سرفراز ہوں
292	اس ذوق و مستی کو الفاظ میں بیان کرنا ممکن نہیں
292	ایک ہی پیر کی تھکی کافی ہے

293	محبوب حقیقی کی معرفت سمندر کی مانند ہے
293	مجھ پر صدقہ کر دو
294	نیند تیرے سامنے ہے قبر میں سونے کا خوب موقع ملے گا
294	دل کا خدا کی جانب سے اندھا ہو جانا بڑی بد نصیبی ہے
295	دونوں محافظ فرشتے دن رات کسی بھی وقت جدا نہیں ہوتے
295	خیر دعائے مانگنا سنت ہے
295	میرا صبر بہتر ہے
296	تیرا وعدہ پورا ہوتا دیکھ سکوں
296	رب کی عبادت سے محروم کرنا چاہتے ہیں
297	جو منہ بارگاہ ایزدی میں مردود ہو چکا میں اس کو دیکھنا بھی پسند نہیں کرتی
298	یا رب ما اقلوا اولیاء ما فیہم اخذ لطیف
299	تیرا ذکر اس کے ذکر میں فقا ہو جائے
299	محبت میں میری سعی اور رسوائی ہے
303	جنات اور ملائکہ نے باجماعت نماز ادا کی
303	جہاں حجاب اور اللہ تعالیٰ سے دوری نہ ہو
303	بیس سال تک دیوار قائم رہی
304	امیر المؤمنین انہیں خود مستحقین میں تقسیم کریں
304	قصر خلافت اور فقیر کی کتیا
304	زاہد چلتا ہے اور عارف اڑتا ہے
305	ملنے کا وعدہ بہشت میں ہے
306	میں نے اللہ کو پہچان لیا ہے
306	صحبت حرام ہو گئی ہے

307	نواشات و کرامات کی بارش
307	جان دوسرے کے قبضے میں ہو اس کی واپسی کے بارے میں کچھ نہیں کہا جاسکتا
308	دعویٰ بلا دلیل حرام ہے
308	تیرا پیٹ مادی اغذیہ سے بھرا ہوگا
309	اللہ کی دوست اور فقیر
309	حالت درست کرنے کے لئے چار چیزیں درکار ہیں
310	تقویٰ کے سوا کوئی زاویراہ نہیں
310	کچے چاولوں کی تھلی
311	میں تم سے خوش ہوں
311	حضور نبی کریم ﷺ کا نور بھی کیا نور ہے؟
312	زمین کو صاف کر دیا ہے تو اس پر چھڑکاؤ کھردے
312	بادشاہ حقیقی کی تعظیم سجدے سے کیوں نہ کرتی؟
313	اللہ کے مہمان
313	شیطان اللہ کا باغی ہے
314	درخت نے اپنی ٹہنیاں جھکا دیں
314	میرا دل ڈا کر ہو گیا ہے
315	اللہ عزوجل کی رحمت وسیع ہے
316	کاروبار میں حسن اخلاق کامیابی کی ضمانت ہے
316	اللہ عزوجل کی تجلی کا نزول
317	حق کا وقوف
317	روزِ محشر تمہاری شفاعت کروں گا
317	مصیبت سے آگاہی

318	میں اللہ ہی کے لئے زندہ ہوں
318	یہ عورت ایک مرد ہے
318	کنزوری کا اعتراف
319	جس دروازے سے چاہے جنت میں چلی جائے
319	دنیا سے اٹھ جانا ہی بہتر ہے
320	کتابیات

اول حمد ثناء الہی جو مالک ہر ہر دا  
 اُس دا نام چتارن والا ہر میدان نہ ہر دا  
 کام تمام میسر ہوندے نام اوہدا چت دھریاں  
 رحموں سکے ساوے کردا قہروں ساڑے ہریاں

## حرفِ آغاز

اللہ عزوجل کے نام سے شروع جو نہایت مہربان اور رحم والا ہے۔ اللہ عزوجل نے کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار پینچسور رسول اس دنیا میں مبعوث فرمائے جنہوں نے انسانوں کی رشد و ہدایت کا فریضہ انجام دیا۔ گروہ انبیاء علیہم السلام کے آخری نبی و رسول حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ عزوجل کے دین کی تکمیل کے لئے تشریف لائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو پیغام دیا وہ پیغام ابدی ہے اور قیامت تک کے تمام انسانوں کے لئے فلاح ہے۔ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد پہلے تمام انبیاء علیہم السلام کی شریعتوں کو ختم کر دیا گیا اور شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمیشہ کے لئے نافذ کر دیا گیا۔ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ایک وقت مقررہ کے بعد جب اس جہان فانی سے پردہ فرما کر گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس مشن کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نہایت احسن طریقے سے جاری و ساری رکھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اس مشن کو اولیائے عظام رضی اللہ عنہم اور آئمہ دین رضی اللہ عنہم نے جاری رکھا اور یہ مشن اب تک جاری و ساری ہے۔ اولیائے عظام رضی اللہ عنہم اپنی عادات و اطوار میں سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا بہترین نمونہ تھے۔ ان اولیائے عظام رضی اللہ عنہم نے اپنی زندگیاں دین اسلام کی تبلیغ و تلقین میں بسر کیں۔

کتب سیر کے مطالعہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ان اولیاء اللہ رضی اللہ عنہم نے بغیر کسی طمع و لالچ، ثواب و معاوضہ سے ماورا ہو کر دین اسلام کی خدمت کی اور اسے صحیح معنوں میں دنیا کے گوشے گوشے میں روشناس کرایا۔ ان اولیاء اللہ رضی اللہ عنہم کی سیرت مبارکہ اپنے اندر بے پناہ کشش لئے ہوئی ہیں اور ان اولیاء اللہ رضی اللہ عنہم کے حالات و واقعات سے اس بات کا اندازہ ہوتا ہے کہ ان اولیاء اللہ رضی اللہ عنہم نے کس بے سرو سامانی کی حالت میں بھی دین اسلام کی

تبلیغ و ترویج کو جاری و ساری رکھا۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ عزوجل نے اپنے ان اولیاء علیہم السلام کے بارے میں ارشاد فرمایا:

”اللہ کے بندوں کو کسی چیز کا کچھ ڈر اور خوف نہیں۔“

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! لوگوں میں افضل کون ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ افضل وہ ہے جو اللہ عزوجل کی راہ میں اپنی جان و مال سے جہاد کرے۔ اس نے عرض کیا کہ پھر کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ جو سب سے الگ تھلگ ہو کر کسی جگہ جا بیٹھے اور اللہ عزوجل کی عبادت کرے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ فقراء جنت میں مالداروں کی نسبت پانچ سو برس قبل داخل ہوں گے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ہر شے کی ایک کنجی ہوتی ہے اور جنت کی کنجی مسکین، بچے فقراء اور صادقین و صابریں ہیں۔ روزِ محشر یہ لوگ اللہ عزوجل کے ہم نشین ہوں گے۔

زیر نظر کتاب ”قصص الاولیاء“ تالیف کرنے کا مقصد بھی یہی ہے کہ ہم ان اولیاء اللہ ﷺ کی سیرتِ پاک کے روشن پہلوؤں سے آگاہ ہوں اور ان اعمال پر کار بند ہوں جن پر یہ لوگ کار بند ہوئے اور اللہ عزوجل کی بارگاہ میں مقبول ہوئے۔ اللہ عزوجل سے دعا ہے کہ وہ میری اس کوشش کو اپنی بارگاہ میں قبول و مقبول فرمائے۔ آمین

از خاکپائے اولیاء

محمد حسیب القادری



## ربیعہ اور مضر کی بھیڑ بکریوں کے بال برابر لوگوں کے گناہ معاف

حضور نبی کریم ﷺ نے ایک مرتبہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا:  
 ”قرن میں ایک شخص ہے جس کی شفاعت سے قیامت کے دن قبیلہ  
 ربیعہ اور قبیلہ مضر کی بھیڑ بکریوں کے برابر لوگوں کے گناہ معاف  
 ہوں گے اور وہ جنت میں داخل ہوں گے۔“  
 صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ وہ شخص کون ہے؟ آپ  
 ﷺ نے فرمایا:  
 ”وہ اویس (عسید) ہے۔“

## ستر ہزار ملائکہ مانند اویس قرنی عسید

حضور نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا:  
 ”قیامت کے دن ستر ہزار ملائکہ حضرت اویس قرنی عسید کی مانند  
 ان کے ساتھ جنت میں داخل ہوں گے۔“  
 صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے وجہ دریافت کی تو آپ ﷺ نے فرمایا:  
 ”تا کہ مخلوق میں ان کی شناخت نہ ہو سکے اور سوائے اس شخص کے  
 جسے اللہ تعالیٰ ان کے دیدار سے مشرف فرمائے۔ اس لئے کہ آپ  
 عسید خلوت نشین ہو کر مخلوق سے روپوشی اختیار کی اور عبادت و ریاضت

کو اختیار کیا۔ روپوشی کی وجہ یہ تھی کہ لوگ کہیں آپ ﷺ کو برگزیدہ نہ سمجھیں۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کی پردہ پوشی فرمائیں گے۔“

## حضور نبی کریم ﷺ کے روحانی دیدار سے مشرف

ایک مرتبہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور نبی کریم ﷺ سے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کا حاضر خدمت نہ ہونے کی وجہ دریافت کی تو آپ ﷺ نے فرمایا:

”اویس قرنی (رضی اللہ عنہ) بظاہر میری خدمت میں حاضر نہ ہو سکے ہیں لیکن انہوں نے مجھ سے روحانی فیوض و برکات حاصل کئے ہیں اور وہ میرے روحانی دیدار سے مشرف ہیں۔“

پھر فرمایا:

”ان کا مجھ تک نہ پہنچنے کی دو وجہ ہیں۔ ایک تو ان پر حال کا غلبہ ہے اور دوسرا ان کی والدہ جو کہ مسلمان ہیں اور ضعیف و نابینا ہیں ان کی وجہ سے وہ میرے ظاہری دیدار سے محروم ہیں اور وہ شتربانی کر کے اپنا اور اپنی والدہ کا پیٹ پالتے ہیں۔“

## پیراہن کے حق دار

حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت عمر فاروق اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

”تم دونوں ان سے ملو گے جب تم دونوں ان سے ملو تو میرا سلام

پہنچانا اور ان کو میرا پیغام دینا کہ وہ میری امت کے لئے دعا کریں۔“

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ کے پیراہن کا

حق دار کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

”میرے پیرا ہن کا حق دار اولیس قرنی (رضی اللہ عنہ) ہے۔“

## حضرت عمر فاروق اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم

### کی ملاقات کا حال

حضور نبی کریم ﷺ کے وصال کے بعد حضرت عمر فاروق اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم مکہ معظمہ تشریف لائے تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے وہاں پر موجود لوگوں سے دریافت کیا کہ ان میں کوئی شخص قرن کا موجود ہے تو کچھ لوگ حاضر ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ان سے حضرت اولیس قرنی رضی اللہ عنہ کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے انکار کر دیا کہ وہ اس نام کے کسی شخص کو نہیں جانتے البتہ ایک دیوانہ آدمی ایسا ہے جو آبادی سے دور رہتا ہے اور کسی سے نہیں ملتا جلتا۔ لوگ عموماً کھاتے ہیں لیکن وہ نہیں کھاتا۔ وہ خوشی اور غم کو نہیں جانتا۔ جب لوگ ہنستے ہیں تو وہ روتا ہے اور جب لوگ روتے ہیں تو وہ ہنستا ہے۔

جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا دورِ خلافت شروع ہوا تو آپ رضی اللہ عنہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ کوفہ تشریف لے گئے اور وہاں سے یمن تشریف لے گئے جہاں قرن پہنچ کر حضرت اولیس قرنی رضی اللہ عنہ کی تلاش شروع کی۔ لوگوں نے بتایا کہ دور عرفہ کی وادی میں ایک دیوانہ اونٹ چرا رہا ہے جس کی غذا خشک روٹی ہے۔

حضرت عمر فاروق اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم اس سمت چلے اور حضرت اولیس قرنی رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچ گئے۔ حضرت اولیس قرنی رضی اللہ عنہ اس وقت نماز میں مشغول تھے۔ دونوں حضرات ان کا نماز سے فارغ ہونے کا انتظار کرنے لگے۔ جب حضرت اولیس قرنی رضی اللہ عنہ نماز سے فارغ ہوئے تو دونوں حضرات نے سلام عرض کیا اور ان سے نام دریافت کیا؟ حضرت اولیس قرنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میرا نام عبداللہ (رضی اللہ عنہ) ہے۔ حضرت عمر فاروق

رضی اللہ عنہ نے حقیقی نام دریافت کیا تو فرمایا کہ میرا نام اولیس (عسلیہ) ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ہتھیلی دکھانے کی درخواست کی۔ جب حضرت اولیس قرنی رضی اللہ عنہ نے ہاتھ دکھایا تو آپ دونوں حضرات ان کو پہچان گئے اور دست بوسی کی سعادت حاصل کی۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کا سلام پیش کیا اور پیرا ہن عطا کرتے ہوئے حضور نبی کریم ﷺ کی وصیت سنائی کہ ان کی امت کے لئے دعا فرمائیں۔ حضرت اولیس قرنی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ آپ دونوں حضرات اچھی طرح دیکھ بھال لیں کہ شاید وہ کوئی دوسرا فرد ہو جس کے بارے میں حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہو۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وہ شخص آپ ہی ہیں اور ہم نے حضور نبی کریم ﷺ کی بتائی ہوئی نشانی سے شناخت کر لی ہے۔ حضرت اولیس قرنی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

”اے عمر فاروق (رضی اللہ عنہ)! تمہاری دعا تو مجھ سے زیادہ کارگر ثابت ہو سکتی ہے۔“

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

”میں تو دعا کرتا ہی رہتا ہوں لیکن آپ رضی اللہ عنہ کو حضور نبی کریم ﷺ کی وصیت پوری کرنی چاہئے۔“

حضرت اولیس قرنی رضی اللہ عنہ نے وہ پیرا ہن لیا اور کچھ فاصلے پر جا کر اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کرنا شروع کر دی!

”یا اللہ! جب تک تو میری سفارش پر امت محمدی ﷺ کو بخش نہیں

دے گا میں حضور نبی کریم ﷺ کا یہ پیرا ہن نہیں پہنوں گا۔“

غیب سے آواز آئی کہ ہم نے تیری سفارش پر کچھ لوگوں کو بخش دیا۔ حضرت اولیس

قرنی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

”نہیں مالک! ساری امت کو بخش دے۔“

غیب سے دوبارہ آواز آئی کہ ہم نے مزید کچھ اور لوگوں کو بخش دیا۔ الغرض یہ

سلسلہ کچھ دیر تک جاری رہا اور آپ ﷺ اسی طرح دعا میں مشغول رہے۔ جب حضرت عمر فاروق اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما نے دیکھا کہ اب کافی وقت ہو گیا ہے تو وہ دونوں حضرات آپ ﷺ کے سامنے آگئے۔ آپ ﷺ نے کہا:

”آپ دونوں حضرات کیوں آگئے؟ ابھی تو اللہ عزوجل نے قبیلہ ربیعہ اور قبیلہ مضر کی بھیڑ بکریوں کے برابر لوگوں کے گناہ معاف کئے تھے اور میں جب تک پوری امت کو معاف نہ کروا لیتا اس وقت تک دعا سے پیچھے نہ ہٹتا اور یہ پیرا، ہن اس وقت تک نہ پہنتا۔“

آپ ﷺ کی بات سن کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کی وہ حدیث بھی سنا دی جس میں آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ اویس قرنی (رضی اللہ عنہ) کی دعا سے قبیلہ ربیعہ اور قبیلہ مضر کی بھیڑ بکریوں کے برابر لوگوں کے گناہ معاف ہوں گے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کو ایسے پیرا، ہن میں دیکھا جس میں ہزاروں عالم پوشیدہ تھے۔ یہ دیکھ کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دل میں بھی ولایت کی خواہش پیدا ہوئی اور آپ ﷺ نے فرمایا:

”کوئی شخص ایسا ہے جو مجھ سے خلافت روٹی کے ایک ٹکڑے کے بدلے میں حاصل کر لے۔“

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر فرمایا:

”کوئی بے وقوف شخص ہی اسے خرید سکتا ہے۔ آپ ﷺ کو چاہئے کہ اس کو فروخت کرنے کی بجائے اٹھا کر پھینک دیں پھر جس کا جی چاہے گا اٹھا کر لے جائے گا۔“

بعد ازاں حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کا عطا کیا ہوا پیرا، ہن زیب تن کیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حاضر خدمت نہ ہونے کی وجہ دریافت کی تو حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے پوچھا:

”آپ دونوں حضرات حضور نبی کریم ﷺ کی زیارت باسعادت اور صحبت سے مشرف ہوئے ہیں کیا آپ مجھے یہ بتا سکتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ کے ابرو کشادہ تھے یا گھنے؟“

آپ ﷺ کے اس سوال کا جواب دینے سے حضرت عمر فاروق اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما قاصر رہے۔ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ دونوں حضرات تو حضور نبی کریم ﷺ کے دوستوں میں سے ہیں اور آپ دونوں حضرات حضور نبی کریم ﷺ کے ہمراہ جنگ احد میں شریک ہوئے تھے۔ کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ جنگ احد میں حضور نبی کریم ﷺ کے کون سے دانت مبارک شہید ہوئے تھے۔ یہ کہہ کر آپ ﷺ نے اپنے تمام ٹوٹے ہوئے دانت دکھا کر کہا کہ میں نے اپنا ایک ایک کر کے دانت اس خیال سے توڑ دیا کہ نجانے کون سا دانت مبارک شہید ہوا ہوگا۔ جب میں نے اپنے سارے دانت توڑ ڈالے تو مجھے سکون قلبی حاصل ہوا۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی بات سن کر دونوں حضرات پر رقت طاری ہو گئی۔ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی اس بات سے انہیں اندازہ ہو گیا کہ ادب کا حق یہی ہے جو کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے اگرچہ بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہو کر ادا نہیں کیا بلکہ اتباع رسول ﷺ میں ادا کیا ہے اور جس کا درس وہ ساری دنیا کو دے رہے تھے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ سے دعا کے لئے درخواست کی تو حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

”میں جب نماز میں التحیات پڑھتا ہوں تو اس کے بعد دعا پڑھتا ہوں کہ اے اللہ! تمام مومن مردوں اور عورتوں کو بخش دے اور اگر تم ایمان کے ساتھ اس دنیا سے رخصت ہوئے تو تمہیں کامیابی ملے گی اور اگر تم ایمان کے ساتھ رخصت نہ ہوئے تو میری دعا بے فائدہ ہوگی۔“

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ ﷺ سے وصیت کی درخواست کی تو آپ ﷺ نے فرمایا:

”اے عمر (رضی اللہ عنہ)! اگر تم خدا شناس ہو تو اسے سے زیادہ بہترین

وصیت کوئی نہیں کہ تم خدا کے سوا کسی دوسرے کو نہ پہچانو۔“

پھر آپ ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا:

”اے عمر (رضی اللہ عنہ)! کیا اللہ تم کو پہچانتا ہے؟“

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس بات میں نفی میں سر ہلا دیا۔ حضرت اویس قرنی رضی اللہ

نے فرمایا:

”بس اللہ کے سوا تمہیں کوئی نہ پہچانے یہی تمہارے لئے بہتر ہے۔“

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے کچھ دیر قیام کی درخواست کی تاکہ وہ

آپ ﷺ کی خدمت میں کچھ پیش کر سکیں۔ آپ ﷺ نے جیب سے دو درہم نکال کر دکھائے اور کہا:

”یہ میرا اونٹ چرانے کا معاوضہ ہے۔ اگر آپ حضرات یہ ضمانت

دیتے ہیں کہ ان کو خرچ کرنے سے قبل مجھے موت نہیں آئے گی تو

آپ مجھے جو عنایت فرمائیں گے میں وہ قبول کر لوں گا ورنہ یہ دو درہم

ہی میرے لئے کافی ہیں۔“

کچھ دیر تک حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق اور حضرت علی المرتضیٰ

رضی اللہ عنہم سے اسی طرح باتیں کرتے رہے اور حضور نبی کریم ﷺ کی سیرت واقوال زیر موضوع

لاتے رہے۔ اس کے بعد حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

”آپ دونوں حضرات نے یہاں پہنچنے تک میری وجہ سے جو تکلیف و

زحمت فرمائی اس کے لئے میں معافی چاہتا ہوں۔ اب آپ دونوں

حضرات یہاں سے تشریف لے جائیں کیونکہ قیامت کا دن نزدیک

ہے اور مجھے آخرت کی فکر ہے۔ قیامت کے دن ہمیں ایسا دیدار نصیب ہوگا جو کبھی منقطع نہ ہوگا۔ اب میں قیامت کا راستہ بنانے اور اسے صاف کرنے میں مشغول ہوں۔“

## حضرت ہرم بن حبان رضی اللہ عنہ کی ملاقات

حضرت ہرم بن حبان رضی اللہ عنہ تابعین کے ائمہ طریقت سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کو طریقت و معرفت میں کمال درجہ حاصل تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کو جب حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی بابت معلوم ہوا تو زیارت کے شوق میں ایک طویل سفر کر کے قرن پہنچے۔ جب قرن پہنچے تو لوگوں سے معلوم ہوا کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کوفہ تشریف لے گئے ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کوفہ میں ایک عرصہ تک حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کو تلاش کرتے رہے۔ آخر کار آپ رضی اللہ عنہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی تلاش میں بصرہ تشریف لے گئے۔ بصرہ میں دریائے فرات کے کنارے وضو کرتے ہوئے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے حضرت ہرم بن حبان رضی اللہ عنہ کو پہچان لیا۔ حضرت ہرم بن حبان رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر سلام کیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے سلام کا جواب دیا۔ حضرت ہرم بن حبان رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا کہ آپ رضی اللہ عنہ نے مجھے کیونکر پہچانا۔ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

”میری روح نے تمہاری روح کو پہچان لیا۔“

اس کے بعد حضرت ہرم بن حبان رضی اللہ عنہ کچھ عرصہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی صحبت میں رہے جس کے بعد حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے انہیں روانہ کیا۔ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے حضرت ہرم بن حبان رضی اللہ عنہ کو رخصت کرتے ہوئے نصیحت کی:

”تم پر فرض ہے کہ اپنے دل کی حفاظت کرو تا کہ یہ کسی غیر کی فکر میں مبتلا نہ ہو جائے۔“

پھر حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے حضرت ہرم بن حبان رضی اللہ عنہ سے فرمایا:



”اے ہرم (رضی اللہ عنہ)! میں تجھے اللہ کے سپرد کرتا ہوں۔ آج کے بعد میں تمہیں نہ دیکھوں گا اور مجھے شہرت ناپسند ہے۔ خلوت نشینی میرا بہترین ساتھی ہے۔ تم آئندہ مجھے ڈھونڈنے کی کوشش نہ کرنا اور اگر اب تم یہ کوشش کرو گے تو تم کامیاب نہ ہو گے۔“

## وحدت میں سلامتی

حضرت اولیس قرنی رضی اللہ عنہ کا فرمانِ عالی شان ہے:

”وحدت میں سلامتی ہے اس لئے کہ جس کا دل تنہا ہو وہ غیر کے فکر و اندیشہ سے بے پرواہ ہر حال میں مخلوق سے کنارہ کش اور ان آفتوں سے محفوظ رہتا ہے۔ لیکن اگر یہ سمجھے کہ تنہائی کی زندگی گزارنا محال ہے تو وہ جان لے کہ اس کے دل پر شیطان کا قبضہ ہے اور اس کے سینہ میں نفس کا غلبہ ہے۔ حالانکہ جس وقت دنیا و آخرت کی فکر اور خلق کا اندیشہ اس کے دماغ میں موجود ہے اس وقت تک ایک ہی چیز ہے جسے تنہائی کی عادت ہو گئی ہے اور وہ اگر کسی مجلس میں بھی بیٹھا ہو مگر اس کی یہ خلوت اسے فارغ نہیں کرتی۔ انسانوں سے جدا ہونا محبت الہی نہیں ہے لیکن جسے محبت الہی حاصل ہو جائے اس کے لئے انسانوں سے ملنا جلنا بھی ضروری نہیں ہے اس لئے کہ وحدت صاف دل بندہ کی صفت ہے۔“

## حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ کی سعادت

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی کنیز تھیں۔ اسی نسبت کی وجہ سے آپ رضی اللہ عنہ کو ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کے گھر میں تربیت پانے کی

سعادت حاصل ہوئی۔ ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا آپ رضی اللہ عنہا سے بے پناہ محبت کرتی تھیں۔ اگر کبھی آپ رضی اللہ عنہا کی والدہ ماجدہ کسی کام سے باہر ہوتیں اور آپ رضی اللہ عنہا بھوک کی وجہ سے روتے تو ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا آپ رضی اللہ عنہا کو گود میں اٹھا کر اپنی چھاتیاں آپ رضی اللہ عنہا کے منہ میں ڈال دیتیں اور آپ رضی اللہ عنہا فوراً شوق سے اس کو چوستے لگتے اور ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پستان مبارک سے دودھ جاری ہو جاتا۔ اب آپ خود سوچئے کہ جس نے ام المومنین رضی اللہ عنہا کا دودھ پیا ہو اس کے مراتب سے کون انکار کر سکتا ہے۔ حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ نے جو فصاحت و بلاغت پائی وہ اسی دودھ کا صدقہ تھا۔ ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ کی تعلیم و تربیت فرمائی۔ ام المومنین رضی اللہ عنہا ہمیشہ یہی دعا کیا کرتی تھیں:

”اے اللہ! حسن (رضی اللہ عنہ) کو مخلوق کا رہنما بنا دے۔“

چنانچہ ان کی دعا درجہ مقبولیت کو پہنچی اور آپ رضی اللہ عنہا اپنے زمانے کے نادر یکتائے

روزگار ہوئے۔

## صحبت اخلاص کی علامت

ایک مرتبہ حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ نے ایک دیہاتی کے سوال پر فرمایا:

”صبر دو طرح کا ہوتا ہے۔ ایک مصیبت پر صبر کرنا ہے اور دوسرا ان

چیزوں پر جن کے نہ کرنے کا حکم اللہ تعالیٰ نے دیا ہے۔“

دیہاتی نے کہا کہ آپ رضی اللہ عنہ سر اپنا زہد و تقویٰ ہیں۔ میں نے آپ رضی اللہ عنہ سے

بڑھ کر کوئی زاہد نہیں دیکھا۔ حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ نے اس کے جواب میں فرمایا:

”اے بندہ خدا! میرا زہد مرغوب چیزوں میں ہے اور میرا صبر بیقراری

میں ہے۔“

دیہاتی نے آپ رضی اللہ عنہ سے اس ارشاد کی وضاحت طلب کی تو فرمایا:

”بلاؤں پر میرا صبر کرنا اور اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مطابق اس نے جن چیزوں سے منع کیا ہے ان سے کنارہ کش رہنا اس لئے کہ یہ آتش دوزخ کے خوف سے ہے اور دنیا میں میرا جو زہد ہے وہ صرف آخرت کی رغبت کی وجہ سے ہے اور خوشی و مسرت کی وجہ یہ ہے کہ میں اپنے نصیب پر قناعت کرتا ہوں۔ یہ سب صحبت اخلاص کی علامت ہے۔“

## وعظ گوئی کی اجازت

امیر المؤمنین حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ جب بصرہ میں آئے تو انہوں نے تمام واعظین کو وعظ گوئی سے منع فرما دیا اور حکم دیا کہ تمام منبروں کو توڑ کر پھینک دیا جائے۔ جب حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ، حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ کی مجلس میں پہنچے تو دریافت کیا کہ تم عالم ہو یا طالب عالم؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

”میں تو کچھ بھی نہیں البتہ جو کچھ احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے وہ

لوگوں تک پہنچا دیتا ہوں۔“

یہ سن کر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کو وعظ گوئی کی اجازت دے دی۔ حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے وضو کا طریقہ دریافت کیا تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کو وضو کا طریقہ سمجھا دیا جو انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھا تھا۔

## آخرت کی فکر

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ اپنے ابتدائی دور میں جواہرات کی تجارت کرتے تھے جس کی وجہ سے آپ رضی اللہ عنہ کا نام حسن موتی بیچنے والا پڑ گیا۔ ایک مرتبہ آپ رضی اللہ عنہ تجارت کی غرض سے روم گئے اور جب وہاں کے وزیر سے ملاقات کے لئے پہنچے تو وہ کہیں جانے کی

تیاری میں تھا۔ اس نے آپ ﷺ سے بھی چلنے کو کہا تو آپ ﷺ اس کے ساتھ چل پڑے۔ دونوں گھوڑوں پر سوار ہو کر جنگل کی جانب چل دیئے۔ جنگل میں پہنچ کر آپ ﷺ نے دیکھا کہ وہاں ایک شاندار خیمہ نصب ہے جس کے چاروں طرف بیخ فوجی طواف کر کے واپس جا رہے ہیں۔ فوجیوں کے بعد علماء اور باحشمت لوگ وہاں پہنچے اور خیمہ کے قریب کچھ کہہ کر رخصت ہو گئے۔ ان کے بعد حکماء اور فشی وغیرہ پہنچے اور وہ بھی کچھ کہہ کر چل دیئے۔ اس کے بعد خوبرو کنیزیں زرد و جواہر کے تھاں سر پر رکھ کر آئیں اور کچھ کہہ کر چلی گئیں۔ اس کے بادشاہ و وزیر بھی اسی طرح کچھ کہہ کر چلے گئے۔ آپ ﷺ نے حیرت زدہ ہو کر اس وزیر سے اس کا سبب دریافت کیا وزیر نے بتایا:

”بادشاہ کا ایک خوبصورت جوان بیٹا مر گیا تھا اور وہی اس خیمہ میں مدفن ہے۔ چنانچہ ہر سال یہاں تمام لوگ آتے ہیں۔ سب سے پہلے فوج آ کر کہتی ہے کہ اگر جنگ کے ذریعہ سے تیری موت مل سکتی تو ہم جنگ کر کے تجھے بچا لیتے مگر اللہ عزوجل سے جنگ ناممکن ہے۔ اس کے بعد حکماء آ کر کہتے ہیں کہ اگر عقل و حکمت سے موت کو روکا جاسکتا تو ہم یقیناً روک لیتے۔ پھر علماء و مشائخ آ کر کہتے ہیں کہ اگر دعاؤں سے موت کو ٹالا جاسکتا تو ہم ٹال دیتے۔ پھر حسین کنیزیں آ کر کہتی ہیں کہ اگر حصن و جمال سے موت کو ٹالا جاسکتا تو ہم اس کو ٹال دیتے۔ پھر بادشاہ اور وزراء آ کر کہتے ہیں ہم نے حکماء و اطباء کے ذریعہ بہت کوشش کی لیکن تقدیر الہی کو کون مٹا سکتا ہے اور اب آئندہ سال تک کے لئے تجھ پر ہمارا سلام ہو۔ یہ کہہ کر سب واپس چلے جاتے ہیں۔“

حضرت حسن بھری ﷺ فرماتے ہیں کہ اس واقعہ کو سن کر میں نے قسم کھائی کہ زندگی بھرنے ہنسوں گا۔ پھر آپ ﷺ نے دنیا سے بیزار ہو کر فکر آخرت میں گوشہ نشینی اختیار کر لی۔ مشہور ہے کہ آپ ﷺ ستر سال تک ہمہ وقت با وضو رہے اور اسی وجہ سے اپنے

ہمعصر بزرگوں میں ممتاز ہوئے۔

## حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا تقویٰ

ایک مرتبہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ پوری رات مصروف گریہ و زاری رہے۔ جب لوگوں نے پوچھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا شمار تو صاحب تقویٰ لوگوں میں ہوتا ہے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کس لئے اس قدر گریہ و زاری کرتے ہیں تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

”میں تو اس دن کے لئے روتا ہوں جس دن مجھ سے کوئی ایسی خطا ہو گئی ہو کہ اللہ عزوجل کے ہاں باز پرس ہو اور فرمایا جائے کہ اے حسن! ہماری بارگاہ میں تمہاری کوئی وقعت نہیں اور ہم تمہاری پوری عبادت کو رد کرتے ہیں۔“

## مردِ خدا

روایات میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ حجاج بن یوسف برہنہ شمشیر لئے اپنے ساتھیوں کے ہمراہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں داخل ہوا۔ اس وقت بڑے علماء آپ رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں حاضر تھے۔ یہ منظر دیکھ کر ایک عالم نے اپنے دل میں کہا:

”آج حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے زہد و تقویٰ کا امتحان ہے۔ کیا وہ ایک ظالم و جابر شخص کے احترام میں کھڑے ہوتے ہیں اور اس کو نظر انداز کرتے ہوئے اپنا درس جاری رکھتے ہیں۔“

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک نظر حجاج بن یوسف پر ڈالی اور وعظ میں اس طرح مشغول ہوئے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ظاہری کیفیت میں ذرہ برابر بھی فرق نہیں آیا نہ ہی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے چہرے کا رنگ بدلا اور نہ زبان میں ہلکی سی بھی کوئی لرزش آئی۔ جب حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا وعظ ختم ہوا تو حجاج بن یوسف بہت تیزی کے ساتھ اپنی جگہ

سے اٹھا اور اس منبر کی طرف بڑھا جہاں حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ تشریف فرما تھے اور وعظ بیان کر رہے تھے۔ حجاج بن یوسف کو اپنے قریب آتا دیکھ کر بھی حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ کے انداز میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوئی۔ حجاج بن یوسف والہانہ جھکا اور اس نے حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ کے دست مبارک کو بوسہ دیا۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ کو بلند کرتے ہوئے حاضرین سے مخاطب ہوا:

”اگر تم کسی مردِ خدا سے ملنا چاہتے ہو تو حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ (عسیلہ) کو دیکھ لو۔“

## گناہگار کے آنسو

ایک مرتبہ حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ اپنے گھر کی چھت پر گریہ کناں تھے کہ اشکوں کا سیلاب بہ نکلا اور بچے سے گزرتے ہوئے ایک شخص پر کچھ قطرے ٹپک پڑے۔ اس شخص نے آپ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا یہ پانی پاک ہے یا ناپاک؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

”برادر! اپنے کپڑے پاک کر لینا یہ ایک گناہگار کے آنسو ہیں۔“

## منافق کون؟

ایک مرتبہ حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ عید کے روز ایسی جگہ سے گزرے جہاں پر لوگ ہنسی مذاق میں مشغول تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

”میں ایسے لوگوں پر حیران ہوتا ہوں جو ہنسی مذاق میں مشغول ہو کر اپنے حال کو بھلا بیٹھے ہیں۔“

پھر آپ رضی اللہ عنہ کا گزرا ایک قبرستان سے ہوا جہاں پر ایک شخص قبرستان میں بیٹھا کھانے پینے میں مصروف تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اسے دیکھ کر فرمایا:

”یہ منافق ہے جس کی نفسانی خواہش مردوں کے سامنے بھی جاگتی ہے“

اس کو موت اور آخرت کا یقین نہیں ہوتا اور جوان دونوں کا یقین نہیں کرتا وہ منافق ہوتا ہے۔“

## مقام حضرت رابعہ بصریہ رضی اللہ عنہا

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ وعظ کہا کرتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ اپنا وعظ اس وقت تک شروع نہ کرتے تھے جب تک کہ اس میں حضرت رابعہ بصریہ رضی اللہ عنہا شریک نہ ہو جاتیں۔ ایک مرتبہ محفل میں موجود لوگوں نے سوال کیا کہ آپ رضی اللہ عنہ ایک بوڑھی عورت کے محفل میں نہ ہونے پر وعظ ترک کیوں کر دیتے ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

”ہاتھی کے برتن کا شربت چیونٹیوں کے برتن میں کیونکر سا سکتا ہے۔“

## دنیا عبرت کی جگہ ہے

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ جنازے کے ساتھ چلنا اپنا فرض اولیٰ سمجھتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ رضی اللہ عنہ کسی کے جنازے میں شریک تھے۔ جب لوگ مردہ کو قبر میں اتار چکے اور گھروں کو واپس جانے لگے تو آپ رضی اللہ عنہ اس جگہ پر بیٹھ گئے اور لوگوں سے فرمایا:

”اے دنیا کے پرستارو! مال دولت کے متوالو! تم نے آدمی کا انجام دیکھ لیا اور یہ ہی وہ دنیا کا آخری مقام ہے اور آخرت کی پہلی منزل پھر غرور اور تکبر کا کیا فائدہ یہ دنیا عبرت کی جگہ ہے۔“

## جنات کو تبلیغ

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ کی مسجد جہاں وہ تبلیغ فرماتے تھے فجر کی نماز کے لئے تشریف لے گیا۔ میں جب وہاں پہنچا تو میں نے آپ رضی اللہ عنہ کے حجرے کے دروازہ کو اندر سے بند پایا۔ آپ رضی اللہ عنہ دعا فرما رہے تھے

اور کچھ لوگ آمین کہہ رہے تھے۔ میں سمجھا کہ کچھ ارادت مند ہوں گے جو اندر حاضر ہوں گے۔ جب نماز کے وقت حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ مسجد میں تشریف لائے تو میں نے صورت حال بیان کی۔ حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

”یہاں جنات وغیرہ آتے ہیں اور میں ان کے سامنے وعظ کہتا ہوں۔  
وعظ کے بعد میں دعا کرتا ہوں اور وہ سب آمین کہتے ہیں۔“

## گناہ کی سزا

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے بچپن میں کوئی گناہ سرزد ہو گیا جس کی پاداش میں آپ رضی اللہ عنہ جب بھی کوئی نیا کپڑا پہنتے تو اس کے گریبان پر وہ گناہ لکھوا دیتے۔ پھر جب اس گناہ کو دیکھتے تو کافی دیر تک گریہ و زاری کرتے رہتے حتیٰ کہ غشی طاری ہو جاتی تھی۔

## عذاب سے چھٹکارا

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ نے کسی شخص کو ایک حبشی عورت کے ساتھ اس طرح شراب نوشی کرتے دیکھا کہ شراب کی بوتل اس کے سامنے تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ کو خیال آیا کہ کیا یہ مجھ سے بھی بہتر ہو سکتا ہے؟ یہ تو شرابی ہے۔ اس دوران ایک کشتی سامنے آئی جس میں سات افراد سوار تھے اور وہ غرق ہو گئی۔ یہ دیکھ کر اس شخص نے پانی میں چھلانگ لگائی اور چھ افراد کو ایک ایک کر کے باہر نکالا اور آپ رضی اللہ عنہ سے عرض کرنے لگا کہ آپ رضی اللہ عنہ ایک کی ہی کی جان بچالیں۔ میں تو یہ امتحان لے رہا تھا کہ آپ رضی اللہ عنہ کی باطن کی نگاہ کھلی ہوئی ہے یا نہیں؟ یہ عورت جو میرے پاس ہے یہ میری والدہ ہیں اور اس بوتل میں سادہ پانی ہے۔ یہ سن کر آپ رضی اللہ عنہ کو یقین ہو گیا کہ یہ کوئی غیبی شخص ہے اس لئے اس کے قدموں میں گر پڑے اور کہنے لگے:

”جس طرح تو نے چھ آدمیوں کی جان بچائی ہے اس طرح میری



جان بھی بچا دے۔“

اس نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو بصیرت عطا فرمائے یعنی کبر و نخوت کو دور کر دے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور اس کے بعد آپ ﷺ نے کبھی بھی اپنے آپ کو کسی سے بہتر تصور نہیں کیا اور یہ کیفیت ہو گئی کہ اگر کبھی کتے کو دیکھ لیتے تو فرماتے:

”اگر عذاب سے چھٹکارا حاصل ہو گیا تو میں اس سے بہتر ہوں ورنہ

یہ کتاب مجھ سے افضل ہے۔“

## خالق کی دوستی کا دعویٰ

ایک مرتبہ حضرت حسن بھری ﷺ کی خدمت میں ایک عورت برہنہ سر اور منہ لئے حاضر ہوئی۔ اس عورت نے اپنے شوہر کی شکایت آپ ﷺ سے کی۔ آپ ﷺ نے اس عورت سے فرمایا کہ پہلے تم اپنا سر اور منہ ڈھانپ کر آؤ۔ اس عورت نے جواباً کہا کہ میں تو مخلوق کی محبت میں اس قدر سرشار ہوں کہ مجھے اپنی کچھ ہوش باقی نہیں رہی اگر آپ ﷺ میری توجہ اس جانب مبذول نہ کروا تے تو میں اسی طرح بازار چلی جاتی مگر مجھے اس پر بھی تعجب ہے کہ آپ ﷺ خالق کی دوستی کا دعویٰ کرتے ہیں اور اس کی محبت میں سرشار ہیں پھر آپ ﷺ نے مجھے کس طرح ننگے سر اور منہ دیکھ لیا۔

## جنت میں عالی شان محل

ایک مرتبہ کسی شخص کا گھوڑا چوری ہو گیا۔ وہ شخص انتہائی غریب تھا اس نے حضرت حسن بھری ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنا مدعا بیان کیا۔ آپ ﷺ نے اس سے گھوڑے کی قیمت دریافت کی تو اس نے گھوڑے کی قیمت چار سو دینار بتائی۔ آپ ﷺ نے اسے چار سو دینار دے دیئے۔ اس رات اس شخص نے خواب میں دیکھا کہ اس کا گھوڑا جنت میں دوسرے کئی گھوڑوں کے ہمراہ چراگاہ میں چر رہا ہے۔ اس نے دریافت کیا کہ یہ

گھوڑے کس کے ہیں؟ اسے جواب ملا کہ یہ گھوڑے پہلے تیری ملکیت تھے اب یہ حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ کی ملکیت ہیں۔ اس شخص نے اگلے روز حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر ان سے بیع فسخ کرنے کی درخواست کی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ عزوجل مجھے تم سے پہلے اس کی اطلاع دے چکا ہے۔ وہ شخص مایوس ہو کر واپس چلا آیا۔ اس رات حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ نے جنت میں ایک عالی شان محل دیکھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا کہ یہ محل کس کا ہے؟ جواب ملا کہ یہ محل اس کا ہے جو بیع کو منسوخ کرے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے علی الصبح اس شخص کو بلایا اور بیع کو منسوخ کر دیا۔

## تارک الجماعت

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے معلوم ہوا کہ ایک شخص ایسا ہے جو جماعت کے ساتھ نماز ادا نہیں کرتا اور نہ ہی کسی سے ملتا جلتا ہے میں اس کے پاس گیا اور اس سے دریافت کیا کہ تم جماعت کے ساتھ نماز کیوں ادا نہیں کرتے؟ اس نے مجھ سے کہا کہ مجھے اس بات سے معاف رکھئے میں مشغول ہوں اور مجھے ذرہ بھر بھی فرصت نہیں ہے۔ میں نے دریافت کیا کہ تم کس کام میں مشغول ہو؟ اس نے کہا کہ میری کوئی سانس ایسی نہیں جس کی نعمت مجھ تک نہ پہنچی ہو اور مجھ سے گناہ سرزد ہوتا ہو۔ اس لئے میں نعمت کے شکر اور گناہ کے عذر میں مصروف رہتا ہوں۔ آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس کی بات سننے کے بعد فرمایا کہ اللہ کی قسم! تم اسی طرح رہو تم مجھ سے بہتر ہو۔

## ہم بے کیفیت ہیں

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ نے حضرت رابعہ بصریہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ کیا تمہیں شوہر کی رغبت نہیں؟ حضرت رابعہ بصریہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نکاح جسم کے ساتھ ہوتا ہے اور میرا وجود یہاں نہیں میں مالک کی مملوک ہوں مالک سے دریافت کرو۔ حضرت حسن

بصری رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا کہ یہ درجہ تمہیں کیونکر حاصل ہوا کہ تم نے سب حاصل کی ہوئی چیزوں کو اس میں گم کر دیا اور تم اسے کس طرح جانتی ہو؟ حضرت رابعہ بصریہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ہم بے کیفیت ہیں۔

## مخلوق سے حاجت روائی نہ کرنا

ایک مرتبہ حضرت رابعہ بصریہ رضی اللہ عنہا کی خادمہ کھانا پکا رہی تھی کہ اسے پیاز کی ضرورت پیش آگئی۔ اس نے آپ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ اگر اجازت ہو تو ہمسایوں سے پیاز مانگ لیں؟ آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ چالیس سال ہوئے میں نے اپنے رب سے عہد کیا تھا کہ میں مخلوق سے کچھ طلب نہ کروں گی۔ قدرتِ خداوندی اس وقت ایک پرندہ اڑتا ہوا آیا اور چھلا ہوا پیاز ہانڈی میں ڈال کر اڑ گیا۔ آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ مجھے فکر ہے کہ یہ پیاز نا جائز ہے۔ پھر آپ رضی اللہ عنہا نے وہ کھانا نہ کھایا۔

## اللہ کے مشغول سے کوئی نہ روک سکے

حضرت رابعہ بصریہ رضی اللہ عنہا نے سات روز کا روزہ رکھا اور افطار نہ کیا۔ اس دوران آپ رضی اللہ عنہا لمحہ بھر کے لئے بھی نہ سوئیں۔ ساتویں دن جب بھوک کا غلبہ ہوا تو نفس نے کہا کہ آپ رضی اللہ عنہا مجھے کب تک اس مضیبت میں مبتلا رکھیں گی؟ اس دوران ایک شخص آیا اور اس نے آواز دے کر کھانا آپ رضی اللہ عنہا کی دہلیز پر رکھا اور چلا گیا۔ آپ رضی اللہ عنہا نے وہ کھانا لا کر رکھا اور چراغ روشن کرنے لگیں اس دوران بلی آئی اور اس نے سارا کھانا گرا دیا۔ آپ رضی اللہ عنہا نے پانی ا کوزہ بھرا اور روزہ افطار کرنا چاہا تو چراغ گل ہو گیا۔ آپ رضی اللہ عنہا نے اندھیرے میں پانی پینا چاہا تو کوزہ ہاتھ سے گر کر ٹوٹ گیا۔ آپ رضی اللہ عنہا نے افسردگی میں کہا کہ الہی! یہ کیا معاملہ ہے؟ عیبی ندا آئی کہ رابعہ رضی اللہ عنہا اگر تو چاہتی ہے کہ دنیا کی نعمت تجھے دے دوں اور اپنا غم تیرے دل سے واپس لے لوں کیونکہ میرا غم اور دنیا کی نعمت ایک دل میں کبھی اکٹھے نہیں ہو سکتے۔

آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے دل کو دنیا سے قطع کر لیا اور اپنی امید کو مختصر کر لیا اور میں سمجھی کہ یہ میری آخری نماز ہے اور خلقت سے اس طرح منہ موڑ لیا کہ جب دل ہوتا ہے تو اس خوف سے کہ مبادا دنیا مجھے خود میں مشغول نہ کر لے میں دعا گو ہوں کہ الٰہی مجھے اپنے ذکر میں مشغول رکھتا کہ کوئی بھی مجھے تیرے شغل سے باز نہ رکھ سکے۔

## بطور کفارہ حامل ہذا کو چار سو دینار ادا کرو

شیخ اسماعیل رضی اللہ عنہ اپنی فطرت قناعت کے سبب کبھی کسی کے سامنے دست سوال دراز نہیں کرتے تھے۔ شیخ اسماعیل رضی اللہ عنہ کی تین بیٹیاں تھیں چونکہ حضرت رابعہ بصری رضی اللہ عنہ اپنی تینوں بہنوں کے بعد پیدا ہوئیں اس مناسبت سے آپ ﷺ کا نام ”رابعہ (رضی اللہ عنہا)“ رکھا گیا۔ عربی زبان میں ”رابعہ“ چوتھی کو کہتے ہیں۔ جس رات آپ ﷺ پیدا ہوئیں شیخ اسماعیل رضی اللہ عنہ کا بے سرو سامانی کا یہ عالم تھا کہ کوئی فاقہ پکڑا نہ تھا جو نو مولود کو اڑھایا جاسکے اور رات کے وقت چراغ جلانے کیلئے گھر میں تیل تک نہیں تھا کہ جس سے روشنی کا ہی اہتمام کر لیا جاتا۔ گھر کی یہ حالت دیکھ کر حضرت رابعہ بصری رضی اللہ عنہا کی والدہ ماجدہ نے آپ ﷺ کے والد سے کہا کہ فلاں ہمسایہ سے تھوڑا سا قرض لے لیں تا کہ ضرورت کی چیزیں لاسکیں۔ آپ ﷺ کے والد نے اس بات کا عہد کر رکھا تھا کہ سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی سے کبھی کچھ نہ مانگیں گے چونکہ معاملہ ایسا آن پڑا تھا کہ اب اس کہ سوا کوئی چارہ دکھائی نہیں دیا کہ کسی سے قرض لے لیا جائے۔ شیخ اسماعیل رضی اللہ عنہ تاریکی میں گھر سے نکل پڑے اور پڑوسی کے دروازے پر دستک دی۔ پڑوسی گہری نیند میں سویا ہوا تھا اس لیے اس نے دستک کی آواز نہیں سنی۔ شیخ اسماعیل رضی اللہ عنہ کچھ دیر تک دروازہ کھلنے کے انتظار میں کھڑے رہے مگر جب پڑوسی کے قدموں کی آواز بھی سنائی نہ دی تو آپ ﷺ خاموشی سے لوٹ آئے اور پریشانی کے عالم میں سو گئے۔ جب آپ ﷺ سو گئے تو خواب میں حضور نبی کریم ﷺ کی زیارت ہوئی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے اسماعیل (رضی اللہ عنہ)! اپنی بے سرو سامانی کا غم نہ کرتیری یہ بچی اپنے

وقت کی بہت بڑی عارفہ ہوگی اس کے روحانی فیض سے دنیا کو فائدہ پہنچے گا اور اس کی دعاؤں سے میری امت کے ہزاروں افراد بخشتے جائیں گے۔ اس کے بعد حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بصرہ کے حاکم کے پاس ایک کاغذ تحریر کر کے لے جاؤ کہ ہر یوم تو مجھ پر سو مرتبہ درود بھیجتا ہے اور شب جمعہ چار سو مرتبہ لیکن آج جمعہ کی جو رات گزری ہے اس میں تو درود بھیجتا بھول گیا لہذا بطور کفارہ حامل ہذا کو چار سو دینار ادا کرو۔ حاکم بصرہ سے جو دینار ملیں گے ان کو خرچ کر لینا۔ حضرت رابعہ بصری رضی اللہ عنہ کے والد ماجد جب نیند سے بیدار ہوئے تو رات کو دیکھے خواب کے بارے میں سوچتے ہوئے آنکھوں میں خوشی کے آنسو آگئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنا پورا خواب ایک کاغذ پر تحریر کیا اور حاکم بصرہ کے دربان کو دے دیا دربان خط لے کر حاکم بصرہ کے پاس آیا اور شیخ اسماعیل رضی اللہ عنہ کا لایا ہوا خط پیش کیا۔ حاکم بصرہ نے جب خط پڑھا تو اس کی خوشی کی انتہا نہیں رہی پوچھا کہ خط لے کر آنے والا معزز شخص کہاں ہے؟ دربان نے کہا کہ وہ باہر محل کے دروازے پر کھڑا ہے۔ حاکم بصرہ تیز قدموں کے ساتھ محل کے دروازے پر پہنچا اور شیخ اسماعیل رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں کو بوسہ دے کر کہنے لگا۔ آپ رضی اللہ عنہ کی وجہ سے حضور نبی کریم ﷺ نے مجھے یاد فرمایا ہے۔ اس کے بعد حاکم بصرہ نے بڑی خوشی کے ساتھ چار سو دینار شیخ اسماعیل رضی اللہ عنہ کو پیش کیے اسی خوشی میں اس نے دس ہزار دینار بطور شکرانہ غرباء و فقراء میں تقسیم کیے۔ اگلے دن حاکم بصرہ نے خود حضرت رابعہ بصری رضی اللہ عنہ کے گھر حاضری دی اور بڑی عقیدت و مسرت کا اظہار کرتے ہوئے وہاں سے رخصت ہوا۔

## ملائکہ بھی رشک کریں گے

حضرت رابعہ بصری رضی اللہ عنہ کا مالک انتہائی جابر اور ظالم شخص تھا۔ دن رات آپ رضی اللہ عنہ سے کام لیتا۔ آپ رضی اللہ عنہ نہایت فرمانبرداری اور خاموشی سے اس کی خدمت کرتیں اور کبھی زبان سے اف تک نہ کیا۔ بچپن کے دن تیزی سے گزرتے جا رہے تھے اور اب آپ

ﷺ آہستہ آہستہ بارہ برس کی ہو گئیں۔ آپ ﷺ کو جب بھی فرصت ملتی تو نماز میں مشغول ہو جاتیں اور رو کر پروردگار سے کہتیں:

”اے خدا! میں یتیم بتلائے مصیبت ہوں، غلامی کی زنجیروں میں جکڑی ہوئی ہوں اور ظلم و ستم سہہ رہی ہوں۔ اس کے باوجود میرا پیش نظر تیری رضا ہے۔“

ایک دن مالک نے آپ ﷺ کو کسی کام کے لیے گھر سے باہر بھیجا۔ آپ ﷺ چلی جا رہی تھیں کہ راستے میں اپنے سامنے نامحرم کو دیکھ کر اس قدر زور سے گریں کہ ہاتھ میں شدید چوٹ آگئی اور ہاتھ نے کام کرنا چھوڑ دیا۔ آپ ﷺ رو پڑیں اور بارگاہ الہی میں التجا کرنے لگیں:

”الہی! میں تو پہلے ہی بے یار و مددگار تھی اب ہاتھ نے بھی چوٹ کے باعث جواب دے دیا ہے اسلئے باوجود میں تیری رضا چاہتی ہوں۔“  
غیبی ندا آئی:

”اے رابعہ! غم نہ کر کل تجھے وہ مقام و مرتبہ عطا ہوگا کہ تجھ پر ملائکہ بھی رشک کریں گے۔“

حضرت رابعہ بصری رضی اللہ عنہا نے یہ آواز سنی تو بہت خوش ہو گئیں اپنی ساری تکلیفیں بھول گئیں۔ آپ ﷺ بہت خوش گھر واپس آئیں اور حسب معمول کام میں لگ گئیں۔

## میں نے تمہیں معاف کیا

ایک دن آدھی رات کے وقت مالک کی اچانک آنکھ کھل گئی تو اس کی نگاہ حضرت رابعہ بصری رضی اللہ عنہا کی کوٹھڑی کی طرف چلی گئی۔ اسے کوٹھڑی میں چراغ کی لمبوس ہوئی۔ وہ بڑا حیران ہوا کہ یہ کینز آدھی رات کو جاگ کر کیا کر رہی ہے۔ وہ کوٹھڑی کی طرف بڑھا مگر یہ دیکھ کر اس کے قدم کوٹھڑی کے دروازے کے باہر ہی رک گئے کہ اس کی کینز بارگاہ الہی میں

عبادت میں مشغول ہے۔ حضرت رابعہ بصری رضی اللہ عنہ بارگاہ الہی میں عرض کر رہی تھیں:

”الہی! اگر میرے بس میں ہوتا تو میں زندگی کا ہر ایک لمحہ تیری عبادت کرنے میں گزار دیتی مگر چونکہ تو میری مجبوریوں کو جانتا ہے تو نے مجھ کو غیر کا محکوم بنایا ہوا ہے اس لیے میں دن کے وقت مالک کے گھر کا کام کاج کرتی رہتی ہوں اور رات کو دیر سے تیری بارگاہ الہی میں حاضر ہوتی ہوں۔ اے اللہ! مجھے معاف فرما دے اور میرے گناہوں کو درگزر فرما دے۔“

مالک نے جب یہ منظر دیکھا تو حیران رہ گیا۔ اس کے دل کی سختی یہ منظر دیکھتے ہی نرمی میں بدل گئی۔ اسے اپنے کئے پر پچھتاوا آنے لگا کہ میں نے اس چھوٹی سی بچی پر کس قدر ظلم ڈھائے ہیں کہ ہر وقت گھر کے کاموں میں ہی الجھائے رکھا اور بچی کا یہ حال ہے اس چھوٹی سی عمر میں اللہ تعالیٰ کی عبادت میں راتوں کو مشغول رہتی ہے۔ اسی وقت اس نے اپنے دل میں اس بات کا عہد کیا کہ صبح ہوتے ہی اپنی زیادتیوں کا ازالہ کروں گا۔ وہ یہ ارادہ کر کے واپس اپنے کمرے میں چلا آیا تا کہ حضرت رابعہ بصری رضی اللہ عنہا کی عبادت میں خلل نہ پڑے۔ کمرے میں آیا تو نیند اس سے کوسوں دور چلی گئی تھی۔ صبح کے انتظار میں جاگتا رہا اور صبح ہوتے ہی آپ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا اور آپ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ میں تمہیں آزاد کرتا ہوں اور اپنے گناہوں کی معافی مانگتا ہوں کہ لاعلمی میں مجھ سے بہت زیادتیاں ہوئی ہیں میری خواہش ہے کہ تم اس گھر میں قیام کرو تا کہ میرے گھر میں برکت رہے اگر تم یہاں قیام کرنا پسند نہ فرماؤ اور کہیں اور جانا چاہیں تو تمہاری مرضی ہے۔ حضرت رابعہ بصری رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

”میں نے تمہیں معاف کیا۔“

## مجھے اپنے دیدار سے محروم نہ کرنا

حضرت رابعہ بصری رضی اللہ عنہا ریاضت و عبادت و معرفت کے اعتبار سے ممتاز حیثیت

رکھتیں تھیں۔ اپنے دور کی نامور قلندر تھیں۔ علم عبادت اور ریاضت میں آپ ﷺ کا نام اولیاء کرام میں نہایت عقیدت و احترام سے لیا جاتا ہے۔ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں ہمہ وقت مشغول رہتیں۔ اللہ تعالیٰ سے محبت کا یہ عالم تھا کہ دنیا کی کسی چیز کا لالچ آپ کے دل میں موجود نہیں تھا۔ آپ ﷺ صرف رضائے الہی کی طالب تھیں۔ ایک مرتبہ بازگاہ الہی میں مناجات کرتے ہوئے کہا:

”اے اللہ! اگر میں تیری عبادت جہنم کے خوف سے کرتی ہوں تو تو مجھے جہنم میں پھینک دے اور اگر میں تیری عبادت جنت کی خاطر کرتی ہوں تو تو مجھے جنت سے محروم کر دے لیکن اگر میں صرف تیری ہی خاطر تیری عبادت کرتی ہوں تو مجھے اپنے دیدار سے محروم نہ کرنا۔“

## صرف توبہ و استغفار ہی کافی نہیں

ایک مرتبہ ایک شخص نے حضرت زابعہ بصریؒ سے کہا کہ میں نے بہت گناہ کئے ہیں اگر میں تائب ہو جاؤں تو کیا اللہ تعالیٰ میری توبہ قبول کر لیں گے؟ حضرت زابعہ بصریؒ نے فرمایا کہ ہرگز نہیں، اگر وہ تیری توبہ قبول کر لیتا تو میں توبہ نہ کر لیتی۔

حضرت زابعہ بصریؒ کا اس فرمان میں یہ خیال تھا کہ صرف توبہ استغفار ہی کافی نہیں ہوتا بلکہ ریاضت اور مجاہدات کی بھی ضرورت ہوتی ہے جب جا کر رضائے الہی حاصل ہوتی ہے اور انسان مکمل طور پر گناہوں سے آزاد ہو جاتا ہے۔ ایک اور مقام پر آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ ہمارا استغفار ایک دوسرے استغفار کا محتاج ہے کیونکہ ہم اپنے استغفار میں سچے نہیں ہوتے۔

## وہی دل بیدار ہے جو جہنم میں گم ہو گیا

حضرت زابعہ بصریؒ فرماتی ہیں کہ انسان آنکھوں کی راہ سے خدا کی منزل کو



نہیں پہنچ سکتا اور زبان کی طرف سے بھی اس کی جانب راہ نہیں پاسکتا اور قوت سامعہ صرف سننے کے لیے ہے اور ہاتھ پاؤں حیرت میں ہیں لیکن یہ معاملہ دل کے ساتھ ہے، کوشش کرتے رہتا کہ دل بیدار رہے کیونکہ جب دل بیدار ہو گیا تو پھر اسے یار کی حاجت نہیں۔ یعنی وہی دل بیدار ہے جو حق میں گم ہو گیا اور جو اس میں گم ہو گیا وہ یار کو کیا کرے کیونکہ یہی درجہ فنا فی اللہ کا ہے۔

## دنیا سے محبت اور لگاؤ ہے

بصرہ کے ایک درویش حضرت رابعہ بصری رضی اللہ عنہ سے ملنے کے لیے آئے۔ انہوں نے دنیا کی مذمت اور برائی کرنا شروع کی۔ حضرت رابعہ بصری رضی اللہ عنہ نے جب ان کی یہ گفتگو سنی تو فرمایا:

”ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تم دنیا کو دوست رکھتے ہو اگر دنیا کو دوست نہ رکھتے ہوتے تو اس کا ذکر تمہاری زبان پر ہرگز نہ آتا اور اگر تم دنیا سے فارغ ہوتے اور اگر تم کو دنیا سے کوئی لگاؤ نہ ہوتا تو تم دنیا کا ذکر نہ کرتے لیکن تم دنیا کا ذکر اس لیے کرتے ہو اور اس لیے دنیا کو یاد کرتے ہو کہ تم کو دنیا سے محبت ہے اور تم کو دنیا سے لگاؤ ہے۔“

آپ رضی اللہ عنہ کی یہ بات سن کر وہ درویش خاموش ہو گئے اور پھر کبھی آپ رضی اللہ عنہ کے سامنے دنیا کی شکایت نہ کی۔

## یہ پیاز نا جائز ہے

ایک دفعہ حضرت رابعہ بصری رضی اللہ عنہ کی خادمہ ہانڈی پکا رہی تھی کہ اس کو پیاز کی ضرورت محسوس ہوئی۔ گھر میں دیکھا تو پیاز موجود نہ تھا۔ خادمہ نے آپ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ پیاز ہمسایہ کے گھر سے لے لیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے خادمہ سے فرمایا کہ چالیس سال سے میں نے

اپنے خالق سے عہد کر رکھا ہے کہ اس کی مخلوق سے کچھ طلب نہ کروں گی، پیاز نہیں ہے تو نہ کہی۔ اسی وقت قدرتِ خدواندی سے آسمان سے ایک پرندہ اڑتا ہوا اور چملا ہوا پیاز ہانڈی میں ڈال کر چلا گیا۔ یہ دیکھ کر آپ ﷺ نے فرمایا:

”مجھے فکر ہے کہ یہ پیاز ناچائز ہے۔“

پھر آپ ﷺ نے اس سالن سے روٹی ہی نہ کھائی اور روکھی روٹی کھا کر گزارہ کیا۔

## بخارا سی عتاب کی وجہ سے ہے

ایک دفعہ حضرت رابعہ بصری ﷺ بہت سخت بیمار ہو گئیں۔ لوگوں نے آپ ﷺ سے اس شدید بخار کی وجہ پوچھی تو آپ ﷺ نے فرمایا:

”آج فجر کے وقت میرے دل میں جنت کی خواہش پیدا ہوئی تو اللہ نے مجھ پر عتاب نازل فرمایا چنانچہ یہ بخار اسی عتاب کی وجہ سے ہے۔“

## حرام ہے یا حلال؟

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ حضرت رابعہ بصری رضی اللہ عنہ کی خبر گیری کے لئے تشریف لائے تو دروازے پر ایک رئیس آدمی کو روپوں کی تھیلی لئے کھڑے دیکھا۔ وہ حضرت رابعہ بصری رضی اللہ عنہ کے دروازے پہنچا اور قطار رو رہا تھا۔ حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ نے اس کے اس طرح رونے کی وجہ پوچھی تو اس نے کہا کہ میں حضرت رابعہ بصری رضی اللہ عنہ کے لئے یہ کچھ نذرانہ لایا تھا لیکن اب اس خیال سے رو رہا ہوں کہ اگر انہوں نے قبول نہ کیا تو میرا کیا ہوگا؟ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے گزارش ہے کہ میری سفارش فرمادیں۔ حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ گھر کے اندر داخل ہوئے اور اس شخص کا پیغام حضرت رابعہ بصری رضی اللہ عنہ کو پہنچا دیا۔

حضرت رابعہ بصری رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

”جو شخص اللہ عزوجل کو برا بھلا کہتا ہے تو اللہ عزوجل اس کی روزی بند

نہیں کرتا اور جس کی زندگی اس کی محبت میں گزرتی ہے اسے رزق کے بغیر بھی زندہ رکھتا ہے۔ جب سے میں نے اسے دیکھ لیا ہے مخلوق سے منہ پھیر لیا۔ اب تم ہی بتاؤ کہ میں کیسے لے سکتی ہوں اور اس کی نسبت مجھے یہ بھی معلوم نہیں کہ حرام ہے یا حلال۔“

## حضرت حبیب عجمی رضی اللہ عنہ کا تائب ہونا

حضرت حبیب عجمی رضی اللہ عنہ ابتداء میں لوگوں کو سود پر پیسے دیا کرتے تھے۔ ایک دن آپ رضی اللہ عنہ کسی کے گھر قرضے کی وصولی کے لئے پہنچے تو وہ گھر پر موجود نہ تھا۔ اس کی بیوی نے کہا میرا تو شوہر گھر پر موجود نہیں اور میرے پاس دینے کو کوئی چیز نہیں ہے۔ البتہ میں نے آج ایک بھیڑ ذبح کی تھی جس کا تمام گوشت ختم ہو چکا ہے اور سرباقی ہے اگر کہو تو وہ دے دوں؟ آپ رضی اللہ عنہ وہ سر لے کر گھر آگئے اور بیوی سے کہا کہ یہ سر سود میں ملا ہے اس کو پکا ڈالو۔ بیوی نے کہا کہ میں کیسے پکاؤں گھر میں نہ لکڑی ہے نہ آٹا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے ان دونوں چیزوں کا بھی ابھی کسی مقروض سے انتظام کر کے آتا ہوں۔ جب کھانا تیار ہو چکا۔ تو ایک سائل نے آکر سوال کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے کہا میرے پاس تجھے دینے کو کچھ نہیں۔ سائل نے کہا کہ اگر تو مجھے کچھ دے بھی دے تو تو اس سے غریب نہیں ہو جائے گا اور نہ میں امیر ہو جاؤں گا۔ جب سائل مایوس ہو کر چلا گیا تو بیوی نے سائلن کا لٹا چاہا تو ہنڈیا سائلن کی بجائے خون سے لبریز تھی۔ اس نے آواز دے کر کہا کہ تیری کنجوسی کی وجہ سے یہ کیا ہو گیا؟ آپ رضی اللہ عنہ نے یہ دیکھ کر عبرت حاصل کی اور کہا کہ میں آج سے برے کام سے تائب ہو گیا اور اس کے بعد مقروض لوگوں سے اصل رقم لینے اور سود ختم کرنے کے لئے نکلے۔ آپ رضی اللہ عنہ جا رہے تھے کہ راستے میں کچھ لڑکوں کو کھیلتا دیکھے۔ لڑکوں نے آپ رضی اللہ عنہ کو دیکھتے ہی آوازیں لگانا شروع کر دیں کہ دیکھو حبیب سود خور آ رہا ہے کہیں اس کے قدموں کی خاک ہم پر نہ پڑ جائے۔ آپ رضی اللہ عنہ یہ سن کر رنجیدہ ہوئے اور حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ کی خدمت

میں حاضر ہو کر تائب ہو گئے اور گناہوں سے توبہ کر لی۔ حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کو وعظ و نصیحت کی۔ جب آپ رضی اللہ عنہ حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ کے پاس سے واپس ہوئے تو ایک مقروض شخص آپ رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر بھاگنے لگا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

”مجھ سے مت بھاگو اب تو مجھ کو تم سے بھاگنا چاہئے تاکہ ایک عاصی کا سایہ تمہارے اوپر نہ پڑ جائے۔“

پھر جب آپ رضی اللہ عنہ واپس ہوئے تو وہی لڑکے آپ رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر راستہ دینے لگے اور کہنے لگے کہ اب حبیب تائب ہو کر آ رہا ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ ہمارے پیروں کی گرد اس پر پڑ جائے اور اللہ تعالیٰ مگنہ گاروں میں ہمارا نام درج کر دے۔ بچوں کا یہ قول سن کر آپ رضی اللہ عنہ نے آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے عرض کیا:

”مالک ستیری قدرت بھی عجیب ہے۔ آج ہی میں نے توبہ کی اور تو

نے لوگوں کی زبان پر میری نیک نامی کا اعلان کرادیا۔“

اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے سنا دئی کرادی کہ جو شخص میرا مقروض ہے وہ اپنی تحریر اور مال واپس لے جائے۔ اس کے علاوہ بھی آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی تمام دولت زاہد مولانا میں لٹا دی اور جب کچھ باقی نہ رہا تو آخر میں ایک سال کے سوال پر اپنا کرتہ تک اتار کر دے دیا اور دوسرے سال کے سوال پر آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی کی چادر بھی دے دی۔ اس کے بعد دونوں میاں بیوی تقریباً نیم برہنہ رہ گئے۔ اس کے بعد دریائے فرات کے کنارے ایک مسجد تعمیر کر کے عبادت میں مشغول ہو گئے اور یہ معمول بنا لیا کہ دن میں تحصیل علم کے لئے حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہنچ جاتے اور ساری رات عبادت و ریاضت میں مشغول رہتے۔

## نیت کی درستگی

ایک دن شام کو حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ کا گزر حضرت حبیب عجمی رضی اللہ عنہ کے

عبادت خانہ کے قریب سے ہوا۔ آپ ﷺ نماز کے ارادے سے عبادت خانے میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ حضرت حبیب عجمی ﷺ نماز کی نیت کر چکے تھے۔ حضرت حسن بصری ﷺ نے آپ ﷺ کی غلط قرأت سن کر نماز علیحدہ پڑھ لی۔ اس وقت ندائے غیبی آئی:

”اے حسن (ﷺ)! تو نے میری رضا کو پالیا مگر قدر نہ کی۔“

حضرت حسن بصری ﷺ نے عرض کیا کہ وہ کیسے؟ جواب ملا:

”حبیب (ﷺ) کے پیچھے نماز نہ پڑھنا وہ ایک نماز تمہاری تمام نمازوں کا عوض ہو سکتی تھی تم نے نیت کی درستگی کا خیال نہ کیا اور الفاظ کی درستگی کی طرف دھیان دیا زبان اور دل کے ٹھیک کرنے میں بہت فرق ہے۔“

## حفاظت کے لئے مامور

ایک مرتبہ حضرت حبیب عجمی ﷺ نے اپنے کپڑے نکال کر چوڑا ہے پر رکھ دیئے اور خود نہانے چلے گئے۔ اس دوران حضرت حسن بصری ﷺ ادھر سے گزرے تو لباس کو شناخت کر کے وہیں رک گئے کہ ابھی آپ ﷺ آجائیں گے۔ جب آپ ﷺ واپس آئے تو حضرت حسن بصری ﷺ سے وہاں کھڑے ہونے کی وجہ دریافت کی۔ حضرت حسن بصری ﷺ نے کہا کہ تم یہ کپڑے کس کے بھروسے پر چھوڑ گئے تھے؟ آپ ﷺ نے کہا کہ اس کے بھروسے پر جس نے حضرت حسن بصری ﷺ کو ان کی حفاظت کے لئے نامور کیا۔

## استغناء

حضرت حبیب عجمی ﷺ کے پاس ایک کنیز کام کرتی تھی جو عرصہ میں سال سے آپ ﷺ کی خدمت پر مامور تھی۔ آپ ﷺ کے استغناء کا یہ عالم تھا کہ آپ ﷺ نے

کبھی اس کا چہرہ نہ دیکھا۔ ایک دن اسی کنیر سے آپ ﷺ نے فرمایا کہ جاؤ میری کنیر کو بلا لاؤ۔ اس نے عرض کیا کہ حضور میں ہی آپ ﷺ کی کنیر ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تمیں برس تک میرے دل میں سوائے اللہ عزوجل کے کسی کا خیال پیدا نہیں ہوا اور یہی وجہ ہے کہ میں تمہیں پہچاننے سے قاصر رہا۔

## علم کا نفع

ایک مرتبہ حضرت حسن بصری ﷺ دریائے فرات کے کنارے کھڑے تھے کہ حضرت حبیب عجمی ﷺ بھی آن پہنچے۔ حضرت حبیب عجمی ﷺ نے حضرت حسن بصری ﷺ سے دریافت کیا کہ سیدی! آپ ﷺ یہاں کیوں کھڑے ہیں؟ حضرت حسن بصری ﷺ نے فرمایا کہ کشتی کا انتظار کر رہا ہوں تاکہ دریا کے پار جاسکوں۔ حضرت حبیب عجمی ﷺ نے عرض کیا کہ سیدی! میں نے یہ علم آپ ﷺ سے ہی سیکھا کہ دل کو حسد و بغض سے پاک کر لو اور دنیا سے علیحدگی اختیار کر لو، مضائب پر صبر سے کام لو اور اپنے تمام معاملات کو منجانب اللہ کر لو پھر پانی پر قدم رکھو دریا تمہیں خود بخود راستہ دے دے گا۔ یہ کہہ کر حضرت حبیب عجمی ﷺ نے دریا پر قدم رکھا اور دریا پر چلنا شروع کر دیا۔ حضرت حسن بصری ﷺ یہ منظر دیکھ کر بے ہوش ہو گئے۔ لوگوں نے ہوش میں آنے کے بعد وجہ دریافت کی تو فرمایا:

”وہ شخص مجھ سے علم سیکھ کر دریا پر چلنا شروع ہو گیا اور کل کو پل صراط

پر بھی اسی طرح گزر جائے گا۔ مجھے یہ ڈر ہے کہ کہیں میں اسی طرح رہ

نہ جاؤں۔“

حضرت حسن بصری ﷺ نے حضرت حبیب عجمی ﷺ سے دریافت کیا کہ تمہیں

یہ مقام کیونکر حاصل ہوا۔ حضرت حبیب عجمی ﷺ نے کہا:

”سیدی! میں دل کو سفید کرتا ہوں اور آپ ﷺ کا غذا سیاہ کرتے

ہیں۔“

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر فرمایا:  
 ”میرے علم نے دوسروں کو نفع دیا مگر مجھے نفع نہ دیا۔ میں جیسے پہلے تھا  
 اب بھی ویسا ہی ہوں۔“

## دشمنوں کی نظر سے محفوظ فرما

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ حجاج بن یوسف کے سپاہیوں کی وجہ سے  
 بھاگ کر حضرت حبیب رضی اللہ عنہ عجمی رضی اللہ عنہ کی عبادت گاہ تشریف لے گئے۔ اس دوران حجاج بن  
 یوسف کے سپاہی آپ رضی اللہ عنہ کی تلاش میں ان کے گھر پہنچ گئے اور دریافت کیا کہ حضرت  
 حسن بصری رضی اللہ عنہ کہاں ہیں؟ آپ رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا کہ وہ میری عبادت گاہ میں  
 ہیں۔ ان سپاہیوں نے آپ رضی اللہ عنہ کی عبادت گاہ کا ایک ایک کونہ چھان لیا مگر انہیں حضرت  
 حسن بصری رضی اللہ عنہ کہیں نظر نہ آئے انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ رضی اللہ عنہ نے ہم  
 سے جھوٹ بولا وہ عبادت گاہ میں کہیں بھی نہیں ہیں؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وہ عبادت  
 خانے میں ہی گئے تھے۔ ان سپاہیوں نے دوبارہ عبادت گاہ میں جا کر حضرت حسن بصری  
رضی اللہ عنہ کو ڈھونڈا مگر انہیں نہ ملے وہ مایوس ہو کر واپس چلے گئے۔ حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ  
 نے حضرت حبیب رضی اللہ عنہ عجمی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ تم نے انہیں سچ بتایا مگر وہ پھر بھی مجھے عبادت گاہ  
 میں تلاش نہ کر سکے؟ حضرت حبیب رضی اللہ عنہ عجمی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے آیت الکرسی دو مرتبہ اور دو  
 مرتبہ سورہ اخلاص اور دو مرتبہ آمن الرسل پڑھ کر اللہ عزوجل کی بارگاہ میں دعا کی کہ الہی!  
 میں نے استاد محترم کو تیرے سپرد کیا تو ہی ان کی حفاظت فرما اور انہیں دشمنوں کی نظروں سے  
 محفوظ فرما دے چنانچہ اللہ عزوجل نے میری دعا کو قبول فرمایا۔

## یا دالہی سے غافل

ایک مرتبہ حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہما اکٹھے جا رہے تھے

کہ ان کی ملاقات حضرت حبیب عجمی رضی اللہ عنہ سے ہوئی۔ حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ نے حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ان سے کوئی سوال کرنا چاہئے؟ حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ نے جواباً کہا کہ ان سے کوئی بھی سوال نہ کرنا بہتر ہے کیونکہ یہ عجیب لوگ ہیں۔ حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ نے حضرت حبیب عجمی رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ اگر کسی شخص کی پانچ نمازوں میں سے ایک نماز قضا ہو جائے اور وہ بھول جائے کہ کون سی نماز قضا ہو گئی تو وہ کیا کرے؟ حضرت حبیب عجمی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس دل کو جو یادِ الہی سے غافل ہو گیا تنبیہ کرنی چاہئے اور پانچوں نمازیں ادا کرنی چاہئیں۔ حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کا جواب سنا تو حیران ہو گئے۔ حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ نے حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں نے تمہیں کہا تھا ان لوگوں سے سوال نہیں کرنا چاہئے۔

### امدادِ غیبی

ایک مرتبہ حضرت حبیب عجمی رضی اللہ عنہ کی بیوی نے کہا کہ خورد و نوش کے لئے کچھ نہ کچھ کام کرنا چاہئے تو آپ رضی اللہ عنہ مزدوری کے لئے گھر سے باہر نکلے لیکن دن بھر عبادت میں مشغول رہ کر جب گھر واپس آئے تو بیوی نے سوال کیا کہ کیا لائے ہو؟ فرمایا:

”جس کی مزدوری کی ہے وہ بہت کریم ہے اور اس کے کرم کی وجہ سے مجھے اس سے اجرت طلب کرنے کی جرأت نہ ہو سکی اس نے خود ہی کہہ دیا ہے کہ دس یوم کے بعد جب تم کو ضرورت ہوگی تو پوری اجرت دے دوں گا۔“

پھر جب دس دن کے بعد آپ رضی اللہ عنہ کو یہ خیال آیا کہ آج گھر پر جا کر کیا جواب دوں گا تو ایک طرف اپنے تصور میں غرق چلے جا رہے تھے اور دوسری طرح اللہ تعالیٰ نے ایک بوری آٹا، ایک ذبح شدہ بکری، گھی، شہد اور تین سو درہم ایک غیبی شخص کے ذریعہ سے آپ رضی اللہ عنہ کے گھر میں پہنچا دیئے اور ساتھ ہی یہ پیغام بھی دیا کہ حبیب رضی اللہ عنہ سے کہہ



دینا کہ اپنے کام میں ترقی کریں جس کے صلہ میں ہم اس سے بھی زیادہ مزدوری دیں گے۔ چنانچہ جب آپ ﷺ گھر کے دروازے پر پہنچے تو گھر میں سے کھانے کی خوشبو آرہی تھی۔ اندر جا کر بیوی سے صورت حال دریافت کی تو اس نے پورا واقعہ اور پیغام سنا دیا۔ یہ سن کر آپ ﷺ کو خیال آیا کہ اگر زیادہ اجتماعی سے عبادت کروں گا تو نجانے کیا کیا انعام و اکرام حاصل ہوں گے۔ چنانچہ اسی دن سے آپ ﷺ دنیا کو چھوڑ کر عبادت میں غرق ہو گئے یہاں تک کہ مستجاب الدعوات کہلائے۔

## خلوص نیت کے ساتھ عبادت

حضرت مالک بن دینار ﷺ نہایت خوبصورت اور دولت مند تھے اور دمشق میں سکونت پذیر تھے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی تیار کردہ مسجد میں اعتکاف کیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ خیال آیا کہ کوئی صورت ایسی پیدا ہو جائے کہ مجھ کو اس مسجد کا متولی بنا دیا جائے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے اعتکاف اور اتنی نمازیں کثرت سے پڑھیں کہ ہر شخص آپ ﷺ کو ہمہ وقت نماز میں مصروف دیکھتا لیکن آپ ﷺ کی طرف کسی نے بھی توجہ نہ دی۔ چنانچہ آپ ﷺ نے کو ایک سال تک اپنی اس خود غرضانہ عبادت پر شدید رنج ہوا اور پھر آپ ﷺ نے اپنے قلب کو ریا سے خالی کر کے خلوص نیت کے ساتھ عبادت کی تو صبح کے وقت آپ ﷺ نے دیکھا کہ مسجد کے دروازے پر ایک مجمع ہے جو باتیں کر رہے ہیں کہ مسجد کا انتظام ٹھیک نہیں چل رہا لہذا اس شخص کو مسجد کا متولی بنا دیا جائے اور تمام انتظامی امور اس کے سپرد کر دیئے جائیں۔ جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں نے عرض کیا کہ ہم نے باہمی متفقہ فیصلے سے آپ کو مسجد کا متولی بنانا چاہتے ہیں۔ آپ ﷺ نے بارگاہ الہی میں عرض کیا:

”الہی! میں نے ایک سال تک ریاکارانہ عبادت کی مگر مجھے مسجد کی تولیت حاصل نہیں ہوئی اور اب جب میں صدق دل سے تیری عبادت

میں مشغول ہوا ہوں تو تیرے حکم سے تمام لوگ مجھے متولی بنانا چاہتے ہیں اور میرے اوپر یہ بار ڈالنا چاہتا ہیں لیکن میں تیری عظمت کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں اب تو لیت قبول نہ کروں گا اور نہ ہی مسجد سے باہر نکلوں گا۔“

یہ فرما کر آپ ﷺ پھر عبادت میں مشغول ہو گئے۔

## دنیا کو طلاق

بصرہ میں ایک امیر آدمی فوت ہوا تو اس کی پوری جائیداد اس کی لڑکی کو ملی جو کہ بہت خوبصورت تھی۔ ایک دن اس نے حضرت ثابت بنانی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا:

”میں نکاح کرنا چاہتی ہوں لیکن میری خواہش ہے کہ میرا نکاح مالک بن دینار ﷺ کے ساتھ ہو تاکہ ذکر الہی اور دنیاوی کاموں میں وہ میری مدد کر سکیں۔“

چنانچہ حضرت ثابت بنانی ﷺ نے اس لڑکی کا پیغام حضرت مالک بن دینار ﷺ تک پہنچا دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

”میں تو دنیا کو طلاق دے چکا ہوں اور چونکہ عورت کا شمار بھی دنیا میں ہوتا ہے اس لئے طلاق شدہ عورت سے نکاح جائز نہیں۔“

## ہاتھ کی برکت

ایک مرتبہ کسی ملحد سے حضرت مالک بن دینار ﷺ کا مناظرہ ہوا۔ وہ ملحد اپنے آپ کو حق پر کہتا تھا۔ لوگوں نے فیصلہ کیا کہ آپ ﷺ اور اس کے ہاتھ آگ میں ڈلوادینے جائیں جس کا ہاتھ محفوظ رہے گا اسی کو حق پر تصور کیا جائے گا۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور دونوں

میں سے کسی کے ہاتھ کو بھی آگ نے نقصان نہ پہنچایا۔ لوگوں نے فیصلہ کیا کہ دونوں حق پر ہیں۔ آپ ﷺ نے بارگاہِ الہی میں عرض کیا:

”الہی! میں نے ستر سال تک عبادت کی مگر تو نے مجھے ایک ملحد کے برابر کر دیا۔“

غیبی ندا آئی:

”اے مالک (ﷺ)! تمہارے ہاتھ کی برکت کی وجہ سے ہی ملحد کا ہاتھ آگ سے بچ گیا اور اگر وہ تھا آگ میں ہاتھ ڈال دیتا تو یقیناً اس کا ہاتھ جھلس جاتا۔“

### غصہ پر قابو

ایک مرتبہ کسی یہودی کے مکان کے قریب حضرت مالک بن دینار ﷺ نے کرایہ پر مکان لے لیا۔ آپ ﷺ کا حجرہ یہودی کے دروازے سے متصل تھا۔ چنانچہ یہودی نے دشمنی میں ایک ایسا پرنا لہ بنوایا جس کے ذریعہ سے پوری گندگی آپ ﷺ کے مکان پر ڈالتا تھا اور جس کی وجہ سے آپ ﷺ کی نماز کی جگہ ناپاک ہو جایا کرتی تھی۔ آپ ﷺ نے کبھی اس سے شکایت نہ کی۔ ایک دن وہ یہودی خود ہی آپ ﷺ کے پاس آیا اور پوچھنے لگا کہ کوئی تکلیف تو نہیں ہوتی۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

”پرنا لہ سے جو غلاظت گرتی ہے اس کو روزانہ دھو ڈالتا ہوں اس لئے مجھے کوئی تکلیف نہیں۔“

یہودی نے عرض کیا کہ میں آپ ﷺ کو اتنی اذیت برداشت کرنے کے بعد بھی غصہ نہیں آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

”اللہ کا حکم ہے کہ جو لوگ غصہ پر قابو پا لیتے ہیں ان کے نہ صرف سارے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں بلکہ ان کو ثواب بھی ملتا ہے۔“

یہ سن کر یہودی نے عرض کیا کہ آپ ﷺ کا مذہب اچھا ہے جو دشمنوں کی اذیت پر بھی صبر کرنے کو اچھا سمجھتا ہے اور میں آج سچے دل سے توبہ کرتا ہوں اور دین اسلام قبول کرتا ہوں۔

## میرے دوست کو پریشان مت کرو

ایک نوجوان حضرت مالک بن دینار ﷺ کا ہم سایہ تھا۔ لوگ اس سے بہت پریشان رہتے تھے۔ چنانچہ ایک مرتبہ لوگوں نے آپ ﷺ سے اس کے مظالم کی شکایت کی۔ آپ ﷺ نے اس کے پاس جا کر کو نصیحت کی تو وہ گستاخی سے پیش اپنے لگا اور کہا کہ میں حکومت کا آدمی ہوں اور کسی کو میرے کاموں میں دخل اندازی کی ضرورت نہیں۔ آپ ﷺ نے جب اس سے فرمایا کہ میں تیری شکایت کروں گا۔ تو اس نے جواب دیا کہ وہ بہت ہی کریم ہے اور میرے خلاف کسی کی کوئی بات نہیں سنے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر وہ نہیں سنے گا تو میں اللہ عزوجل سے عرض کروں گا۔ اس نے جواب دیا کہ وہ بادشاہ سے بھی بہت زیادہ کریم ہیں۔ یہ سن کر آپ ﷺ واپس تشریف لے آئے۔ کچھ دنوں کے بعد اس شخص کے ظالمانہ افعال اس حد تک بڑھ گئے کہ لوگوں نے پھر آپ ﷺ سے شکایت کی اور آپ ﷺ اسے پھر نصیحت کے لئے پہنچ گئے لیکن غائبانہ آواز آئی کہ میرے دوست کو پریشان مت کرو۔ یہ سن کر آپ ﷺ کو خیریت ہوئی اور اس نوجوان سے اس غیبی آواز کے متعلق دریافت کیا تو اس نے کہا کہ اگر یہ بات ہے تو میں اپنی دولت راہ خدا میں خیرات کرتا ہوں اور اس کے بعد وہ اپنا پورا سامان خیرات کر کے نامعلوم سمت کی طرف چلا گیا۔ آپ ﷺ کے سوا کسی نے بھی اس شخص کو پھر نہ دیکھا۔ آپ ﷺ نے اس کو مکہ معظمہ میں اس حالت میں دیکھا کہ بہت کمزور اور مرنے کے قریب تھا اور کہہ رہا تھا:

”خدا نے مجھے اپنا دوست فرمایا ہے اور میں اس پر اور اس کے احکام

پر اپنا جان و دل نثار کرتا ہوں۔“

یہ کہتا ہوا وہ دنیا سے رخصت ہو گیا۔

## نفس پر قابو پانا

حضرت مالک بن دینار رضی اللہ عنہ نے بصرہ میں چالیس برس تک قیام کیا مگر آپ رضی اللہ عنہ نے کبھی کھجور نہ کھائی۔ آپ رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے کھجور نہیں کھائی اور اس کے نہ کھانے سے میرا پیٹ نہ ہی کم ہوا اور نہ ہی بڑھا۔ چالیس برس گزرنے کے بعد آپ رضی اللہ عنہ کے دل میں خواہش پیدا ہوئی کہ کھجور کھانی چاہئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے نفس کو مخاطب کیا اور فرمایا کہ میں تیری خواہش کی تکمیل کبھی نہیں ہونے دوں گا۔ ایک رات آپ رضی اللہ عنہ نے خواب دیکھا جس میں آپ رضی اللہ عنہ کو کھجور کھانے کا اشارہ کیا گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ سے فرمایا گیا کہ نفس کی پابندی ختم کر دو۔

آپ رضی اللہ عنہ نے بیدار ہونے کے بعد نفس کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ ایک شرط پر تیری یہ آرزو پوری کروں گا کہ تو ایک ہفتہ تک مسلسل روزہ رکھے گا۔ چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ نے ایک ہفتہ تک روزہ رکھا۔ اس کے بعد چند کھجوریں خریدیں اور انہیں مسجد میں لے گئے۔ ابھی کھانے کا ارادہ کر رہے تھے کہ ایک لڑکے نے باپ کو آواز دے کر کہا کہ مسجد میں کوئی یہودی آیا ہے۔

یہودی کا نام سنتے ہی وہ شخص ڈنڈا لے کر آپ رضی اللہ عنہ کی جانب لپکا لیکن جب آپ رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو معافی کا طلبگار ہوا اور کہنے لگا کہ کہ ہمارے محلہ میں دن کے وقت یہودیوں کے علاوہ کوئی نہیں کھاتا اور سب روزہ رکھتے ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بچوں کی زبان نہیں ہوتی ہے۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے بارگاہِ الہی میں عرض کیا:

”بغیر کھجور کھائے ہوئے تو نے یہودیوں میں شامل کر دیا اور اگر کھا لیتا

تو نہ معلوم کفار سے بھی زیادہ میرا برا انجام ہوتا لہذا میں قسم کھا کر کہتا

ہوں کہ اب کبھی کھجور کا نام نہیں لوں گا۔“

## ناپ تول میں کمی کی سزا

حضرت مالک بن دینار رضی اللہ عنہ ایک ایسے شخص کی خبر گیری کے لئے تشریف لے گئے جو قریب المرگ تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اسے کلمہ شہادت پڑھنے کی نصیحت کی۔ اس شخص نے بہت کوشش کی مگر وہ کلمہ شہادت نہ پڑھ سکا۔ اس شخص نے آپ رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ میں جب بھی کلمہ پڑھنے کی کوشش کرتا ہوں تو آگ کا ایک پہاڑ مجھ پر حملہ آور ہوتا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے دریافت کیا کہ یہ کام کیا کرتا تھا تو معلوم ہوا کہ یہ ناپ تول میں کمی کرتا تھا اور دوسروں کا مال دھوکہ سے لے لیا کرتا تھا۔

## حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ اور خلیفہ منصور

### کے درمیان مکالمہ

خلیفہ منصور نے ایک شب اپنے ایک وزیر کو حکم دیا کہ وہ حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کو پکڑ کر اس کے روبرو لائے تاکہ وہ انہیں قتل کر سکے۔ وزیر نے خلیفہ منصور سے کہا کہ وہ صادق جو گوشہ نشین ہو کر یادِ الہی میں مشغول ہے اور کسی غیر سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے اس کو قتل کرنا درست نہ ہوگا۔ خلیفہ منصور کو وزیر کی بات سن کر غصہ آ گیا اور اس نے غضبناک لہجے میں وزیر سے کہا کہ میرے حکم کی تعمیل تم پر فرض ہے۔ وہ وزیر مجبوراً حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کو لینے چلا گیا۔ خلیفہ منصور نے جلاوٹوں کو حکم دیا کہ جس وقت میں اپنے سر سے تاج اتاروں تم اسی وقت حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی گردن اڑا دینا۔ جس وقت وہ وزیر حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کو لے کر دربار پہنچا تو خلیفہ منصور آپ رضی اللہ عنہ کی عظمت سے اس قدر متاثر ہوا کہ تخت سے نیچے اتر اور آپ رضی اللہ عنہ کا والہانہ استقبال کیا اور آپ رضی اللہ عنہ کو مسند پر بٹھانے کے بعد ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو گیا اور عرض

کرنے لگا کہ مجھے خدمت کا موقع دیا جائے۔ حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آئندہ مجھے مت بلانا اور میری عبادت میں خلل پیدا نہ کرنا۔ خلیفہ منصور نے آپ رضی اللہ عنہ کی بات سننے کے بعد آپ رضی اللہ عنہ کو نہایت عزت و احترام سے رخصت کیا۔

حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے جانے کے بعد تین دن تک خلیفہ منصور پر لرزہ طاری رہا اور وہ مسلسل بے ہوش ہوتا رہا۔ تیسرے دن جب خلیفہ منصور کی حالت بہتر ہوئی تو اسی وزیر نے خلیفہ منصور سے اس کی کیفیت کی متعلق دریافت کیا تو خلیفہ منصور نے کہا کہ جس وقت حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ محل میں تشریف لائے تو میں نے دیکھا کہ ایک بہت بڑا اثر دھامنا کھولے ان کے ساتھ ہے اور وہ مجھے اشارہ سے کہہ رہا ہے کہ اگر تو نے حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کو کچھ بھی تکلیف پہنچائی تو میں تجھے نکل جاؤں گا چنانچہ اسی اثر دھا کے خوف سے میں حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا احترام کرتا رہا اور پھر ان کے جانے کے بعد بھی مجھ پر اس اثر دھا کے خوف طاری رہا۔

## بارگاہِ الہی سے کپڑے عطا ہوئے

ایک مرتبہ حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ تنہا کہیں جا رہے تھے اور زبان پر ذکر الہی جاری تھا کہ اس دوران کوئی دل جلا آدمی آپ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ ہوا۔ وہ بھی مسلسل ذکر الہی میں مشغول ہو گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس کا طرزِ عمل دیکھتے ہوئے بارگاہِ الہی میں درخواست کی کہ الہی! اس وقت میرے پاس بہتر لباس نہیں۔ اسی دوران غیب سے آپ رضی اللہ عنہ کے لئے ایک بیش قیمتی لباس نمودار ہو گیا جسے آپ رضی اللہ عنہ نے زیب تن کر لیا۔ وہ دل جلا شخص جو آپ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تھا اس نے جب یہ منظر دیکھا تو اس نے آپ رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ میں آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ اللہ عزوجل کے ورد میں شریک رہا ہوں آپ رضی اللہ عنہ اپنا پرانا لباس مجھے عنایت فرمادیں۔ چنانچہ حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے اپنا پرانا لباس اسے عطا فرمادیا۔

## خود پسند عابد گنہگار ہے

حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا کہ آپ رضی اللہ عنہ آل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں مجھے خدا دکھا دیجئے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کیا تو نے قرآن مجید میں حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا قصہ پڑھا اور سنا نہیں جس میں اللہ تعالیٰ نے ان سے کہا کہ تو مجھے نہیں دیکھ سکے گا۔ اس شخص نے آپ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں نے پڑھا اور سنا تو ضرور ہے لیکن یہ امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے جس میں ایک کہتا ہے کہ میرے قلب نے اپنے پروردگار کو دیکھا اور دوسرا یہ کہتا ہے کہ یعنی میں ایسے رب کی عبادت نہیں کرتا جو مجھے نظر نہیں آتا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس کی بات سن کر اپنے خادمین سے فرمایا کہ اس شخص کو باندھ کر دریائے دجلہ میں پھینک دو۔ خادمین نے حکم کی تعمیل کی اور اسے دریائے دجلہ میں پھینک دیا گیا۔ حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے دریائے دجلہ کو حکم دیا کہ اسے خوب خوب غوطے دے۔ چنانچہ دریائے دجلہ نے اس اوپر نیچے اچھالنا شروع کر دیا۔ وہ شخص ہر غوطے پر کہتا اے ابن رسول صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے بچائیے۔ آپ رضی اللہ عنہ دریائے دجلہ کو مزید اچھالنے کا حکم دیتے۔ جب اس شخص کی حالت غیر ہونے لگی تو اس نے کہا کہ اے اللہ! مجھے بچا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے خادمین کو حکم دیا کہ اسے دریا سے باہر نکالو۔ خادمین نے حکم کی تعمیل کی اور اسے باہر نکال لیا۔ وہ شخص بے ہوش ہو چکا تھا۔ جب اسے ہوش آیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے اس سے دریافت کیا کہ کیا تو نے اللہ کو دیکھا؟ اس نے عرض کیا کہ اے ابن رسول صلی اللہ علیہ وسلم! جب تک اللہ کے سوا غیر سے مدد کا طالب گزار با دل پر ایک حجاب محسوس کرتا رہا لیکن جب اللہ پر بھروسہ کیا تو میرے دل میں ایک نور پیدا ہو گیا جس سے مجھے اطمینان قلب حاصل ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب تک تو صادق صادق پکارتا رہا اس وقت تک تو کاذب رہا اب تو اپنے دل کی حفاظت کرنا اور جس شخص نے یہ کہا یا سوچا کہ اللہ کیا ہے، کیسے بنا ہے؟ تو وہ کافر ہو گیا اور یاد رکھ کہ خود پسند عابد گنہگار ہے۔



## عقل مند کی نشانی

ایک مرتبہ حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ عقل مند کی نشانی کیا ہے؟ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ جو بھلائی اور برائی میں فرق کر سکے۔ حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وہ تو جانور بھی کر لیتے ہیں اور جو ان کی خدمت کرتا ہے اسے نقصان نہیں پہنچاتے اور جو انہیں نقصان پہنچاتا ہے اسے کاٹ کھاتے ہیں۔ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا کہ پھر آپ رضی اللہ عنہ کے نزدیک عقل مند کی نشانی کیا ہے؟ حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جو دو بھلائیوں میں سے بہتر بھلائی کو اختیار کرے اور دو برائیوں میں سے کم برائی پر مصلحتاً عمل کرے۔

## دی ہوئی چیز واپس نہیں لیتے

حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا کہ میری تھیلی کھو گئی ہے اور مجھے شک ہے کہ وہ آپ رضی اللہ عنہ نے چرائی ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس سے دریافت کیا کہ اس میں کتنی رقم موجود تھی؟ تو اس نے کہا کہ اس میں ایک ہزار دینار موجود تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ اسے گھر لے گئے اور دو ہزار دینار اسے دے دیئے۔ وہ شخص جب اپنے گھر پہنچا تو اسے اس کی گمشدہ تھیلی مل گئی۔ وہ آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور معذرت کے ساتھ آپ رضی اللہ عنہ کی تھیلی واپس کرنا چاہی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم دی ہوئی چیز واپس نہیں لیتے۔

## نفاق سے نفرت

حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ جب تارک الدنیا ہوئے تو حضرت ابو-غیان

ثوری رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ آپ رضی اللہ عنہ مخلوق سے تارک ہو گئے جس کی وجہ سے ایک عالم آپ رضی اللہ عنہ کے فیوض و برکات سے محروم ہو گیا۔ حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے ذیل کے اشعار پڑھے جسے سننے کے بعد حضرت ابوسفیان ثوری رضی اللہ عنہ خاموشی سے تشریف لے گئے۔

ذهب الوفا ذهاب انس الذاهب

والناس بین تخائل ومارب

”کسی جانے والے انسان کی طرح وفا بھی چلی گئی اور لوگ اپنے

خیالات میں غرق رہ گئے۔“

یہشون بینہم المودة والوفا

وقلوبہم محشورة بعقارب

”گو بظاہر ایک دوسرے کے نسبتاً اظہارِ محبت و وفا کرتے ہیں لیکن

ان کے قلوب بچھوؤں سے لبریز ہیں۔“

## نجات کا تعلق نسب سے نہیں

## بلکہ اعمالِ صالحہ پر موقوف ہے

حضرت داؤد طائی رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ آپ رضی اللہ عنہ کا تعلق اہل بیت سے ہے اس لئے مجھے کچھ نصیحت فرمائیں؟ حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ خاموش رہے۔ حضرت داؤد طائی رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ پھر درخواست کی تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں تو اس خوف میں مبتلا ہوں کہ کہیں روزِ محشر میرے جدا مجد میرا ہاتھ پکڑ کر یہ سوال نہ کر لیں کہ تو نے میری اتباع کیوں نہ کی؟ یاد رکھو کہ نجات کا تعلق نسب سے نہیں بلکہ اعمالِ صالحہ پر موقوف ہے۔ حضرت داؤد طائی رضی اللہ عنہ

نے جب حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی بات سنی تو خاموشی سے رخصت ہو گئے۔

## امت کے امام

سرتاج الاولیاء حضرت سید علی بن عثمان الجلابی البجوری المعروف حضور داتا گنج بخش رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ملک شام میں مؤذن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سیدنا بلال حبشی رضی اللہ عنہ کے مزار مبارک پر ان کے سر ہانے سویا ہوا تھا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ مکہ مکرمہ میں موجود ہوں اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بزرگ کو اپنی آغوش میں بچوں کی طرح اٹھا رکھا ہے اور باب شیبہ میں داخل ہو رہے ہیں۔ میں نے فرط محبت میں دوڑ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قدم بوسی کی سعادت حاصل کی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ بزرگ کون ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”یہ میری امت کے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ ہیں۔“

## ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی وجہ تسمیہ

امام اعظم حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا نام نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ اپنی کنیت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے نام سے مشہور ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے متعلق کتب سیر میں منقول ہے کہ ایک مرتبہ چند عورتیں آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ اگر ایک مرد کو چار عورتوں سے نکاح کی اجازت حاصل ہے تو پھر ایک عورت کو کم از کم دو مردزکھنے کی اجازت حاصل ہونی چاہئے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے ان کا سوال سننے کے بعد فرمایا کہ تم کل آنا تمہارے سوال کا جواب تمہیں مل جائے گا۔ ان عورتوں کو روانہ کرنے کے بعد آپ رضی اللہ عنہ شش و پنج میں گم تشریف لائے تو آپ رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی جن کا نام ”حنیفہ رضی اللہ عنہ“ تھا انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ سے اس پریشانی کی وجہ دریافت کی تو آپ رضی اللہ عنہ نے ان عورتوں کا سوال دہرا دیا۔ آپ

رحمۃ اللہ علیہ کی صاحبزادی نے عرض کیا کہ والد بزرگوار! اگر آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے نام کے ہمراہ میرے نام کو بھی شہرت دینے کا وعدہ کریں تو میں ان عورتوں کے سوال کا جواب دے سکتی ہوں۔ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے وعدہ کر لیا۔ چنانچہ اگلے روز جب وہ عورتیں حاضر خدمت ہوئیں تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی بیٹی کو بلایا اور ان عورتوں سے فرمایا کہ میری بیٹی تمہارے سوال کا جواب دے گی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی صاحبزادی نے ان عورتوں کو ایک ایک پیالہ دیا اور کہا کہ اس پیالے میں اپنا اپنا دودھ ڈالیں۔ ان عورتوں نے ایسا ہی کیا۔ حضرت حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے ان تمام عورتوں کے دودھ کو ایک بڑے پیالے میں ڈال دیا اور پھر ان سے کہا کہ اس میں سے اپنا اپنا دودھ نلیجہ کر دو۔ ان عورتوں نے کہا کہ یہ ناممکن ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جب تمہارے شوہروں کی شرکت میں تمہاری اولاد ہوگی تو پھر یہ کیسے ممکن ہوگا کہ تم بتا سکو کہ یہ اولاد کس شوہر کی ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ جواب سن کر وہ عورتیں حیران رہ گئیں۔ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ بھی اپنی صاحبزادی کے جواب سے بے حد متاثر ہوئے اور حسب وعدہ اپنی کنیت ابوحنیفہ (رحمۃ اللہ علیہ) رکھ لی۔ آہستہ آہستہ لوگ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا نام بھولتے گئے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنی کنیت ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے ہی مشہور ہو گئے۔

## اونٹ کے گھٹنوں کے طرح گھٹے پڑ گئے

امام اعظم حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ روزانہ شب تین سو نوافل ادا فرماتے تھے۔ ایک دن آپ رحمۃ اللہ علیہ بازار سے گزر رہے تھے کہ ایک عورت نے دوسری عورت کو سرگوشی کرتے ہوئے کہا کہ یہ شخص روزانہ رات کو پانچ سو نوافل ادا کرتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی یہ سرگوشی سن لی اور عہد کر لیا کہ اب میں روزانہ شب پانچ سو نوافل ادا کیا کروں گا۔ پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی عادت بنالی کہ روزانہ رات کو پانچ سو نوافل ادا فرمانے لگے۔ کچھ عرصہ گزرنے کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ پھر بازار سے گزر رہے تھے کہ ایک شخص کو دوسرے شخص کے ساتھ سرگوشی کرتے سنا جو کہہ رہا تھا کہ یہ شخص رات بھر میں ہزار نوافل ادا کرتا

ہے۔ آپ ﷺ نے اس کی بات سننے کے بعد اپنا یہ معمول بنالیا کہ روزانہ رات کو ہزار نوافل ادا کرنے لگے۔ پھر کچھ عرصہ گزرا تو آپ ﷺ کے کچھ شاگرد آپ ﷺ سے کہنے لگے کہ لوگوں کا گمان ہے کہ آپ ﷺ ساری رات عبادت کرتے ہیں اور نوافل ادا کرتے ہیں۔ چنانچہ آپ ﷺ نے اس دن کے بعد ساری رات جاگنا اپنا معمول بنالیا اور ساری رات نوافل ادا کرتے رہتے تھے۔ آپ ﷺ کا یہ معمول آپ ﷺ کے وصال تک جاری رہا اور آپ ﷺ پھر کبھی نہ سوئے۔ دن کے وقت آپ ﷺ حسب معمول طلباء کو درس دیتے اور لوگوں کو فقہی مسائل بیان کرتے جبکہ عشاء کی نماز سے فجر کی نماز ادا کرتے اور ساری رات نوافل ادا کرتے رہتے یہاں تک کہ طویل سجدوں کی وجہ سے آپ ﷺ کے گھٹنوں میں اونٹ کے گھٹنوں کی طرح گھٹے پڑ گئے تھے۔

## گوشہ نشینی کا خیال دل سے نکال دو

امام اعظم حضرت امام ابوحنیفہ ﷺ ابتدائی حال میں گوشہ نشین ہو گئے اور عبادت و ریاضت میں مصروف ہو گئے۔ لوگ آپ ﷺ کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ ایک رات عبادت کرتے ہوئے آپ ﷺ کی آنکھ لگ گئی۔ آپ ﷺ کو خواب میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت باسعادت نصیب ہوئی۔ آپ ﷺ نے خواب میں دیکھا کہ حضور نبی کریم ﷺ کے استخوان مبارک کو جمع کر رہے ہیں اور بعض کو بعض کے مقابلے میں انتخاب کر رہے ہیں۔ اس خواب نے آپ ﷺ کو پریشان کر دیا۔

حضرت امام ابوحنیفہ ﷺ نے حضرت محمد بن سیرین ﷺ کے ایک مصاحب سے اس خواب کی تعبیر دریافت کی تو انہوں نے فرمایا کہ آپ ﷺ رسول اللہ ﷺ کے علم مبارک اور آپ ﷺ کی سنت کی حفاظت میں بلند درجے پر فائز ہوں گے اور آپ ﷺ صحیح و سقیم کو جدا کریں گے۔ کچھ دنوں بعد آپ ﷺ کو دوبارہ رسول اللہ ﷺ کی زیارت باسعادت نصیب ہوئی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

”اے ابوحنیفہ (رضی اللہ عنہ)! تمہیں میری سنت کو زندہ کرنے کے لئے پیدا کیا گیا ہے تم گوشہ نشینی کا خیال دل سے نکال دو۔“

## حضرت فضیل بن عیاض رضی اللہ عنہ کا تائب ہونا

ابتدائی عمر میں حضرت فضیل بن عیاض رضی اللہ عنہ جرائم پیشہ آدمی تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ راہزنی کی وارداتیں کیا کرتے۔ راہزنی کی وارداتوں کے دوران بھی آپ رضی اللہ عنہ کی طبیعت مائل بہ اصلاح ہی رہتی تھی اور آپ رضی اللہ عنہ جس قافلے میں عورت کو دیکھتے تو اس کے نزدیک نہ جاتے۔ قافلے کو لوٹنے کے بعد بقدر ضرورت مال ان کے پاس چھوڑ دیتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے تائب ہونے کا واقعہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ ایک سوداگر مرو سے ماورد جا رہا تھا۔ لوگوں نے اس سوداگر سے کہا کہ وہ کوئی حفاظتی دستہ ساتھ لے لے کیونکہ راہ میں فضیل نام کا ایک راہزن ہے جو راہزنی کی وارداتیں کرتا ہے۔ سوداگر نے جواب دیا کہ میں نے تو سنا ہے کہ وہ رحم دل اور خدا ترس انسان ہے۔ اسی وجہ سے سوداگر نے اپنے ساتھ کسی بھی قسم کا حفاظتی دستہ لے جانے سے انکار کر دیا اور ایک خوش الحان قاری کو اجرت پر اپنے ساتھ رکھ لیا۔ وہ قاری دن رات سفر میں تلاوت میں مصروف رہتا۔ جس وقت یہ سوداگر اس جگہ سے گزرا جہاں پر فضیل بن عیاض گھات لگائے بیٹھے تھے تو اس دوران قاری قرآن مجید کی یہ آیت تلاوت کر رہا تھا جس کا مفہوم تھا کہ کیا ابھی تک مومنوں کے لئے وہ وقت نہیں آیا کہ وہ ذکر الہی اور حق کی طرف نازل کی گئے ہوئے احکامات کے آگے اپنے دلوں کو جھکائیں۔ حضرت فضیل بن عیاض رضی اللہ عنہ نے جب یہ سنا تو فضل خدا کا ان پر غلبہ طاری ہو گیا اور انہوں نے راہزنی سے توبہ کر لی۔ آپ رضی اللہ عنہ مکہ معظمہ چلے گئے اور وہاں پر مقیم ہو گئے۔ مکہ معظمہ میں آپ رضی اللہ عنہ کو بہت سے اولیاء اللہ سے صحبت فیض کا شرف حاصل ہوا۔ مکہ معظمہ میں قیام کے بعد آپ رضی اللہ عنہ کو فہ آگے اور امام اعظم حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی صحبت سے فیض یاب ہوئے۔

## امیر کی سے بروز قیامت

### بجز ندامت کے کچھ حاصل نہ ہوگا

حضرت فضل بن ربیع رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں خلیفہ ہارون الرشید کے ساتھ حج کے لئے گیا۔ حج سے فارغ ہونے کے بعد ہارون الرشید نے مجھ سے کہا کہ اگر مردانِ حق میں سے کوئی یہاں موجود ہے تو ہم اس کی زیارت کے لئے چلتے ہیں۔ میں نے کہا کہ عبد الرزاق صنعانی رضی اللہ عنہ موجود ہیں۔ ہارون نے کہا کہ چلو ان کی زیارت کے لئے چلتے ہیں۔ چنانچہ ہم عبد الرزاق صنعانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ملاقات کے بعد جب ہم واپس چلے تو راستے میں ہارون الرشید نے مجھ سے کہا کہ کوئی اور بزرگ بھی ہے تو میں نے ان سے کہا کہ حضرت سفیان بن عیینہ رضی اللہ عنہ بھی موجود ہیں۔ چنانچہ ہارون الرشید اور میں ان کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ جب ان سے ملاقات کر کے واپس آرہے تھے تو ہارون الرشید نے مجھے کہا کہ کسی اور برگ سے بھی میری ملاقات کراؤ میرا دن مطمئن نہیں ہوا۔ میں نے عرض کیا کہ حضرت فضیل بن عیاض رضی اللہ عنہ بھی موجود ہیں۔ چنانچہ ہم ان کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ حضرت فضیل بن عیاض رضی اللہ عنہ اس وقت ایک گوشے میں قرآن مجید کی تلاوت میں مشغول تھے۔ میں نے دستک دی تو آواز آئی کہ کون ہے؟ میں نے عرض کی کہ امیر المؤمنین آپ رضی اللہ عنہ سے ملاقات کے لئے تشریف لائے ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھ اس سے کیا سروکار۔ میں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

”کسی بندے کو لائق نہیں کہ اطاعت الہی میں خود کو ذلیل کرے۔“

حضرت فضیل بن عیاض رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد حق ہے لیکن رضائے الہی اس کے حضور میں دائمی عزت ہے تم میری اس حالت کو ذلیل گمان کرتے ہو حالانکہ میں اطاعت الہی میں اپنی عزت جانتا ہوں۔ یہ فرما کر فضیل بن عیاض رضی اللہ عنہ نے

دروازہ کھول دیا۔ حضرت فضل بن ربیع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اور ہارون الرشید اندر داخل ہوئے تو حضرت فضیل بن عیاض رضی اللہ عنہ نے چراغ گل کر دیا اور خود ایک کونے میں جا کر کھڑے ہو گئے۔ اس دوران مصافحہ کرتے ہوئے ہارون الرشید کا ہاتھ جب حضرت فضیل بن عیاض رضی اللہ عنہ سے مس ہوا تو انہوں نے فرمایا:

”انسوس! کتنا نرم و نازک ہاتھ دوزخ میں جلے گا۔ کاش یہ ہاتھ خدا کے عذاب سے محفوظ رہتا۔“

ہارون الرشید، حضرت فضیل بن عیاض رضی اللہ عنہ کی بات سن کر زار و قطار رونے لگا اور بے ہوش ہو گیا۔ جب ہوش آیا تو حضرت فضیل بن عیاض رضی اللہ عنہ سے نصیحت کی درخواست کی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

”اے امیر المؤمنین! تمہارے والد بزرگوار، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا تھے۔ انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ مجھے قوم پر امیر بنا دیجئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ میں نے تم کو تمہاری جان پر امیر بنایا ہے کیونکہ اگر تمہاری ایک سانس بھی اطاعت الہی میں گزرے گی تو وہ اس سے بہتر ہے کہ ہزاروں لوگ تمہاری اطاعت کریں اس لئے امیری سے بروز قیامت بجز ندامت کے کچھ حاصل نہ ہوگا۔“

خليفة ہارون الرشید جب آپ رضی اللہ عنہ سے رخصت ہوا تو اس نے برملا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ حضرت فضیل بن عیاض رضی اللہ عنہ واقعی صاحب فضیلت بزرگوں میں سے ایک ہیں۔

## حضرت ذوالنون مصری رضی اللہ عنہ کا تائب ہونا

روایات میں آتا ہے کہ کسی شخص نے حضرت ذوالنون مصری رضی اللہ عنہ کو آکر اطلاع



دی کہ فلاں مقام پر ایک نوجوان عابد رہتا ہے۔ آپ ﷺ جب اس عابد سے شرف نیاز حاصل کرنے پہنچے تو دیکھا کہ وہ ایک درخت پر الٹا لٹکا ہوا اپنے نفس سے مسلسل یہ کہہ رہا تھا کہ جب تک تو عبادتِ الہی میں میری ہمنوائی نہیں کرے گا میں تجھے یوں ہی اذیت دیتا رہوں گا حتیٰ کہ تیری موت واقع ہو جائے گی۔ یہ واقعہ دیکھ کر آپ ﷺ کو ترس آ گیا اور آپ ﷺ نے رونا شروع کر دیا۔ جب اس نوجوان عابد نے پوچھا کہ تم کون ہو جو ایک گنہگار پر ترس کھا کر رو رہے ہو۔ یہ سن کر آپ ﷺ نے اسے سلام کیا اور مزاج پرسی کی۔ اس نوجوان نے بتایا کہ چونکہ یہ بدن عبادتِ الہی پر آمادہ نہیں ہوتا اس لئے اسے سزا دے رہا ہوں۔ آپ ﷺ نے کہا کہ میں سمجھا شاید تم نے کسی کو قتل کر دیا ہے یا کوئی بڑا گناہ سرزد ہو گیا ہے۔ اس نوجوان عابد نے کہا کہ تمام گناہ مخلوق سے اختلاط کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں اس لئے یہ مخلوق سے رسم و راہ کو بہت بڑا گناہ تصور کرتا ہوں۔ آپ ﷺ اس نوجوان عابد سے متاثر ہوئے اور کہا تم واقعی عابد ہو۔ اس نوجوان نے کہا کہ اگر تم مجھ سے بڑے کسی عابد کو دیکھنا چاہتے ہو تو سامنے پہاڑ پر چلے جاؤ۔ آپ ﷺ پہاڑ پر چلے گئے۔ جب وہاں پہنچے تو دیکھا کہ ایک نوجوان جس کا پیر کٹا ہوا باہر پڑا تھا اور اس کا جسم کیڑوں کی خوراک بنا ہوا تھا۔ آپ ﷺ نے اس نوجوان کو سلام کیا اور اس کا حال دریافت کیا۔ اس نوجوان نے کہا کہ ایک دن وہ اسی جگہ مبصر و فب عبادت تھا کہ ایک خوبصورت عورت سامنے سے گزری جس کو دیکھ کر میں فریب شیطانی میں مبتلا ہو گیا۔ اس کے نزدیک پہنچ گیا تو اسی وقت ندا آئی کہ اے بے غیرت! تمیں سال خدا کی عبادت و اطاعت میں گزار کر آج شیطان کی عبادت کرنے چلا ہے لہذا میں نے اسی وقت اپنا ایک پاؤں کاٹ لیا کہ گناہ کی طرف پہلا قدم اسی نے اٹھایا تھا۔ آپ ﷺ میرے پاس کیوں آ گئے اگر کسی عابد کو دیکھنا ہی ہے تو پہاڑ کی چوٹی پر چلے جائیں۔ آپ ﷺ نے پہاڑ کی چوٹی پر چڑھنے کی کوشش کی لیکن ناکام رہے۔ اس عابد نے آپ ﷺ کو خود ہی ان بزرگ کا قصہ سنانا شروع کیا کہ پہاڑ کی چوٹی پر جو بزرگ ہیں ایک دن کسی نے ان سے کہہ دیا کہ روزی محنت سے حاصل ہوتی ہے بس اسی دن سے انہوں نے

عہد کر لیا کہ جس روزی میں مخلوق کا ہاتھ ہوگا وہ میں استعمال نہیں کروں گا۔ جب انہیں بغیر کھائے پئے کئی دن گزر گئے تو اللہ تعالیٰ نے شہد کی مکھیوں کو حکم دیا کہ ان کے گرد جمع ہو کر ان کو شہد فراہم کریں۔ چنانچہ وہ وہی شہد استعمال کرتے ہیں۔ آپ ﷺ ان درویشوں سے نہایت متاثر ہوئے اور ارادہ کیا کہ وہ بھی اسی وقت عبادت و ریاضت میں مشغول ہو جائیں گے۔ اس دوران آپ ﷺ جب پہاڑ سے نیچے تشریف لائے تو ایک پرندے کو دیکھا جو اندھا تھا۔ آپ ﷺ نے سوچا کہ اس کو نہ جانے رزق کہاں سے مہیا ہوتا ہوگا؟ چنانچہ آپ ﷺ وہیں بیٹھ گئے۔ اس پرندے نے اپنی چونچ سے زمین کریدی جس میں سے سونے کی پیالی برآمد ہوئی جس میں تل بھرے ہوئے تھے۔ اس پرندے نے تھوڑی سی زمین اور کریدی تو اس میں سے چاندی کی پیالی برآمد ہوئی جس میں گلاب کا عرق موجود تھا۔ چنانچہ وہ پرندہ تل کھا گیا اور گلاب کا عرق پی لیا۔ اس کے بعد وہ درخت پر جا کر بیٹھ گیا اور وہ پیالیاں غائب ہو گئیں۔ آپ ﷺ نے یہ دیکھا تو آپ ﷺ نے توکل چکر باندھ لی اور ایک جنگل کی راہ لی۔ جنگل میں آپ ﷺ کو اپنے پرانے دوست مل گئے۔ اتفاق سے جنگل میں ان حضرات کو ایک خزانہ برآمد ہو گیا۔ آپ ﷺ نے وہ خزانہ اپنے ساتھیوں میں تقسیم کر دیا اور خود اس خزانے میں موجود ایک لوح جس پر اسمائے الہیٰ کتندہ تھے وہ اپنے پاس رکھ لی۔ رات کو آپ ﷺ نے خواب میں منادی سنی کہ اے ذوالنون (ﷺ) سب نے دولت تقسیم کی لیکن تو نے میرا نام پسند کیا جس کے عوض ہم نے تیرے اوپر علم و حکمت کے دروازے کشادہ کر دیئے۔

## مراہوں کا حاصل ہونا

حضرت ذوالنون مصری ﷺ اپنے کچھ ارادت مندوں کے ہمراہ کشتی میں سوار دریائے نیل میں سفر کر رہے تھے کہ سامنے سے ایک کشتی آتی دکھائی دی جس میں لوگ ناچ گا کر خوشیوں کا اظہار کر رہے تھے۔ آپ ﷺ کے ارادت مندوں نے درخواست کی کہ ان

کے حق میں بددعا دیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں غرق کرے اور ان کی نحوست سے مخلوق خدا کو بچائے رکھے۔ آپ ﷺ کھڑے ہو گئے اور دعا کے لئے ہاتھ اٹھاتے ہوئے ان کے حق میں دعائے خیر فرمائی اور ان کے لئے دونوں جہانوں کی خوشی اور شادمانی مانگی۔ آپ ﷺ کے ارادت مندوں نے جب یہ دعا سنی تو حیران رہ گئے۔ اس دوران وہ کشتی نزدیک آگئی ان لوگوں نے جب حضرت ذوالنون مصری ﷺ کو دیکھا تو اپنے آلات موسیقی توڑ دیئے اور گناہوں سے تائب ہو کر آپ ﷺ کے ارادت مندوں میں شامل ہو گئے۔ حضرت ذوالنون مصری ﷺ نے اپنے ارادت مندوں سے فرمایا:

”اس جہان کی خوشی و مسرت اس جہان میں توبہ کرنے سے حاصل ہوتی ہے۔ دیکھ لو سب کی مرادیں حاصل ہو گئیں تمہاری بھی اور ان کی بھی اور کسی کو کوئی رنج و تکلیف نہ پہنچی۔“

## انسان محض ایک کمزور ہستی ہے

حضرت ذوالنون مصری ﷺ نے تیس برس تک مسلسل لوگوں کو دعوتِ حق دی۔ اس دوران آپ ﷺ کو صرف ایک ہی کام کا آدمی ملا۔ وہ کام کا آدمی ایک شہزادہ تھا جو بڑی شان و شوکت کے ساتھ آپ ﷺ کی مسجد کے نزدیک سے گزرا۔ آپ ﷺ اس وقت فرما رہے تھے کہ کمزور آدمی سے بڑھ کر کوئی احمق نہیں ہے جو ایک صاحب قوت کے ساتھ لڑتا ہے۔ آپ ﷺ کا یہ فرمان سن کر شہزادہ مسجد کے اندر آ گیا اور پوچھنے لگا کہ آپ ﷺ کے اس فرمان کا مطلب کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ انسان محض ایک کمزور ہستی ہے جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ جنگ کرتا ہے۔ آپ ﷺ کے یہ الفاظ سن کر شہزادے کا رنگ متغیر ہو گیا اور وہ مسجد سے باہر نکل گیا۔ اگلے روز وہ شہزادہ پھر حاضر ہوا اور آپ ﷺ سے صراطِ مستقیم کا طلب گار ہوا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایک راستہ لمبا ہے اور ایک راستہ چھوٹا۔ اگر تم چھوٹے راستے پر چلنا چاہتے ہو تو دنیا کو ترک کر دو گناہ چھوڑ دو اور نفسانی خواہشات کو

ترک کر دو۔ اگر تم لمباراستہ اختیار کرنا چاہتے ہو تو ماسوا اللہ کے سب کچھ ترک کر دو۔ شہزادے نے کہا کہ میں لمباراستہ اختیار کرنا چاہتا ہوں۔ پھر وہ شہزادہ دوسرے دن پشیمینہ پہن کر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گیا اور ریاضت و عبادت سے مقام ابدال پر فائز ہوا۔

## نفس کا تقاضا

حضرت ذوالنون مصری ﷺ کو مسلسل دس سال تک لذیذ کھانوں کی خواہش ہوتی رہی لیکن آپ ﷺ نے لذیذ کھانوں سے پرہیز کیا۔ ایک مرتبہ عید کی رات نفس نے بارہا اس کا تقاضا شروع کر دیا کہ آج کچھ لذیذ کھانا میسر آنا چاہئے۔ آپ ﷺ نے نفس کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ اگر تو دو رکعت میں مکمل قرآن ختم کر لے تو میں تیری پوری خواہش کر دوں گا۔ نفس نے یہ آپ ﷺ کی خواہش منظور کر لی اور ختم قرآن کے بعد جب آپ ﷺ کے سامنے لذیذ کھانے لائے گئے۔ آپ ﷺ نے پہلے ہی لقمہ لیا تھا کہ نفس نے خوش ہو کر کہا کہ دس سال پرانی میری خواہش آج پوری ہو جائے گی۔ آپ ﷺ نے لقمہ رکھ دیا اور کہا کہ میری تیری خواہش ہرگز نہیں پوری کروں گا۔ آپ ﷺ نے کھانا رکھ دیا اور نماز کے لئے کھڑے ہو گئے۔ نماز سے فارغ ہوئے تو ایک مفلوک الحال شخص خانقاہ میں داخل ہوا اس شخص کے ہاتھ میں لذیذ پکوان تھے۔ اس نے وہ پکوان آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کرتے ہوئے عرض کیا کہ میں مفلوک الحال شخص ہوں۔ صبح عید کی وجہ سے ہم نے کچھ لذیذ کھانے پکائے اور سو گئے۔ مجھے حضور نبی کریم ﷺ کی زیارت ہوئی اور انہوں نے مجھ سے فرمایا کہ اگر تو محشر میں مجھ سے ملنے کا خواہش مند ہے تو یہ کھانا حضرت ذوالنون مصری ﷺ کو دے آ۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ ان سے کہنا کہ وقتی طور پر اپنے نفس سے صلح کر کے ایک دو لقمے کھالئے۔ حضرت ذوالنون مصری ﷺ نے حضور نبی کریم ﷺ کا فرمان سن کر فرمایا کہ میں نبی کریم ﷺ کا فرمانبردار ہوں اور فرمانبردار کو اس میں کیا دروغ ہو سکتا ہے۔ یہ فرما کر آپ ﷺ نے وہ لذیذ کھانا تھوڑا سا چکھ لیا۔

## آتش پرست کی مقبولیت

ایک مرتبہ حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ سفر میں تھے اس دوران سخت برفباری ہو رہی تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی نظر اس دوران ایک آتش پرست پر پڑی جو سر پر کپڑا ڈالے دانہ بکھیڑ رہا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس آتش پرست سے پوچھا کہ تم یہ کیا کر رہے ہو؟ اس آتش پرست نے کہا کہ برف کی وجہ سے تمام علاقہ ڈھکا ہوا ہے اور جانوروں کو دانہ وغیرہ میسر نہ ہوگا میں ان کے لئے دانہ بکھیر ہوگا کہ پرندے اسے چن لیں اور اللہ تعالیٰ اس کے صدقہ میں مجھ پر رحم فرمائے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس آتش پرست سے کہا کہ دوسروں کا دانہ منظور نہیں کیا جائے گا۔ آتش پرست نے کہا کہ منظور کرے یا نہ کرے میرے لئے یہی کافی ہے کہ وہ دیکھ رہا ہے کہ میں کیا کر رہا ہوں؟

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے اس آتش پرست کے حوصلہ پر بڑی حیرانگی ہوئی۔ کچھ عرصہ بعد میں حج کے لئے مکہ معظمہ تشریف لے گیا تو دوران طواف میری ملاقات اس آتش پرست سے ہو گئی۔ اس آتش پرست نے مجھ سے کہا کہ اللہ عزوجل نے میرے اس عمل کو قبول کیا اور مجھے اپنی معرفت عطا فرمائی اور پھر حج بیت اللہ کا شرف عطا فرمایا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں اس کی بات سن کر خوش ہوا اور بارگاہِ خداوندی میں عرض کیا کہ الہی! تو نے ایک مٹھی دانوں کے عوض اسے یہ شرف عطا فرمایا تو بہت ہی ارزاں فروش ہے۔ ندائے غیبی آئی کہ اللہ عزوجل کسی کو کسی سبب سے شرف عطا فرماتا ہے اور نہ کسی سبب سے دفع کرتا ہے تو بے فکر رہو ہمارے کام تیری سوچ و عقل سے بالاتر ہیں۔

## صدق و محبت کی دلیل

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ دوران وعظ فرمایا کہ میں ایک مرتبہ بیت المقدس سے مصر کی جانب آ رہا تھا کہ میری ملاقات ایک بوڑھی عورت سے ہوئی جس

نے ریشم کا لباس پہن رکھا تھا اور ہاتھ میں عصا اور لوٹا لئے ہوئے تھی۔ میں نے اس عورت سے دریافت کیا کہ وہ کہاں سے آرہی ہے؟ اس عورت نے کہا کہ وہ خدا کی طرف سے آرہی ہے۔ میں نے دریافت کیا اب کہاں جانے کا ارادہ ہے؟ اس عورت نے کہا کہ خدا کی طرف جانے کا ارادہ ہے۔ میں نے اس عورت کو ایک دینار دینا چاہا تو اس عورت نے مجھے ایک طمانچہ مارا اور کہا کہ اے ذوالنون (رضی اللہ عنہ)! تو نے جو سمجھا وہ تیری ناہمی ہے میں خدا کے لئے کام کرتی ہوں اسی کی عبادت کرتی ہوں اسی سے مانگتی ہوں اور اس کے سوا کسی سے کچھ نہیں لیتی۔ آپ (رضی اللہ عنہ) نے یہ واقعہ بیان کرنے کے بعد فرمایا:

”اس واقعہ کو بیان کرنے کا میرا مقصد یہ تھا کہ اس بوڑھی کا یہ فہمانا صدق و محبت کی دلیل ہے کیونکہ لوگوں کا سلوک دو طرح کا ہوتا ہے۔ ایک یہ کہ وہ جو کام کرتے ہیں اس کے بارے میں گمان رکھتے ہیں کہ اسی کے لئے کیا ہے؟ حالانکہ اپنے ہی لئے کرتے ہیں۔ اگر اس عمل میں خواہش نفس کا دخل نہ ہو لیکن یہ خواہش تو بہر حال ہوتی ہے کہ اس جہان میں اس کا اجر و ثواب ملے گا۔“

## اللہ ہر چیز سے واقف ہے

ایک مرتبہ حضرت ذوالنون مصری (رضی اللہ عنہ) دریا پر گئے اور کشتی میں سوار ہو گئے۔ کشتی میں پہلے سے بھی کچھ لوگ سوار تھے۔ اس دوران ان لوگوں میں موجود ایک سوداگر کا قیمتی موتی گم ہو گیا۔ سب لوگ آپ (رضی اللہ عنہ) پر شک کرنے لگے اور ایذا پہنچانے لگے۔ جب ان کی یہ ایذا حد سے بڑھ گئی تو آپ (رضی اللہ عنہ) نے بارگاہِ الہی میں دعا کی کہ الہی! تو ہر چیز سے واقف ہے۔ ابھی آپ (رضی اللہ عنہ) نے یہ فرمایا ہی تھا کہ دریا میں سے ہزاروں مچھلیاں نمودار ہو گئیں اور ہر مچھلی کے منہ میں ایک موتی تھا۔ آپ (رضی اللہ عنہ) نے ایک مچھلی کے منہ سے موتی لے کر اس تاجر کو دے دیا۔ کشتی میں سوار تمام لوگ اپنے اس فعل پر نادم ہو گئے۔

## جب تک حکم الہی نہ ہو کوئی کسی کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا

ایک مرتبہ خلیفہ متوکل عباس کے پاس کچھ لوگ آئے اور انہوں نے خلیفہ متوکل عباس کو حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ کے حالات سے آگاہ کیا۔ خلیفہ متوکل عباس نے حکم دیا کہ انہیں زنجیروں میں جکڑ کر قید کر دیا جائے۔ جس وقت خلیفہ کے سپاہی حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ کو زنجیروں میں جکڑ کر لے جا رہے تھے راستے میں ایک عورت نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ خلیفہ سے کسی قیمت پر نہ ڈرنا جب تک حکم الہی نہ ہو کوئی کسی کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو زندان خانے میں ڈلوادیا گیا جہاں آپ رحمۃ اللہ علیہ چالیس روز تک قید رہے۔ اس دوران حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ کی ہمشیرہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو روزانہ ایک روٹی بھیجتی رہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو جب چالیس روز بعد زندان خانے سے باہر نکالا گیا تو چالیس کی چالیس روٹیاں ویسے ہی موجود تھیں۔

حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ کی ہمشیرہ کو جب معلوم ہوا تو انہوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا کہ یہ روٹیاں رزقِ حلال تھیں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں کیوں نہ کھایا؟ حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بے شک یہ روٹیاں حلال تھیں مگر ان کو داروغہ جیل کا ہاتھ لگ جاتا تھا جس سے ان کی پاکیزگی میں فرق آ جاتا تھا۔ زندان خانے سے باہر آنے کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کمزوری کی وجہ سے گر پڑے جس سے پیشانی پر چوٹ آگئی اور وہاں سے خون رسنے لگا۔ خون کا جو بھی قطرہ زمین پر گرتا وہ حکم خداوندی سے غائب ہو جاتا یہاں تک کہ چہرے اور کپڑوں پر بھی خون کا کوئی نشان نہ رہا۔ جس وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ کو خلیفہ متوکل عباس کے سامنے پیش کیا گیا تو اس نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے متعدد سوالات کئے جن کے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے شافی جواب دیئے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے جوابات سن کر تمام حاضرین زار و قطار رونا شروع ہو گئے۔ خلیفہ متوکل عباس نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے اپنے ناروا سلوک پر معافی مانگی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کو نہایت عزت و احترام کے ساتھ روانہ کیا۔

## حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ کا نائب ہونا

حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ بلخ کے بادشاہ اور عظیم المرتبت حکمران تھے۔ ایک مرتبہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو خواب بتھے کہ چھت پر کسی کے چلنے کی آہٹ محسوس ہوئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے آواز دے کر پوچھا کہ کون ہے؟ جواب ملا کہ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا شناسا ہوں اور چھت پر اپنے اونٹ کی تلاش میں آیا ہوں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ چھت پر اونٹ کس طرح آسکتا ہے؟ جواب ملا تو پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ کو تخت و تاج میں خدا کیسے مل جائے گا؟ یہ جواب سنا تھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ پر خوف طاری ہو گیا۔ دوسرے دن آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے دربار میں موجود تھے تو ایک شخص دربار میں آیا۔ اس شخص کا جلال دیکھ کر تمام حاضرین میرا اس کا رعب طاری ہو گیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے دریافت کیا کہ وہ کون ہے اور یہاں کیا کرنے آیا ہے؟ اس شخص نے کہا کہ وہ مسافر ہے اور یہاں قیام کرنے کی نیت سے آیا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ سرائے نہیں محل ہے۔ اس شخص نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ سے قبل یہاں کون آباد تھا؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میرے باپ دادا۔ غرض اسی طرح وہ آپ رحمۃ اللہ علیہ سے آباؤ اجداد کا پوچھتا گیا۔ آخر میں اس شخص نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بعد اس تخت پر کون بیٹھے گا؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا کہ میرا بیٹا۔ اس شخص نے اس بات پر ہر ہلاتے ہوئے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا کہ پھر یہ محل نہیں سرائے ہے جہاں کچھ دیر کے لئے لوگ آتے ہیں اور قیام کرنے کے چلے جاتے ہیں۔ یہ بات کہہ کر وہ شخص غائب ہو گیا۔ حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ ابھی رات والے واقعے کو بھلا نہیں پائے تھے کہ یہ واقعہ پیش آیا۔ یکے بعد دیگرے ان واقعات نے ان کو سوچنے پر مجبور کر دیا۔ انہی واقعات کے دوران ایک مرتبہ آپ رحمۃ اللہ علیہ شکار کے لئے اپنے وزیروں کے ہمراہ جنگل میں گئے۔ دوران شکار ایک ہرن کے تعاقب میں آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے ساتھیوں سے بچھڑ گئے۔ بالآخر جب تعاقب کرتے ہوئے ہرن کو پکڑ لیا تو ہرن حکم ربی سے گویا ہوا اور اس نے اللہ



تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کرنے کے بعد کہا:

”اے ابراہیم (ﷺ)! کیا تم کو اسی کام کے لئے پیدا کیا گیا ہے؟“

حضرت ابراہیم بن ادہم (ﷺ) نے جب ہرن کا کلام سنا تو آپ (ﷺ) نے اسی وقت توبہ کی اور تخت و تاج چھوڑ کر دنیا سے کنارہ کشی اختیار کر لی۔

## شیطان کا بہکاوا

حضرت ابراہیم بن ادہم (ﷺ) صحرائے نوردی کر رہے تھے کہ آپ (ﷺ) کی ملاقات ایک بوڑھے سے ہوئی جس نے آپ (ﷺ) کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ اے ابراہیم (ﷺ)! تم جانتے ہو کہ یہ کون سی جگہ ہے جہاں کا سفر تم بغیر کسی توشہ کے کر رہے ہو؟ حضرت ابراہیم بن ادہم (ﷺ) فرماتے ہیں کہ میں سمجھ گیا کہ یہ شیطان ہے اور مجھے بہکانے کی کوشش کر رہا ہے میرے پاس اس وقت ایک زنبیل تھی جسے میں نے کوفہ سے خریدا تھا میں نے اس زنبیل کو پھینک دیا اور خود سے یہ عہد کیا کہ ہر میل پر چار سو رکعت ادا کروں گا۔ چنانچہ میں چار سال تک اسی صحرا میں پھرتا رہا۔ اللہ عزوجل نے میری اس عبادت کے عوض مجھے بے مشقت روزی عطا فرمائی۔ چار سال بعد میری ملاقات حضرت خضر علیہ السلام سے ہوئی جنہوں نے مجھے بیعت کیا اور مجھے اسم اعظم کی تعلیم دی جس کے بعد میرا دل غیر سے خالی ہو گیا۔

## بندگی کا حق

ایک مرتبہ لوگوں نے حضرت ابراہیم بن ادہم (ﷺ) سے سوال کیا کہ آپ (ﷺ) کس کی بندگی کرتے ہیں؟ آپ (ﷺ) پر یہ سن کر لرزہ طاری ہو گیا اور آپ (ﷺ) زمین پر گر پڑے۔ جب ہوش آیا تو آپ (ﷺ) نے زمین پر بیٹھ کر یہ آیت تلاوت کی جس کا مفہوم ہے کہ آسمان اور زمین پر رہنے والے سب کے سب اللہ کے بندے ہو کر آنے والے ہیں۔

لوگوں نے سوال کیا کہ آپ ﷺ نے زمین پر گرنے سے پہلے یہ آیت کیوں نہ تلاوت کی۔  
آپ ﷺ نے فرمایا:

”اگر میں خود کو اللہ کا بندہ کہوں گا تو وہ حق بندگی طلب کرے گا اور بندہ ہونے سے میں منکر بھی نہیں ہو سکتا۔“

## جنت کا مستحق

ایک مرتبہ حضرت ابراہیم بن ادہم رضی اللہ عنہ حالت سفر میں تھے کہ راستے میں ایک سپاہی مل گیا۔ اس نے آپ رضی اللہ عنہ کو روک لیا اور نام دریافت کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے نزدیکی قبرستان کی طرف اشارہ کر دیا۔ اس سپاہی کو غصہ آ گیا اور کہنے لگا کہ مجھ سے مذاقی کرتے ہو یہ کہہ کر اس نے آپ رضی اللہ عنہ کی گردن میں رسی ڈال دی اور زد و کوب کرنا شروع کر دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کا سر پھوڑ دیا۔ جب وہ آپ رضی اللہ عنہ کو لے کر شہر میں داخل ہوا تو لوگوں نے اس سپاہی کو لعنت ملامت کرتے ہوئے کہا یہ کہ حضرت ابراہیم بن ادہم رضی اللہ عنہ ہیں۔ اس سپاہی نے آپ رضی اللہ عنہ سے معافی مانگی تو آپ رضی اللہ عنہ نے اس سے فرمایا کہ مجھے تیرا شکر یہ ادا کرنا چاہئے کیونکہ تیری اس حرکت کی بدولت مجھے جنت کا مستحق بنا دیا گیا ہے۔ میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ تو بھی جنت میں جائے۔ اس واقعہ کے بعد کسی بزرگ نے خواب میں اہل بہشت کو دیکھا جن کے دامن موتیوں سے لبریز تھے۔ جب ان بزرگ نے سوال کیا تو انہوں نے بتایا کہ ایک ناواقف نے حضرت ابراہیم بن ادہم رضی اللہ عنہ کا سر پھوڑ دیا تھا۔ ہمیں حکم ملا ہے کہ حضرت ابراہیم بن ادہم رضی اللہ عنہ جب جنت میں داخل ہوں تو ہم ان پر موتی نچھاور کریں۔

## معمولی شے کا حصول

ایک مرتبہ حضرت ابراہیم بن ادہم رضی اللہ عنہ دریا و جلہ کے کنارے بیٹھے اپنی گوڈری کو سی رہے تھے کہ کسی شخص نے آ کر پوچھا کہ آپ رضی اللہ عنہ کو حکومت چھوڑ کر کیا حاصل ہوا؟

آپ ﷺ نے اپنی وہ سوئی دریا میں پھینک دی۔ اس دوران بے شمار مچھلیاں منہ میں سونے کی سوئیاں لئے نمودار ہو گئیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے تو صرف اپنی سوئی چاہئے۔ چنانچہ ایک مچھلی آپ ﷺ کی سوئی لے کر آگئی۔ آپ ﷺ نے اس شخص سے فرمایا کہ حکومت کو خیر باد کہہ کر میں نے ایک معمولی سی شے حاصل کی ہے۔

## درویش کی حقیقت کیا ہے؟

حضرت ابراہیم بن ادہم ﷺ نے جب بلخ کی بادشاہت کو خیر باد کہا تو اس وقت آپ ﷺ کا اکلوتا بیٹا شیرخوارگی کے عالم میں تھا۔ جب وہ جوان ہوا تو اس نے اپنی ماں سے دریافت کیا کہ میرا باپ کون ہے اور کہاں ہے؟ ماں نے سارا ماجرا اس کے گوش گزار کر دیا اور کہا کہ لوگوں سے معلوم ہوا ہے کہ تمہارا باپ اس وقت مکہ مکرمہ میں موجود ہے۔ بیٹے نے ماں سے اجازت لی اور مکہ مکرمہ روانہ ہو گیا۔ مکہ مکرمہ روانہ ہونے سے قبل اس نے اعلان کیا کہ اگر کوئی شخص میرے ساتھ حج کے لئے روانہ ہونا چاہتا ہے تو اس کا تمام خرچہ میرے ذمہ ہوگا۔ چنانچہ جیسے ہی یہ اعلان ہوا ہزار ہا لوگ اس کے ہمراہ ہو گئے۔ جب یہ گروہ مکہ مکرمہ میں داخل ہوا تو بیٹے نے مسجد حرام کے تمام درویشوں سے دریافت کیا کہ کیا تم کسی ابراہیم بن ادہم (ﷺ) کو جانتے ہو؟ انہوں نے جواب دیا کہ وہ ہمارے شیخ ہیں اور اس وقت جنگل میں لکڑیاں کاٹنے گئے ہیں تاکہ ان لکڑیوں کو فروخت کر کے کھانے کا بندوبست کیا جاسکے۔ حضرت ابراہیم بن ادہم ﷺ کا بیٹا آپ ﷺ کی تلاش میں جنگل کی جانب چلا گیا اور جب اس نے آپ ﷺ کو ڈھونڈ لیا تو بمشکل اپنے جذبات پر قابو رکھتے ہوئے آپ ﷺ کے پیچھے پیچھے ہولیا۔ حضرت ابراہیم بن ادہم ﷺ نے لکڑیوں کا گھناسر پراٹھایا اور بازار میں لا کر یہ اعلان کرنا شروع کیا کہ کون ہے جو پاک مال کو پاک مال کے عوض خریدے۔ اس دوران ایک شخص آیا اور اس نے حضرت ابراہیم بن ادہم ﷺ سے وہ تمام لکڑیاں خریدیں اور ان کے بدلے کچھ روٹیاں دے کر چلا گیا۔ حضرت ابراہیم بن ادہم ﷺ

نے وہ روٹیاں لاکر ان درویشوں کو دے دیں اور خود نماز میں مشغول ہو گئے۔

ان دنوں حج کا موسم تھا اور حاجیوں کی آمد مکہ مکرمہ میں شروع ہو چکی تھی۔ حضرت ابراہیم بن ادہم رضی اللہ عنہ نے اپنے مریدوں کو حکم دیا کہ وہ عورتوں اور مرد لڑکوں کی جانب نہ دیکھیں۔ آپ رضی اللہ عنہ ایک دن خانہ کعبہ کا طواف کر رہے تھے اور آپ رضی اللہ عنہ کے مرید بن بھی ہمراہ تھے کہ آپ رضی اللہ عنہ کا بیٹا دوران طواف سامنے آ گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے نظر اٹھا کر اسے دیکھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے مرید بن اس فعل پر حیران ہوئے۔ جب طواف سے فارغ ہوئے تو انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ حضور! آپ رضی اللہ عنہ نے ہمیں تو عورتوں اور مرد لڑکوں کو دیکھنے سے منع فرمایا جبکہ خود آپ رضی اللہ عنہ نے ایک بے ریش لڑکے کی جانب دیکھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم نے جو دیکھا وہ حقیقت ہے مجھے ایسا معلوم ہوا کہ وہ لڑکا میرا بیٹا تھا جسے میں نے اس وقت چھوڑا تھا جب وہ دودھ پیتا تھا۔

حضرت ابراہیم بن ادہم رضی اللہ عنہ کا ایک مرید اگلے روز بلخ کے خیموں کی جانب گیا تو اس نے اس لڑکے کو تلاوت قرآن مجید کرتا دیکھا۔ اس مرید نے لڑکے کو تلاوت قرآن مجید سے فارغ ہونے کے بعد دریافت کیا کہ تمہارے باپ کا نام کیا ہے؟ وہ لڑکا یہ سن کر رونے لگا اور کہا کہ میں نے کل اپنے باپ کو دیکھا لیکن اس خیال سے کہ شاید وہ میرا باپ نہیں میں نے اسے نہیں بلایا۔ میرے باپ کا نام ابراہیم بن ادہم رضی اللہ عنہ ہے۔ یہ سن کر اس مرید نے کہا کہ آؤ میں تمہیں تمہارے باپ سے ملواؤں۔ یہ کہہ کر وہ مرید حضرت ابراہیم بن ادہم رضی اللہ عنہ کے بیٹے اور ان کی بیوی کو لے کر حاضر خدمت ہوا۔ بیٹے اور بیوی نے جب آپ رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو والہانہ آپ رضی اللہ عنہ سے لپٹ گئے اور زار و قطار رونا شروع کر دیا یہاں تک کہ بے ہوش ہو گئے۔ جب لڑکے کو قدرے ہوش آیا تو حضرت ابراہیم بن ادہم رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا کہ بیٹا! تم کس کے مذہب پر ہو؟ بیٹے نے جواب دیا: الحمد للہ میں مسلمان ہوں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا کہ کیا تم نے قرآن مجید پڑھا ہے؟ اس نے جواب دیا: جی والد بزرگوار۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: الحمد للہ۔ اس کے آپ رضی اللہ عنہ کی بیوی

اور بیٹے نے آپ ﷺ کا دامن پکڑ لیا اور فریاد کرنا شروع کر دی کہ اب آپ ﷺ انہیں نہ چھوڑیں۔ آپ ﷺ نے آسمان کی جانب منہ کیا اور فرمایا: الھی! انہیں۔

## صبر کا امتحان

ایک مرتبہ حضرت عبداللہ خفیف ﷺ حج کی نیت سے روانہ ہوئے تو اپنے ہمراہ ایک رسی اور ڈول لے لیا۔ راستہ میں آپ ﷺ کو پیاس محسوس ہوئی تو ادھر ادھر نگاہ دوڑائی تاکہ پانی نظر آسکے۔ اس دوران آپ ﷺ نے دیکھا کہ ایک چشمہ پر ہرن پانی پی رہا ہے۔ آپ ﷺ اس چشمے کے نزدیک پہنچے تو چشمے کا پانی نیچے ہو گیا۔ آپ ﷺ نے یہ دیکھا تو اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کی کہ باری تعالیٰ! کیا میرا درجہ ان ہرنوں سے بھی کم ہے؟ غیب سے ندا آئی کہ ہرنوں کے پاس چونکہ ڈول اور رسی نہ تھی اس لئے ہم نے پانی کو ان کے نزدیک کر دیا جبکہ تمہارے پاس ڈول اور رسی موجود ہے جس کی وجہ سے ہم نے پانی کو تم سے دور کر دیا۔ آپ ﷺ نے اس ندا سے عبرت پکڑی اور ڈول اور رسی کو پھینک دیا اور پانی پئے بغیر آگے کی طرف چل دیئے۔ اس دوران پھر غیب سے ندا آئی کہ ہم نے تو محض تمہارے صبر کا امتحان لیا تھا جاؤ اور اس چشمے سے پانی پی لو۔ چنانچہ آپ ﷺ اس چشمے پر واپس پہنچے تو پانی اوپر ہو گیا اور آپ ﷺ نے پانی پیا اور وضو کر کے نماز ادا کی۔ آپ ﷺ نے اس پانی کے وضو سے حج ادا کیا اور مدینہ منورہ حاضر ہوئے۔

## ماتمی لباس

ایک مرتبہ ایک مسافر سیاہ ماتمی لباس میں ملبوس حضرت عبداللہ خفیف ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے اس سے سیاہ لباس استعمال کرنے کی وجہ پوچھی تو اس نے کہا کہ میرے حکمران یعنی نفس اور ہوا دونوں فوت ہو گئے ہیں اس لئے میں ماتمی لباس استعمال کرتا ہوں۔ آپ ﷺ نے اس شخص کی بات سن کر اپنے مریدوں کو حکم دیا کہ

اس کو خانقاہ سے باہر نکال دو۔ چنانچہ ستر مرتبہ وہ شخص خانقاہ میں داخل ہوا اور ستر مرتبہ اس کو باہر نکالا گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ واقعی یہ مانتی لباس تمہارے لئے مناسب ہے کیونکہ ستر مرتبہ تذلیل کے باوجود بھی تمہیں کوئی ناگواری محسوس نہیں ہوئی۔

## انسانوں کا انتخاب

حضرت عبداللہ خفیف ﷺ فرماتے ہیں کہ ابتداء میں اللہ تعالیٰ نے ملائکہ اور انس و جن کو تخلیق فرمایا پھر عصمت و کفایت اور جبلت کو تخلیق فرما کر حکم دیا کہ ہر نوع کے افراد ان میں سے ایک شے کو اپنے لئے منتخب کر لیں۔ چنانچہ ملائکہ نے عصمت کو اختیار کیا اور جنات نے کفایت کو اور انسانوں نے جبلت کو منتخب کیا اور یہی وجہ ہے کہ انسان کثرت کے ساتھ حیلہ بازی سے کام لیتا ہے۔

## حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ کا تائب ہونا

حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ کے تائب ہونے کا واقعہ کتب سیر میں کچھ یوں منقول ہے کہ ایک روز آپ ﷺ حالت نشہ میں گھر سے نکلا۔ راستے میں آپ ﷺ کو کاغذ کا ایک ٹکڑا ملا جس پر بسم اللہ شریف لکھی ہوئی تھی۔ آپ ﷺ نے اس کاغذ کو اٹھا کر چوما اور اسے خوشبو لگا کر ایک اونچی پاک و صاف جگہ پر رکھ دیا۔ اس رات جب آپ ﷺ رات کو سوئے تو آپ ﷺ نے ندائے غیبی سنی:

”اے بشر (رحمۃ اللہ علیہ)! تم نے میرے نام کو خوشبو میں بسایا قسم ہے مجھے اپنی عزت کی میں تمہارے نام کی خوشبو کو دنیا و آخرت میں پھیلاؤں گا یہاں تک کہ جو بھی تمہارا نام لے گا یا سنے گا اس کے دل کو راحت نصیب ہوگی۔“

حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ جب بیدار ہوئے تو صدقِ دل سے تائب ہو کر عبادت و

ریاضت میں مشغول ہو گئے۔

## حاجیوں کا توشہ سفر

ایک مرتبہ ایک قافلہ حج کی نیت سے روانہ ہونے لگا تو قافلہ والوں نے حضرت بشرحانی رحمۃ اللہ علیہ کو بھی اپنے ساتھ چلنے کی دعوت دی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں تمہارے ساتھ تین شرطوں پر چلنے کو تیار ہوں۔ قافلہ والوں نے شرطیں دریافت کیں تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اول کوئی شخص اپنے ہمراہ کچھ سامان نہ رکھے۔ دوم یہ کہ دوران سفر کسی سے کچھ طلب نہ کرے اور سوم یہ کہ اگر کوئی ہدیہ پیش کرے تو اسے قبول نہ کرے۔ قافلہ والوں نے عرض کیا کہ ہمیں پہلی دو شرطیں منظور ہیں لیکن تیسری شرط منظور نہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

”اللہ عزوجل پر توکل حاجیوں کا توشہ سفر ہوتا ہے اور اگر تم ارادہ

کر لیتے کہ کسی سے کچھ نہ لو گے تو اللہ عزوجل پر توکل بھی ہو جاتا اور

تمہیں درجہ ولایت بھی حاصل ہو جاتا۔“

## اکل حلال

حضرت بشرحانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں چند لوگ حاضر ہوئے اور دریافت کرنے لگے کہ اب بغداد شریف میں اکل حلال کی کوئی تمیز باقی نہیں رہی آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے کھانے کا انتظام کیسے کرتے ہیں؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جس جگہ سے تم رزق حاصل کرتے ہو میں بھی وہیں سے حاصل کرتا ہوں۔ لوگوں نے دریافت کیا کہ اگر ایسا ہے تو پھر ہمیں وہ مراتب کیوں حاصل نہیں جو آپ رحمۃ اللہ علیہ کو حاصل ہیں؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مجھے یہ مراتب اس لئے حاصل ہیں کہ میں ایک لقمہ کی بھوک چھوڑ کر کھاتا ہوں۔ لوگوں نے دریافت کیا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ سالن کس چیز کا پکاتے ہیں؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ عافیت کا سالن۔ کتب سیر میں منقول ہے کہ حضرت بشرحانی رحمۃ اللہ علیہ نے چالیس برس تک باوجود خواہش کے کبھی بکرے کی

سری نہ کھائی اور سبزیوں پر گزارہ کیا۔ آپ ﷺ حکومت کے جاری کردہ نہری پانی کو بھی استعمال کرنے سے گریز کرتے تھے۔

## سورۂ اخلاص کی برکت

حضرت بشر جانی ﷺ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں قبرستان میں گیا تو وہاں مردے آپس میں لڑ رہے تھے۔ میں نے بحکم ربی ان مردوں سے دریافت کیا کہ وہ کیوں لڑ رہے ہیں؟ ان مردوں نے کہا کہ ایک ہفتہ قبل ایک شخص نے ہمیں ایصالِ ثواب کرتے ہوئے سورۂ اخلاص پڑھی تھی۔ ہم ایک ہفتے سے اس کا ثواب تقسیم کرنے میں مصروف ہیں لیکن اس کا ثواب ابھی تک ختم ہی نہیں ہو رہا ہے۔

## حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا تقویٰ

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ بیت اللہ شریف کے صحن میں قرآن مجید کی تلاوت میں مصروف تھے۔ چاندی رات تھی اور آپ ﷺ چاندی رات میں تلاوت فرما رہے تھے۔ ایک شخص نے حاضر خدمت ہو کر عرض کی آپ ﷺ بیت اللہ شریف کے اندر چراغ کی روشنی میں تلاوت کر لیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ چراغ بیت اللہ شریف کے لئے مخصوص ہے اس کی روشنی میں میرے لئے تلاوت کرنا جائز نہیں ہے۔

جو خوفِ خدا کی وجہ سے گناہ سے رک گیا

اس کا ٹھکانہ جنت ہے

خلیفہ ہارون الرشید اور اس کی بیوی زبیدہ کے درمیان کسی بات پر جھگڑا ہو گیا۔ زبیدہ نے کہا کہ تم جہنمی ہو۔ ہارون الرشید نے کہا کہ اگر میں جہنمی ہوں تو تیرے اوپر طلاق



ہے۔ یہ کہہ کر اس نے زبیدہ سے کنارہ کشی اختیار کر لی لیکن جب محبت کی زیادتی کی وجہ سے جدائی برداشت نہ ہوئی تو اس نے تمام علماء کو بلایا اور ان سے مسئلہ دریافت کیا کہ کیا میں جنتی ہوں یا جہنمی؟ کسی علماء کے پاس اس کے اس سوال کا جواب نہ تھا۔ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ جو کہ کم سن تھے وہ بھی علماء کے اس گروہ میں شامل تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے خلیفہ ہارون الرشید سے کہا کہ اگر انہیں اجازت دی جائے تو وہ کچھ عرض کریں؟ خلیفہ ہارون الرشید نے اجازت دے دی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے خلیفہ ہارون الرشید سے فرمایا کہ تمہیں میری ضرورت ہے یا مجھے تمہاری ضرورت ہے؟ خلیفہ ہارون الرشید نے کہا کہ مجھے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ضرورت ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ پھر تم تخت سے نیچے اتر آؤ کیونکہ علماء مقام و مرتبہ میں تم سے بلند ہیں۔ خلیفہ ہارون الرشید تخت سے نیچے اتر آیا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کو تخت پر بٹھا دیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے سوال کیا کہ کبھی تمہیں ایسا موقع ملا ہو کہ تم گناہ پر قادر ہو مگر محض خوفِ الہی کی وجہ سے تم نے وہ گناہ نہ کیا ہو؟ خلیفہ ہارون الرشید نے حلفاً کہا کہ ایسے بے شمار مواقع آئے مگر میں نے خوفِ الہی کی وجہ سے گناہ نہیں کیا۔ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ پھر تم جنتی ہو اور جب علماء نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے اس کی حجت دریافت کی تو فرمایا کہ اللہ عزوجل کا فرمان ہے کہ جو گناہ پر قدرت رکھتے ہوئے بھی خوفِ خدا کی وجہ سے گناہ سے رک گیا اس کا ٹھکانہ جنت ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا جواب سن کر تمام علماء حیران و ششدر رہ گئے۔

## توحید خالص میں اختلاف ممنوع ہے

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کم سن میں مکتب جانے لگے۔ ایک دن قرآن مجید کی تلاوت کے دوران جب سورہ لقمان کی یہ آیت پڑھی جس میں اللہ تعالیٰ نے اپنا شکر ادا کرنے اور والدین کا شکر ادا کرنے کا حکم دیا ہے تو گھر آ کر والدہ سے درخواست کی کہ مجھ سے ایک وقت میں دو ہستیوں کا شکر ادا نہیں ہوتا اس لئے یا تو آپ مجھے اللہ تعالیٰ سے طلب فرمائیں تاکہ میں آپ کا شکر ادا کروں یا پھر اللہ تعالیٰ کے لئے اپنے حقوق مجھے معاف فرما

دیں تاکہ میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کر سکوں۔ والدہ نے آپ ﷺ کو اپنے حقوق معاف فرما دیئے اور اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتے ہوئے نصیحت کی کہ اس کا شکر ادا کرتے رہنا۔ حضرت بایزید بسطامی ﷺ والدہ سے اجازت لے کر گھر سے چلے گئے اور ملک شام کی طرف روانہ ہو گئے۔ آپ ﷺ تین سال تک ملک شام کے صحراؤں میں پھرتے رہے اور عبادت و ریاضت میں مصروف رہے۔ اس عرصہ کے دوران آپ ﷺ نے ایک سو ستر مشائخ کی صحبت اختیار کی۔ آپ ﷺ یاد الہی میں اس قدر مشغول ہوئے کہ کھانے پینے کا کچھ خیال نہ رہا۔ حضرت بایزید بسطامی ﷺ فرماتے ہیں کہ میں نے تیس سال مجاہدے میں گزارے لیکن علم اور اس کی متابعت سے زیادہ سخت کوئی چیز مجھ پر نہیں گزری۔ ہر مسئلہ میں علماء کا اختلاف نہ ہوتا تو میں رہ جاتا اور دین حق کی معرفت حاصل نہ ہوتی۔ حقیقت یہ ہے کہ علماء کا اختلاف رحمت ہے اور توحید خالص میں اختلاف ممنوع ہے۔

## استاد کا ادب

ملک شام میں قیام کے دوران حضرت بایزید بسطامی ﷺ کو جن مشائخ کی صحبت حاصل ہوئی ان میں ایک حضرت سیدنا امام جعفر صادق ﷺ بھی ہیں۔ آپ ﷺ نے حضرت سیدنا امام جعفر صادق ﷺ کی صحبت میں رہ کر ان سے فیوض و برکات حاصل کیں۔ ایک مرتبہ حضرت سیدنا امام جعفر صادق ﷺ نے آپ ﷺ سے فرمایا کہ جاؤ وہاں طاق میں سے فلاں کتاب لے آؤ۔ آپ ﷺ نے طاق کے بارے میں لاعلمی کا اظہار کیا۔ حضرت سیدنا امام جعفر صادق ﷺ نے فرمایا کہ تم اتنے عرصے سے میری خدمت میں ہو اور تمہیں طاق کا بھی معلوم نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے آپ ﷺ کے روبرو کبھی سزاٹھا کر بھی نہیں دیکھا۔ حضرت سیدنا امام جعفر صادق ﷺ نے آپ ﷺ سے متاثر ہوئے اور فرمایا کہ تم اب کامل ہو چکے ہو لہذا تم اب بسطام واپس جاؤ اور لوگوں کو کسب فیض پہنچاؤ۔

## ادب کا تقاضا

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے ادب کا عالم یہ تھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ مسجد جاتے ہوئے کبھی بھی راستے میں نہ تھوکتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ جب حج کے لئے روانہ ہوئے تو چند قدم چلنے کے بعد نماز ادا کرتے۔ اس طرح کرتے کرتے آپ رحمۃ اللہ علیہ قریباً بارہ سال میں مکہ معظمہ پہنچے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مکہ معظمہ پہنچ کر حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کی۔ حج بیت اللہ سے فارغ ہوئے تو واپس روانہ ہونے کا قصد کیا۔ لوگوں نے مدینہ منورہ جانے کے بارے میں دریافت کیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ ادب کے تقاضا کے منافی ہے کہ میں حج بیت اللہ کی بدولت مدینہ منورہ جاؤں۔ انشاء اللہ اگلی مرتبہ صرف مدینہ منورہ ہی حاضر ہوں گا۔

## لسانِ غیب

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں جب اگلے برس مدینہ منورہ زیارت کے لئے روانہ ہوا تو سینکڑوں لوگ میرے ہمراہ ہوئے۔ میں نے اللہ تعالیٰ کے حضور ان سے نجات حاصل کرنے کے لئے دعا کی۔ چنانچہ ایک دن نماز فجر سے فارغ ہو کر میں نے ان سے کہا کہ میں تو خدا ہوں اس کے باوجود لوگ میری پرستش نہیں کرتے۔ چنانچہ یہ سننا تھا کہ وہ لوگ مجھ سے متنفر ہو گئے اور مجھے چھوڑ کر چلے گئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ درحقیقت یہ الفاظ میں نے لسانِ غیب سے ادا فرمائے تھے۔

## ہستی کی رویت سے توبہ

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں جب پہلی مرتبہ مکہ معظمہ میں حاضر ہوا تو مکان کو خالی پایا جس سے میں نے گمان کیا کہ میرا حج مقبول نہیں ہوا۔ دوسری مرتبہ جب میں مکہ معظمہ حاضر ہوا تو مکان کو بھی دیکھا اور صاحب مکان کو بھی دیکھا۔ میں

نے گمان کیا کہ میں ابھی بھی حقیقت سے دور ہوں۔ چنانچہ جب میں تیسری مرتبہ مکہ معظمہ حاضر ہوا تو مجھے مکان نظر نہ آیا اور صاحب مکان کا دیدار ہوا۔ اسی وقت غیب سے ندا آئی کہ اے بایزید! جب تم نے اپنے آپ کو نہ دیکھا اور سارے عالم کو دیکھا تو مشرک نہ ہوئے اور جب تم نے سارے عالم کو نہ دیکھا اور خود پر نظر رکھی تم مشرک ہو گئے۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی ہستی کی رویت سے توبہ کی۔

## پوشیدہ حال

حضرت بایزید بسطامی ﷺ جب مدینہ منورہ سے واپس روانہ ہوئے تو آپ ﷺ نے اونٹ پر بوجھ لاد رکھا تھا۔ جب لوگوں نے کہا کہ اونٹ پر زیادہ بوجھ لادنا کسی بزرگ کی شان کے خلاف ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم غور سے دیکھو کہ بوجھ اونٹ پر ہے بھی یا نہیں۔ چنانچہ لوگوں نے جب غور کیا تو بوجھ اونٹ کی کمر سے اوپر تھا۔ لوگ یہ منظر دیکھ کر حیران رہ گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر میں اپنا حال پوشیدہ رکھتا ہوں اور دوسروں کو خبر نہیں ہونے دیتا۔ اگر میں اپنا حال ظاہر کرتا ہوں تو تم لوگ حیران ہوتے ہو۔

## مسافر پر روزہ فرض نہیں

حضرت بایزید بسطامی ﷺ مدینہ منورہ سے بسطام کی طرف روانہ ہوئے۔ آپ ﷺ تیس سال کے ایک طویل عرصے کے بعد اپنے شہر واپس تشریف لے جا رہے تھے۔ جب آپ ﷺ بسطام کے نزدیک پہنچے تو اہل شہر میں شور برپا ہو گیا کہ اللہ کا درویش آ رہا ہے۔ چنانچہ پورا شہر آپ ﷺ کے استقبال کے لئے اکٹھا ہو گیا۔ آپ ﷺ نے خیال کیا کہ اگر میں ان سے ملتا رہا تو اس طرح عبادت سے غافل ہو جاؤں گا۔ چنانچہ آپ ﷺ نے لوگوں کو خود سے متنفر کرنے کے لئے جبہ مبارک سے روٹی کا ایک ٹکڑا نکالا اور کھانا شروع کر دیا۔ لوگوں نے کہا کہ یہ کیسا بزرگ ہے جس کو ماہ رمضان کا ادب نہیں اور اس کے ساتھ

ہی وہ متنفر ہو کر واپس چلے گئے۔ آپ ﷺ کے ارادت مندوں نے روٹی کا ٹکڑا کھانے کی وجہ دریافت کی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا یہ لوگ جانتے نہیں کہ مسافر پر روزہ فرض نہیں ہوتا اور ایک شرعی عمل کرنے پر یہ مجھ سے اس طرح متنفر ہو گئے ہیں۔

## والدہ کی خوشنودی

آپ ﷺ جب اپنے مکان کے دروازے پر پہنچے تو آپ ﷺ نے والدہ کو دعا کرتے ہوئے سنا۔ والدہ فرما رہی تھیں کہ اے باری تعالیٰ! میرے مسافر کا خیال رکھنا اور اسے اچھا بدلہ عطا کرنا۔ آپ ﷺ نے جب والدہ کی زبان سے یہ الفاظ سنے تو رونا شروع کر دیا۔ دروازے پر دستک دی۔ والدہ نے دریافت کیا کہ کون ہے؟ تو فرمایا کہ آپ کا مسافر۔ والدہ نے دروازہ کھولا تو آپ ﷺ والدہ کے قدموں میں گر پڑے۔ آپ ﷺ کی والدہ آپ ﷺ کی طویل جدائی میں روتے ہوئے نابینا ہو چکی تھیں۔ حضرت بایزید بسطامی فرماتے ہیں کہ میں نے جس کام کو بعد کے لئے چھوڑ رکھا تھا وہ پہلے ہی ہو گیا اور وہ کام تھا میری والدہ کی خوشنودی۔

حضرت بایزید بسطامی فرمایا کرتے تھے کہ مجھے جتنے بھی مراتب حاصل ہوئے وہ سب میری والدہ کی بدولت ہیں۔ ایک مرتبہ میری والدہ نے رات کو مجھ سے پانی طلب کیا۔ اتفاق سے اس رات گھر میں پانی موجود نہ تھا۔ میں اسی وقت گیا اور باہر سے پانی لے کر آیا۔ جب میں پانی لے کر آیا تو والدہ نیند کے غلبہ کی وجہ سے سو چکی تھیں۔ چنانچہ میں شدید سردی میں رات پر پانی کا کٹورا لئے کھڑا رہا۔ صبح ہونے تک میرے ہاتھ سردی کی شدت کی وجہ سے اس کٹورے کے ساتھ جم چکے تھے۔ والدہ نے مجھ سے فرمایا کہ تمہیں کھڑا رہنے کی کیا ضرورت تھی؟ میں نے عرض کیا کہ میں اس خوف سے کھڑا رہا کہ کہیں آپ دوبارہ بیدار ہو کر پانی طلب نہ فرمائیں اور میرے نزدیک نہ ہونے پر آپ کو کوئی تکلیف ہو۔ چنانچہ میری والدہ نے مجھے دعائیں دیں جن کی برکت سے میں اس مقام تک پہنچا۔

## اللہ عزوجل تک رسائی

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے بارہ سال تک اپنے نفس کو ریاضت کی بھٹی میں ڈال کر مجاہدے کی آگ سے اس کو تاپا۔ پھر اس پر ملامت کے ہتھوڑے برساتا رہا یہاں تک کہ یہ میرا آئینہ بن گیا۔ اس کے بعد میں اس کے اوپر پانچ سال تک مختلف عبادتوں اور ریاضتوں سے اس پر قلعی چڑھاتا رہا۔ اس کے بعد ایک سال تک میں نے خود اعتمادی کی نظر سے اس کا مشاہدہ کیا تو اس میں تکبر کا مادہ پایا۔ چنانچہ میں پھر مسلسل پانچ سال تک عبادت و ریاضت میں مشغول رہا تب جا کر میں نے اس کو مسلمان بنا دیا۔ جب میں نے اس میں خلاق کا نظارہ کیا تو سب کو مردہ پایا۔ پھر میں نے نماز جنازہ پڑھی اور اس طرح کنارہ کش ہو گیا جس طرح لوگ مردے کی نماز جنازہ پڑھ کر قیامت تک کے لئے اس مردے سے کنارہ کش ہو جاتے ہیں۔ ان تمام امور کے بعد مجھے اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کا مرتبہ حاصل ہوا۔

## حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کی معراج

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ اپنی معراج کی بابت فرماتے ہیں کہ جس وقت مجھے تمام موجودات سے بے نیاز کر کے اپنے نور سے منور فرمایا اور تمام اسرار و رموز سے آگاہی عطا فرمائی تو میں نے چشم یقین سے اللہ تعالیٰ کا مشاہدہ کیا تو مجھے معلوم ہوا کہ میرا نور اس کے نور کے سامنے تاریک ہے کیونکہ وہ مصفا ہے اور میرے وجود میں کثافت ہے۔ جب میں نے اپنے نور میں اس کے نور کی عظمت کو محسوس کیا تو اندازہ ہوا کہ میری تمام عبادت و ریاضت اسی کے حکم کے تابع ہے۔ جب میں اس کی وجہ دریافت کی تو فرمایا گیا کہ جب تک ہم کام کرنے کی قوت عطا نہیں کرتے اس وقت تک کوئی کچھ بھی نہیں کر سکتا اور ہمارے ارادے سے ہی تمام چیزوں کا ظہور ہوتا ہے۔

آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے میری ہستی کو فنا کر کے بقا کا مقام عطا کیا تو میں نے اپنی خودی کا بے حجابانہ مشاہدہ کیا۔ گویا کہ میں نے اللہ کو اللہ کے ذریعہ سے دیکھا اور اس کی حقیقت میں ایسا گم ہوا کہ گونگا بہرہ اور جاہل بن گیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے مجھ کو علوم ازلی سے آگاہ فرما کر زبان کو گویائی اور آنکھوں کو نور عطا فرمایا جس کے ذریعے میں نے ہر شے میں اسی کی ذات کو موجود پایا۔ پھر فرمایا گیا کہ میرا وجود سب کے ساتھ بھی ہے اور سب سے جدا بھی ہے اور تجھے بلا وسائل کے تمام وسائل حاصل ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ مجھ ان چیزوں سے کچھ دلچسپی نہیں ہے۔ مجھے تیرے وجود کے بغیر اپنا وجود بھی ناپسند ہے بلکہ تیرے وجود کا اپنے وجود کے بغیر بھی قیام چاہتا ہوں۔ فرمایا گیا کہ شریعت کو چھوڑ کر حد اعتدال سے نکل جا کہ تیری کوشش ہمارے لئے پسندیدہ ہو جائے۔ میں نے عرض کیا کہ میری تمنا تو یہی ہے اور مجھے یہ بھی علم ہے کہ میری ذات نقص و عیب سے پاک ہے۔ فرمایا گیا کہ یہ بھید تجھے کیسے معلوم ہوا؟ میں نے عرض کیا کہ میرے علم کا سبب تو بخوبی جانتا ہے کیونکہ تو ہر شے سے واقف ہے۔

حضرت بایزید ﷺ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد اس نے اپنی رضا سے مجھے مخاطب فرما کر شرف عطا کیا اور اپنی خوشنودی پر مہر تصدیق ثبت کر دی اور میرے قلب کی تاریکی اور نفس کی کثافت کو دور کر دیا۔ اس وقت میں نے محسوس کیا کہ میری حیات کا تعلق ذات خداوندی سے ہے اور میں اس کے فضل و کرم کے لباس میں ملبوس ہوں۔ اس کے بعد مجھ سے پوچھا گیا کہ اب تو کیا چاہتا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ میں تجھ سے تجھ ہی کو طلب کرتا ہوں۔ اس کے بعد مجھے تاج کرامت عطا کرتے ہوئے فرمایا کہ تو نے حق کو دیکھ لیا اور پایا۔ میں نے عرض کیا کہ میں نے حق کو حق کے تو سل سے پایا اور دیکھا۔ پھر مجھے میری حمد و ثناء کے صلہ میں ایسے پر عطا کئے گئے جن کے ذریعہ سے میں میدان عزت میں پرواز کرتا ہوا قدرت صنائع کا مشاہدہ کرتا رہا اور خدا نے اپنی قوت و زینت سے مجھے قوت و زینت بخشی۔ اس کے بعد فرمایا گیا کہ اب تیری رضا ہماری رضا ہوگی اور تیرا کلام کثافتوں سے

پاک ہوگا اور تیرا ہمارے اوصاف سے وابستہ ہونے کا کسی کو علم بھی نہ ہو سکے گا۔

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد مجھے نئے سرے سے زندگی عطا کی گئی اور مکمل آزمائش کے بعد دریافت کیا گیا کہ ملک کس کا ہے، حکم کس کا ہے اور صاحب اختیار کون ہے؟ میں نے عرض کی کہ یہ تیری ہستی کے ہوا کوئی نہیں ہو سکتا۔ پھر مجھے قہر کی نظر سے دیکھا گیا جس میں میری ہستی فنا ہو گئی اور میں نے صبر و سکون کا پیرا، ہن زیب تن کر لیا۔ پھر میرے تار یک قلب پر مسرتوں کا ایک ایسا دریچہ کھلا اور مجھے لسانِ توحید عطا کیا گیا۔ میرے قلب کو منور کر دیا گیا۔ پھر فرمایا گیا کہ مخلوق تیرے دیدار کی تمننا رکھتی ہے۔ میں نے کہا کہ میں تو تیرے سوا کسی کو نہیں دیکھنا چاہتا ہوں لیکن اگر تیری یہی خواہش ہے کہ تیری مخلوق میرا نظارہ کرے تو میں راضی برضا ہوں لیکن مجھے پہلے وحدانیت سے آراستہ فرما دے تاکہ مخلوق میرے اندر تیری وحدت و حقیقت کا مشاہدہ کر سکے اور اس دوران میرا وجود منقطع ہو جائے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے میری خواہشات کی تکمیل کے بعد مجھے تمام عالم کے سامنے پیش کر دیا۔ پھر جیسے ہی میں نے اس کی بارگاہ سے قدم باہر رکھا تو لعزش سے گر پڑا۔ ندا آئی کہ ہمارے دوست کو ہمارے پاس واپس لے آؤ یہ ہمارے بغیر نہیں رہ سکتا۔

حضرت بایزید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں تیس سال تک وحدانیت کی فضاء میں پرواز کرتا رہا اور تیس سال فضاءِ الوہیت میں اڑتا رہا اور تیس سال تک فضاءِ یکتائیت میں پرواز کرتا رہا۔ جب نوے سال مکمل ہوئے تو اس وقت میں نے خود کو دیکھا اور محسوس کیا کہ جو عالم نظروں سے گزرا ہے وہ بایزید نے ہی دیکھا ہے۔ پھر چار ہزار مرتبہ طے کرنے کے بعد کمالِ اولیاء کے درجے تک رسائی ہوئی تو خود کو نبوت کے ابتدائی درجے پر دیکھا۔ پھر مجھے خیال آیا کہ یہ عظیم مرتبہ کسی کو حاصل نہیں ہوا۔ چنانچہ سراٹھا کر دیکھا تو میرا سر نبی کے قدموں کے نیچے تھا۔ اس وقت مجھے معلوم ہوا کہ ولایت کی انتہاء نبوت کی ابتداء ہوا کرتی ہے اور نبوت کی کوئی انتہاء نہیں ہوتی۔ اس مقام سے میری روح جنت و دوزخ اور ملائکہ کے مشاہدے کے لئے روانہ ہوئی۔ اس کے بعد مجھے انبیاء کرام علیہم السلام سے شرفِ نیاز



حاصل ہوا اور میں نے ان کی بارگاہ میں سلام پیش کیا۔ جس وقت میری روح حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے روبرو پہنچی تو دیکھا کہ آگ کا دریا ہے اور نور کے ہزاروں حجابات درمیان میں حائل ہیں جس کی وجہ سے میری روح دیدارِ مصطفیٰ ﷺ سے محروم ہو گئی۔ چنانچہ میں غش کھا کر گر پڑا اور ہوش آنے پر دور سے ہی سلام عرض کیا۔ اس طرح مجھے قربِ خداوندی تو نصیب ہو گیا لیکن اس کے محبوب کا قرب حاصل نہ ہو سکا۔ مجھے اس وقت اس حقیقت کا اندازہ ہوا کہ نبی کریم ﷺ کی زیارت اسی وقت حاصل ہو سکتی ہے جب بندہ لا الہ الا اللہ کی منزل سے آگے نکل جائے۔

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کی اس معراج سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زبان اللہ تعالیٰ کی زبان بن چکی تھی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ فرمانا کہ میں پاک ہوں اور میری شان بہت بڑی ہے یہ درحقیقت اللہ تعالیٰ کی زبان تھی۔

## اللہ عزوجل کی تلاش

ایک مرتبہ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ حج کی نیت سے بسطام سے روانہ ہوئے۔ کچھ ہی دور جانے کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ بسطام واپس تشریف لے آئے۔ لوگوں نے وجہ دریافت کی تو فرمایا کہ راستے میں مجھے ایک حبشی ملا۔ اس نے مجھے کہا کہ تم اللہ عزوجل کی تلاش میں بسطام کو چھوڑ کر حج پر کیوں جانا چاہتے ہو چنانچہ میں واپس بسطام آ گیا۔

## حج کا ثواب

ایک مرتبہ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے حج پر جانے کا قصد کیا تو ایک شخص آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور دو سو دینار طلب کئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس شخص سے کہا کہ میں نے یہ رقم سفر حج کے لئے اکٹھی کی۔ اس شخص نے کہا کہ میں مفلس ہوں آپ رحمۃ اللہ علیہ یہ رقم مجھے دے کر سات مرتبہ میرا طواف کر لیں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا حج ہو جائے گا۔ چنانچہ

آپ ﷺ نے وہ رقم اسے دے کر سات مرتبہ اس شخص کا طواف کر لیا۔

## ملائکہ علمی مسائل دریافت کرنے آتے

ایک مرتبہ کسی نے حضرت بایزید بسطامی ﷺ سے سوال کیا کہ آپ ﷺ کے پاس عورتوں کا ہجوم کیونکر رہتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ ملائکہ ہیں جو عورتوں کی شکل میں میرے پاس آتے ہیں اور مجھ سے علمی مسائل دریافت کرتے ہیں اور میں انہیں علمی مسائل سمجھاتا ہوں۔ ایک شب پہلے آسمان کے ملائکہ میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ ہم آپ ﷺ کے ہمراہ عبادت کرنا چاہتے ہیں۔ میں نے کہا کہ میری زبان میں وہ طاقت نہیں کہ جس سے میں ذکر الہی کر سکوں۔ اس کے باوجود ساتوں آسمانوں کے ملائکہ میرے پاس جمع ہو گئے اور وہی خواہش ظاہر کی جو پہلے آسمان کے ملائکہ نے کی تھی۔ میں نے ان کو بھی وہی جواب دے دیا کہ میری زبان میں طاقت نہیں ہے۔ انہوں نے پوچھا کہ ذکر الہی کی طاقت آپ ﷺ میں کب پیدا ہوگی تو میں نے ان سے کہا کہ روز قیامت جب سزا و جزا ختم ہو جائے گی اور میں طواف عرش کرتا ہوا اللہ اللہ کہہ رہا ہوں گا۔

## حضرت بایزید بسطامی ﷺ کا تقویٰ

حضرت بایزید بسطامی ﷺ چالیس برس تک ایک مسجد میں مقیم رہے۔ آپ ﷺ اس درجہ احتیاط فرماتے کہ مسجد کے اندر اور مسجد کے باہر کا لباس جدا جدا ہوتا تھا۔ آپ ﷺ نے کبھی مسجد کی دیوار سے ٹیک نہیں لگائی۔

حضرت بایزید بسطامی ﷺ فرماتے ہیں میں نے چالیس برس تک عام انسانوں کی غذا کو نہیں چکھا۔ اس کے بعد جب غور کیا تو ہر سمت بند گھ اور خدائی نظر آئی۔ اس کے بعد تیس سال اللہ تعالیٰ کی جستجو میں گزار دیئے۔ اس کے بعد اللہ کو طالب اور خود کو مطلوب پایا۔ اب تیس سال سے یہ کیفیت ہے کہ جب بھی اللہ تعالیٰ کا نام زبان سے لینا چاہتا ہوں تو پہلے

تین مرتبہ زبان کو اچھی طرح دھو لیتا ہوں۔

ایک مرتبہ آپ ﷺ کی خدمت میں سب آیا۔ آپ ﷺ نے سب کو پکڑتے ہوئے فرمایا کہ کیا لطیف پھل ہے؟ غیب سے آواز آئی کہ بایزید (رضی اللہ عنہ)! تمہیں ہمارا نام سب کے ساتھ ملاتے ہوئے حیا نہیں آئی۔ چنانچہ آپ ﷺ نے اس کے بعد کبھی بھی زندگی بھر کوئی پھل نہ کھایا۔

## الطافِ خداوندی کی مسند

ایک مرتبہ حضرت ذوالنون مصری رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کی خدمت میں ایک جائے نماز بھجوائی۔ آپ ﷺ نے یہ کہہ کر جائے نماز واپس کر دی کہ مجھے اس کی ضرورت نہیں بلکہ مسند کی ضرورت ہے۔ چنانچہ حضرت ذوالنون مصری رضی اللہ عنہ نے مسند بھجوا دی۔ آپ ﷺ نے مسند بھی یہ کہہ کر واپس کر دی کہ جس کے پاس الطافِ خداوندی کی مسند موجود ہے اس کو دنیاوی مسند کی حاجت نہیں۔

## شہر کا سب سے برا انسان

حضرت بایزید بسطامی رضی اللہ عنہ کے مراتب بلند ہونے لگے تو آپ ﷺ کی باتیں لوگوں کی منطقی سوچوں سے بالاتر ہو گئیں۔ چنانچہ اس دوران لوگوں نے آپ ﷺ کو سات مرتبہ بسطام سے نکالا۔ جب آپ ﷺ کو ساتویں مرتبہ بسطام سے نکالا گیا تو ارادت مندوں نے وجہ دریافت کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس شہر کا سب سے برا انسان بایزید ہو وہ شہر کتنا اچھا ہے۔

## حضرت داؤد طائی رضی اللہ عنہ کا تائب ہونا

تذکرۃ الاولیاء میں منقول ہے کہ کسی گویے نے حضرت داؤد طائی رضی اللہ عنہ کے

سامنے ذیل کا شعر پڑھا:

بای خد دیک تبدی البلا

وبای عینک ماذا سالا

”یعنی کون سا چہرہ جو خاک میں نہیں ملا اور وہ کون سی آنکھ ہے جو  
زمین پر نہیں بہی۔“

آپ ﷺ یہ شعر سن کر بے خود ہو گئے اور اسی حالت میں امام اعظم حضرت امام  
ابو حنیفہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سارا واقعہ گوش گزار کیا۔ حضرت امام ابو حنیفہ  
ﷺ نے آپ ﷺ کو گوشہ نشین ہونے کا مشورہ دیا چنانچہ آپ ﷺ گوشہ نشین ہو گئے۔  
آپ ﷺ کچھ عرصہ گوشہ نشین رہے تو حضرت امام ابو حنیفہ ﷺ نے فرمایا کہ اب بہتر یہ  
ہے کہ تم لوگوں سے رابطہ قائم کرو اور ان کی باتوں پر صبر کرو۔ آپ ﷺ حسب حکم مختلف  
بزرگوں کی صحبت میں بیٹھتے رہے اور ان کے اقوال و افعال سے بہرہ ور ہوتے رہے۔

## مخلوق خدا سے کنارہ کشی

ایک مرتبہ لوگوں نے حضرت داؤد طائی ﷺ سے مخلوق خدا سے کنارہ کشی کے  
بارے میں دریافت کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر میں کم عمر لوگوں میں بیٹھوں تو وہ ادب  
کی وجہ سے دینی علوم نہیں سکھائیں گے اور اگر معمر بزرگوں میں بیٹھوں گا تو وہ مجھے میرے  
عیوب سے آگاہ نہیں کریں گے۔ پھر ایسی صورت میں میرے لئے مخلوق کی صحبت کیسے فائدہ  
مند ہو سکتی ہے؟

## اللہ کے سوا کوئی کسی کا کفیل نہیں

ایک مرتبہ کسی نے شادی نہ کرنے کے بارے میں سوال کیا تو حضرت داؤد طائی  
ﷺ نے فرمایا کہ نکاح کے بعد بیوی کے نان و نفقہ کی کفالت کرنا پڑتی ہے اور حقیقت یہ

ہے کہ اللہ کے سوا کوئی کسی کا کفیل نہیں ہو سکتا اس لئے میں کسی کو دھوکا نہیں دینا چاہتا۔

## زہد و تقویٰ

حضرت داؤد طائی رضی اللہ عنہ کمال زہد و تقویٰ کے مالک تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب اور معاملات عالم میں بہت مشہور ہیں۔ حقائق و معرفت میں آپ رضی اللہ عنہ کو کامل دسترس حاصل تھی۔ ایک مرتبہ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک مرید سے فرمایا!

”اے فرزند! اگر تو سلامتی چاہتا ہے تو دنیا کو چھوڑ دے اور اگر بزرگی چاہتا ہے تو آخرت کے انعام و اکرام کی خواہشوں کے گلے پر چھری پھیر دے۔ کیونکہ یہ دونوں مقام حجاب کے ہیں اور تمام خواہشیں انہی دونوں چیزوں میں مستور ہیں۔ جو شخص جہنم سے فارغ ہونا چاہے اس سے کہو کہ وہ دنیا سے کنارہ کشی اختیار کر لے اور جو شخص روح سے فارغ ہونا چاہے اس سے کہو کہ آخرت کی خواہش کو دل سے نکال دے۔“

آپ رضی اللہ عنہ کو ورثہ میں بیس دینار ملے تھے اور آپ رضی اللہ عنہ ان بیس دیناروں سے بیس سال تک اپنے اخراجات کی تکمیل کرتے رہے۔ جب کچھ بزرگوں نے اعتراض کیا کہ دینار جمع کرنا ایثار کے منافی ہے تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہی دینار زندگی بھر کے لئے باعث طمانیت ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کی قناعت کا یہ عالم تھا کہ روٹی پانی میں بھگو کر کھاتے اور فرمایا کرتے تھے کہ جتنا وقت لقمہ بنانے میں صرف ہوتا ہے اتنی دیر میں میں پچاس آیتیں قرآن مجید کی پڑھ سکتا ہوں۔

## محض اپنے سکون کے لئے ذکر الہی سے غفلت

ایک مرتبہ حضرت داؤد طائی رضی اللہ عنہ نے پانی کا گھڑا سایہ میں رکھا۔ کچھ دیر بعد اس جگہ پر دھوپ آگئی لیکن آپ رضی اللہ عنہ نے اسے وہاں سے نہ اٹھایا۔ کسی نے کہا کہ آپ رضی اللہ عنہ

اسے سایہ میں رکھ دیں تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اسے سایہ میں ہی رکھا تھا اب دھوپ سے اٹھاتے ہوئے ندامت محسوس ہوتی ہے کہ محض اپنے سکون کے لئے اس قلیل وقت میں ذکر الہی سے غافل رہوں۔

## دنیا میں تعمیر کا کام نہیں کروں گا

حضرت داؤد طائی ﷺ کا مکان بہت وسیع تھا لیکن جب اس مکان کا ایک حصہ منہدم ہو گیا تو آپ ﷺ مکان کے دوسرے حصے میں منتقل ہو گئے۔ کچھ عرصہ کے بعد مکان کا وہ حصہ بھی منہدم ہو گیا تو آپ ﷺ دروازے کی جانب منتقل ہو گئے۔ لوگوں نے کہا کہ دروازے کے اوپر کی چھت بھی کمزور ہے آپ ﷺ مکان کی مرمت کروالیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے عہد کیا تھا کہ دنیا میں تعمیر کا کام نہیں کروں گا۔ چنانچہ جس دن آپ ﷺ کا وصال ہوا اس دن وہ چھت بھی منہدم ہو گئی۔

## شرابِ محبت

حضرت داؤد طائی ﷺ ہمیشہ غمگین رہتے تھے۔ ایک مرتبہ کسی نے آپ ﷺ کو مسکراتے دیکھا تو مسکرانے کی وجہ دریافت کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے شرابِ محبت پلا دی ہے جس کے نشہ کی وجہ سے میں خوش ہوں۔

## کیفیت بے خودی

ایک مرتبہ حضرت داؤد طائی ﷺ چاند کی چودھویں کو مکان کی چھت پر چلے گئے تاکہ قدرتی مناظر کا مشاہدہ کر سکیں۔ قدرتی مناظر کا مشاہدہ کرنے میں اس طرح مگن ہوئے کہ ہمسایہ کی چھت پر جا گرے۔ ہمسایہ نے سمجھا کہ شاید چھت پر کوئی چور آ گیا ہے۔ وہ تلوار اٹھانے پر آیا اور آپ ﷺ کو دیکھ کر حیران رہ گیا۔ اس نے آپ ﷺ سے چھت پر

آنے کی وجہ دریافت کی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ نہ جانے عالم بے خودی میں کس نے مجھے تمہاری چھت پر پھینک دیا۔

## نفس کی خواہش

کتب سیر میں بیان ہوتا ہے کہ حضرت داؤد طائی ﷺ کثرت سے روزے رکھا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ ﷺ موسم گرما میں دھوپ میں بیٹھے ہوئے عبادت میں مشغول تھے۔ آپ ﷺ کی والدہ نے دیکھا تو سایہ میں آنے کو کہا۔ آپ ﷺ نے کہا کہ مجھے اس چیز کی ندامت محسوس ہوتی ہے کہ میں نفس کی خواہش کے مطابق کوئی کام کروں۔

## ذکر الہی اور گوشہ نشینی

حضرت داؤد طائی ﷺ فرماتے ہیں کہ جب لوگوں نے مجھے تنگ کرنا شروع کر دیا تو میں نے اللہ تعالیٰ کے حضور دعا مانگی کہ الہی! میری چادر مجھ سے لے لے تاکہ مجھے باجماعت نماز سے نجات مل جائے اور مخلوق سے میرا کوئی تعلق قائم نہ رہے۔ چنانچہ اسی رات ایک چور آیا اور وہ میری چادر چرا کر لے گیا۔ اس دن سے میں نے گوشہ نشینی اختیار کر لی اور ذکر الہی کے سوا مجھے کچھ بھی اچھا معلوم نہ ہوتا تھا۔

## حضرت معروف کرخی رضی اللہ عنہ کا اخلاق

ایک مرتبہ حضرت معروف کرخی رضی اللہ عنہ اپنا قرآن اور مصلیٰ مسجد میں چھوڑ کر دریا پر طہارت کی نیت سے چلے گئے۔ اس دوران ایک بڑھیا مسجد میں آئی اور آپ ﷺ کا قرآن اور مصلیٰ اٹھا کر چلی گئی۔ جب وہ بڑھیا مسجد سے نکلی تو راستے میں آپ ﷺ سے ملاقات ہو گئی۔ آپ ﷺ نے گردن جھکائے اس بڑھیا سے دریافت کیا کہ کیا تمہارا کوئی بچہ ایسا ہے جو قرآن پڑھتا ہو؟ بڑھیا نے آپ ﷺ کی بات سن کر نفی میں سر ہلا دیا۔ آپ

ﷺ نے فرمایا کہ پھر مجھے میرا قرآن واپس فرمادیں۔ رہا مصلیٰ تو وہ میں تمہیں ہبہ کرتا ہوں۔ چنانچہ وہ بڑھیا آپ ﷺ کے اخلاق سے متاثر ہو گئی اور اس نے وہ دونوں چیزیں آپ ﷺ کو واپس کر دیں۔

## اللہ عزوجل سے حیا کرنے والے سے

### ہر شے حیا کرتی ہے

حضرت معروف کرخی ﷺ کے ماموں شہر کے کوتوال تھے۔ انہوں نے آپ ﷺ کو اس حالت میں جنگل میں دیکھا کہ ایک کتا آپ ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا اور آپ ﷺ کھانے کا ایک لقمہ خود لیتے اور ایک لقمہ اس کتے کے منہ میں ڈالتے تھے۔ آپ ﷺ کے ماموں نے جب یہ حالت دیکھی تو کہا کہ تمہیں حیا نہیں آتی کہ کتے کو کھانا کھلا رہے ہو؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ حیا کی وجہ سے ہی تو میں کتے کو کھانا کھلا رہا ہوں۔ یہ کہہ کر آپ ﷺ نے آسمان کی جانب نظریں اٹھائیں تو ایک پرندہ اپنی آنکھوں اور چہرے کو چھپائے ہوئے آپ ﷺ کے دست مبارک پر آن بیٹھا۔ آپ ﷺ نے اپنے ماموں کو دوبارہ مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ عزوجل سے حیا کرنے والے سے ہر شے حیا کرتی ہے۔

### امور میں مداخلت

حضرت معروف کرخی ﷺ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا تو نماز کا وقت ہو گیا۔ اس شخص نے نماز کی نیت کی اور نماز ادا کرنا شروع کر دی۔ اس شخص کو قبلہ کی سمت کا صحیح تعین نہ ہوا اور اس نے نماز غلط سمت ادا کر لی۔ جب نماز سے فارغ ہونے کے بعد اس کو معلوم ہوا کہ قبلہ کی سمت درست نہ تھی تو اس نے آپ ﷺ سے دریافت کیا کہ آپ ﷺ نے مجھے نماز کے وقت اس سے آگاہ کیوں نہ فرمایا؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ فقراء کو دوسروں



کے امور میں اس وقت مداخلت کی حاجت ہوتی ہے جب انہیں اپنے امور سے مہلت ملے۔

## اللہ کا مہمان

ایک مرتبہ لوگوں نے دیکھا کہ حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ نہایت خوش دلی سے کچھ تناول فرما رہے تھے۔ لوگوں نے اس خوش دلی کی وجہ دریافت کی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے فرمایا کہ میری خوش دلی کی وجہ یہ ہے کہ آج میں اللہ کا مہمان ہوں اور جو وہ عطا کرتا ہے میں کھا لیتا ہوں۔ اللہ پر توکل کرنے والا مخلوق کے شر سے محفوظ رہتا ہے۔ نیز فرمایا کہ اس بات سے خوف میں مبتلا رہا کرو کہ اللہ کی نظریں تم پر مرکوز ہیں۔

## حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کا تائب ہونا

حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ بغداد کے ایک بازار میں کباڑ فروشی کیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ بازار میں آگ لگ گئی جس کی لپیٹ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی دوکان بھی جل گئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو جب پتہ چلا تو فرمایا کہ میں فکر معاش سے آزاد ہو گیا۔ لیکن جب وہاں جا کر دیکھا تو پتہ چلا کہ سب دوکانیں جل چکی ہیں صرف آپ رحمۃ اللہ علیہ کی دوکان سلامت ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے وہیں کھڑے کھڑے سب مال صدقہ کر دیا اور راہِ تصوف اختیار کی۔

## خیر کی توفیق

ایک مرتبہ کچھ لوگوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے ابتدائے حال کے بارے میں دریافت کیا تو فرمایا کہ ایک دن میری دوکان کے آگے سے حضرت حبیب راعی رحمۃ اللہ علیہ کا گزر ہوا تو میں نے انہیں عام فقیروں کی طرح سمجھ کر روٹی کا ایک ٹکڑا دے دیا۔ انہوں نے روٹی کا ٹکڑا لینے سے انکار کر دیا اور میرے حق میں دعائے خیر کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تجھے خیر کی توفیق عنایت فرمائے۔ چنانچہ ان کا یہ فرمانا تھا کہ میری ساری کائنات ہی بدل گئی اور میں نے اپنا

سب دنیاوی مال صدقہ کر دیا اور راہ تصوف اختیار کی۔

## حجاب کی ذلت

حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کثرت سے دعا مانگا کرتے تھے کہ الہی! اگر تو مجھے کسی چیز کا عذاب دینا بھی چاہے تو مجھے حجاب کی ذلت کا عذاب مت دینا اس لئے کہ جب میں حجاب میں نہ ہوں گا تو تیرا عذاب و بلا میرے لئے تیرے ذکر اور مشاہدے سے آسان ہو جائے گا اور جب میں حجاب میں ہوں گا تو اس حجاب کی ذلت میں تیری یہ نعمتیں مجھے ہلاک کر دیں گی۔

## دنیا کے غم مجھے مل جائیں

حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ چالیس سال تک میرے نفس کو شہد کی خواہش رہی لیکن میں نے اس کی خواہش کبھی بھی پوری نہیں کی۔ نیز فرمایا کہ میں روزانہ آئینے میں اپنا چہرہ دیکھتا ہوں کہ شاید معصیت کی وجہ سے میرا چہرہ سیاہ نہ ہو گیا ہو۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ کاش ساری دنیا کے غم مجھے مل جائیں اور تمام لوگ غموں سے آزاد ہو جائیں۔

## راہ طریقت کی ابتدائی تعلیم

حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ وعظ فرما رہے تھے کہ احمد بن یزید مجلس وعظ میں آن پہنچا۔ اس وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ کے وعظ کا موضوع تھا کہ مخلوقات میں کوئی بھی مخلوق انسان سے کمزور نہیں لیکن اس کے باوجود بھی انسان بڑے بڑے گناہوں کا مرتکب ہوتا ہے۔ اس تقریر کا احمد بن یزید پر ایسا اثر ہوا کہ گھر جا کر اس نے فقیرانہ لباس اختیار کیا اور عبادت میں مشغول ہو گیا۔ صبح ہوتے ہی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض

کرنے لگا کہ آپ ﷺ کے کل کے بیان کے بعد میرے حالات بدل چکے ہیں اور میرا رجحان دنیا سے ہٹ کر گوشہ نشینی کی طرف ہو گیا ہے لہذا آپ ﷺ مجھے راہِ طریقت کی تعلیم سے آراستہ فرمائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ راہِ طریقت کی ابتدائی تعلیم تو یہ ہے کہ نماز، ہنجانہ ادا کرو اور احکامِ شرعیہ کی پابندی کرو اور خاص تعلیم یہ ہے کہ دنیا کو خیر باد کہہ کر اس طرح مصروفِ عبادت ہو جاؤ کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے کچھ طلب نہ کرو اور اگر کوئی کچھ دینا بھی چاہے تو اس سے مت لو۔ یہ سن کر احمد بن یزید نامعلوم منزل کی طرف روانہ ہو گئے۔ کچھ عرصہ کے بعد ان کی والدہ روتی ہوئی آپ ﷺ کی خدمت میں آئیں کہ میرا ایک ہی بچہ تھا وہ بھی آپ ﷺ کی صحبت میں دیوانہ ہو گیا۔ آپ ﷺ نے اسے تسلی دیتے ہوئے فرمایا کہ جب وہ آجائے گا تو میں تمہیں اطلاع کر دوں گا۔

## عہد کے خلاف

حضرت سری سقطی رضی اللہ عنہ جب تجارت کرتے تھے تو دس دینار پر نصف دینار نفع لیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ کسی نے ساٹھ دینار کے بادام خریدے لیکن اس کے بعد قیمتیں بڑھ گئیں اور دلال نے نوے دینار لگا دیئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں اپنے عہد کے خلاف فروخت نہیں کر سکتا۔

## تعظیم کرنے کا انعام

ایک مرتبہ حضرت احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ دریا کے کنارے وضو فرما رہے تھے اور وہیں ایک جگہ پر ایک شخص اونچی جگہ پر بیٹھا وضو کر رہا تھا۔ اس شخص نے آپ ﷺ کو دیکھا تو تعظیماً نیچے آ گیا۔ کچھ عرصہ کے بعد اس شخص کا انتقال ہوا تو کسی نے اسے خواب میں دیکھ کر اس سے کیفیت دریافت کی؟ اس شخص نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے صرف حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کی تعظیم کرنے کی وجہ سے میری مغفرت فرمادی۔

## حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا تقویٰ

حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے حضرت صالح رحمۃ اللہ علیہ اصفہان کے قاضی تھے۔ ایک دن حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے خادم نے حضرت صالح رحمۃ اللہ علیہ سے خمیر لے کر روٹی تیار کی۔ جب وہ روٹی حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے آئی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے خادم سے دریافت کیا کہ آج روٹی اتنی نرم کیوں ہے؟ خادم نے تمام ماجرا گوش گزار کر دیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ سن کر فرمایا کہ جو شخص اصفہان کا قاضی ہو تم نے اس کے گھر سے خمیر کیوں لیا اب یہ روٹی میرے کھانے کے قابل نہیں اسے تم کسی فقیر کو دے دینا۔ اگر وہ فقیر اس روٹی کے بارے میں دریافت کرے تو کہنا کہ خمیر تو صالح رحمۃ اللہ علیہ کا ہے اور آنا احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا ہے اگر تمہاری طبیعت گوارا کرتی ہے تو اس کو لے لو۔ وہ خادم اس روٹی کو لے کر گھر کے دروازے میں کھڑا ہو گیا مگر چالیس دن گزرنے تک بھی کوئی سائل نہ آیا۔ اس خادم نے جب دیکھا کہ روٹی میں بو پیدا ہو رہی ہے تو اس نے وہ روٹی دریائے دجلہ میں پھینک دی۔ حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کو جب معلوم ہوا تو انہوں نے اپنے تقویٰ کی بدولت اس روز دریائے دجلہ سے شکار کی ہوئی مچھلی نہ کھائی۔

حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ حدیث کی سماعت کے لئے مکہ مکرمہ تشریف لے گئے اور حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ روزانہ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جاتے اور ان سے حدیث کا درس لیتے تھے۔ ایک دن آپ رحمۃ اللہ علیہ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں نہ پہنچے تو انہوں نے اپنے ایک خادم کو بھیجا تا کہ وہ یہ معلوم کر کے آئے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ آج کیوں تشریف نہیں لائے؟ وہ خادم جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچا تو اس کو معلوم ہوا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس کپڑوں کا ایک ہی جوڑا تھا جو دھو بی کو دھونے کے لئے دیا ہے اور خود اس وقت برہنہ ہیں۔ خادم نے عرض کیا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے پاس سے کوئی لباس لا دیتا ہوں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اسے منع کرتے

ہوئے فرمایا کہ میرے ہاتھ کی تحریر کردہ ایک کتاب ہے تم اس کو فروخت کر کے دس گز ٹاٹ لا دو تا کہ میں کرتہ اور تہہ بند سلوا لوں۔

ایک مرتبہ حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا طباق بننے کے یہاں رہن رکھوا دیا اور جب اسے چھڑانے پہنچے تو بننے نے دو طباق آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے رکھ دیئے کہ ان میں سے جو آپ رحمۃ اللہ علیہ کا ہے وہ لے لیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ سنا تو خاموشی سے واپس چلے گئے۔ یہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے تقویٰ کے سبب تھا ورنہ چاہتے تو کوئی بھی طباق اٹھا کر لے آتے۔

حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک مزدور کام کرتا تھا۔ ایک دن وہ شام کو جانے لا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ایک شاگرد سے کہا کہ اس کو مزدوری سے زیادہ کچھ رقم دے دو۔ شاگرد نے عرض کیا کہ اس نے تو پہلے ہی انکار کر دیا ہے اب شاید نہیں مانے گا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس وقت تو اس کو زیادہ کالا لچ نہیں تھا مگر ہو سکتا ہے کہ اب کچھ زیادہ کی طمع پیدا ہو گئی ہو۔

## مردِ مجاہد کی خوشبو

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سال میں ایک مرتبہ شہداء کے مزارات کی زیارت کے لئے تشریف لے جاتے تھے راستے میں آپ رحمۃ اللہ علیہ جب بھی خرقان سے گزرتے تو فضا میں منہ بلند کر کے تیز تیز سانس لیتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ارادت مند جو کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ تھے انہوں نے اس کی وجہ دریافت کی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں سرزمین خرقان سے ایک مردِ مجاہد کی خوشبو سونگھتا ہوں جس کی کنیت ابوالحسن (رحمۃ اللہ علیہ) ہوگی اور اس کا نام ”علی“ ہوگا۔ چنانچہ جب حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ اس دنیا میں تشریف لائے اس وقت حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ وصال پا چکے تھے لیکن حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ آپ رحمۃ اللہ علیہ سے دلی انسیت حاصل تھی۔ حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ مسلسل بیس برس تک عشاء کی نماز کے بعد خرقان سے بسطام شریف حاضر ہوتے رہے اور حضرت بایزید

بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ پاک پر مراقبہ کرتے رہے اور دعا فرماتے رہے کہ یا اللہ! جو مقام تو نے حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کو عطا کیا ہے وہ مجھے بھی عطا فرمادے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نمازِ فجر حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ پاک پر ادا فرماتے اور اٹنے قدموں گھر تشریف لاتے مبادا کہیں مزارِ پاک کی بے ادبی نہ ہو۔

## دنیاوی چیزوں پر فدا ہونے والا نہیں

حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ ہل چلاتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے کھیت کی کھدائی کر رہے تھے کہ وہاں سے چاندی برآمد ہوئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس جگہ کو دوبارہ مٹی سے بھر دیا اور دوسری جگہ کھدائی سے شروع کر دی۔ اب کی بار وہاں سے سونا برآمد ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس جگہ کو بھی دوبارہ مٹی سے بھر دیا اور تیسری جگہ سے کھدائی شروع کر دی ابھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کھدائی کر رہے تھے کہ وہاں سے ہیرے جواہرات برآمد ہو گئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس جگہ کو بھی مٹی سے بھر دیا اور فرمانے لگے کہ ابوالحسن (رحمۃ اللہ علیہ) دنیاوی چیزوں پر فدا ہونے والا نہیں ہے۔ روایات میں آتا ہے کہ ہل چلاتے ہوئے جب نماز کا وقت ہو جاتا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ بیلوں کو چھوڑ کر نماز ادا کرنے لگ جاتے اور جب نماز سے فارغ ہوتے تو کھیت آپ رحمۃ اللہ علیہ کو تیار ملتا۔

## اللہ عزوجل کی ہستی سے کون باہر آتا ہے؟

حضرت شیخ ابوالعمر ابو عباس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ چلو میں اور تم درخت پر چڑھ کر چھلانگ لگاتے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے فرمایا کہ چلو میں اور تم جنت و دوزخ سے بے نیاز ہو کر اللہ عزوجل کا دستِ رحمت پکڑ کر چھلانگ لگاتے ہے۔ پھر ایک مرتبہ میں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے پانی میں ہاتھ ڈال کر زندہ مچھلی پکڑ کر سامنے رکھ دی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے جواب میں تنور میں ہاتھ ڈال کر

زندہ مچھلی میرے سامنے رکھ دی اور فرمایا کہ آگ میں سے زندہ مچھلی نکالنا پانی میں سے زندہ مچھلی نکالنے سے زیادہ معنی رکھتا ہے۔ پھر اسی طرح ایک دن میں نے آپ ﷺ سے کہا کہ آئیے دونوں تنور میں کود جاتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ دونوں میں سے زندہ کون نکلتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس طرح نہیں دونوں اپنی نیستی میں غوطہ لگاتے ہیں اور دیکھتے ہیں اللہ عزوجل کی ہستی سے کون باہر آتا ہے؟ یہ سن کر میں نے سکوت اختیار کر لی۔

## قیامت کا شور

ایک مرتبہ حضرت ابوسعید خدری ﷺ اور حضرت ابوالحسن خرقانی ﷺ نے ایک دوسرے کے باہمی احوال کو تبدیل کرنے کا ارادہ کیا اور ایک دوسرے سے بغل گیر ہو گئے چنانچہ اس کے بعد حضرت ابوسعید خدری ﷺ کی یہ حالت ہوئی کہ وہ ساری رات گھر جا کر روتے رہے جبکہ حضرت ابوالحسن خرقانی ﷺ ساری رات عالم وجد میں نعرے لگاتے رہے۔ علی الصبح حضرت ابوسعید خدری ﷺ حضرت ابوالحسن خرقانی ﷺ کے پاس تشریف لائے اور کہا کہ میرا خرقہ مجھے واپس کیجئے مجھ میں اتنے غم برداشت کرنے کی سکت نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ بسم اللہ اور پھر دونوں حضرات باہم گلے ملے اور اپنی اپنی حالت کو لوٹ آئے۔ پھر حضرت ابوالحسن خرقانی ﷺ نے حضرت ابوسعید خدری ﷺ سے فرمایا کہ اے ابوسعید (ﷺ)! تم روزِ محشر مجھ سے پہلے مت آنا کیونکہ تمہارے قیامت کا شور برداشت کرنے کی قوت نہیں ہے اور جب میں وہاں پہنچ کر اس شور کو بند کر دوں تب تم تشریف لانا۔

## مخلوق کی نگاہوں سے پوشیدہ

حضرت ابوالحسن خرقانی ﷺ کسی مرید نے آپ ﷺ سے اجازت طلب کی کہ وہ کوہِ لبنان پر جا کر قطب العالم سے ملاقات کا خواہش مند ہے۔ آپ ﷺ نے اس

مرید کو اجازت دے دی۔ جب وہ مرید کوہ لبنان پہنچا تو اس نے ایک جنازہ دیکھا اور لوگ اس جنازہ کے نزدیک کسی کی آمد کا انتظار کر رہے ہیں۔ اس نے لوگوں سے انتظار کی وجہ دریافت کی تو لوگوں نے کہا کہ قطب العالم یہاں پنج وقتہ نماز پڑھانے کے لئے تشریف لاتے ہیں ہم ان کا انتظار کر رہے ہیں۔ اس مرید کو دلی خوشی ہوئی کہ جلد ہی قطب العالم سے ملاقات ہو جائے گی۔ اس دوران قطب العالم تشریف لائے تو وہ مرید یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ وہ قطب العالم خود اس کے مرشد پاک حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ وہ یہ منظر دیکھ کر بے ہوش ہو گیا جب اسے ہوش آیا تو لوگ جنازے کو دفن کر کے جا چکے تھے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کا کچھ پتہ نہ تھا۔ اس نے ارد گرد کے لوگوں سے دریافت کیا کہ قطب العالم کا نام کیا ہے تو انہوں نے بتایا کہ قطب العالم حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ ہیں اور آپ رحمۃ اللہ علیہ اگلی نماز کے وقت پھر تشریف لائیں گے۔ وہ مرید اب اگلی نماز کا انتظار کرنے لگا۔ جب نماز کا وقت ہوا اور صفت بندی شروع ہوئی تو وہ اگلی صف میں کھڑا ہو گیا۔ جب حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ نماز پڑھا چکے تو اس نے آگے بڑھ کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کا دامن پکڑ لیا مگر شدت خوف کی وجہ سے کچھ کہہ نہ سکا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اسے لے کر غلیحہ چلے آئے اور فرمایا کہ تو نے جو کچھ یہاں دیکھا ہے اسے کبھی زبان پر نہ لانا کیونکہ میں نے اللہ عزوجل سے عہد کیا ہے کہ مجھ کو مخلوق کی نگاہوں سے پوشیدہ رکھنا اور مخلوق کو میرے مراتب سے آگاہ نہ کرنا سوائے میرے مرشد حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے جو کہ مرنے کے بعد بھی زندہ ہیں۔

## عالم ارواح سے عالم خدا کی میں

## گناہوں سے پاک آتے ہیں

حضرت ابوسعید خدری رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ ایک اجتماع عام سے خطاب کر رہے تھے اس اجتماع میں حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے بھی موجود تھے۔ دوران تقریر



حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ خودی سے نجات پانے والے ایسے ہوتے ہیں جیسے بچہ شکم مادر سے نکلتا ہے اور وہ لوگ ایسے ہوتے ہیں جس طرح عالم ارواح سے عالم خاکی میں گناہوں سے پاک آتے ہیں۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوالحسن خرقانی رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے کی جانب اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر تم ان لوگوں سے واقفیت رکھنا چاہتے ہو تو ان میں اس صاحبزادے کے والد بزرگوار بھی شامل ہیں۔

## تمام نیکیاں معصیت ہو گئیں

حضرت جنید بغدادی رضی اللہ عنہ حج سے واپس بغداد تشریف لائے تو آئینہ سازی کی دوکان کھول لی۔ آپ رضی اللہ عنہ سارا دن دوکان پر پردہ ڈال کر چار سو رکعت نماز نفل روزانہ ادا کرتے تھے۔ کچھ عرصہ بعد دل اچاٹ ہو گیا تو دوکان کو خیر باد کہہ کر حضرت سری سقطی رضی اللہ عنہ کے مکان میں واقع ایک حجرے میں گوشہ نشین ہو گئے اور تیس سال تک عشاء کے وضو سے فجر کی نماز ادا کرتے رہے۔ حضرت جنید بغدادی رضی اللہ عنہ کا معمول رہا کہ رات بھر عبادت میں مشغول رہتے تھے۔ چالیس سال کے بعد آپ رضی اللہ عنہ کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ اب میں نے معراج کمال حاصل کر لی ہے۔ اسی وقت غیب سے ندا آئی کہ اے جنید! اب وہ وقت آ گیا ہے کہ تیرے گلے میں زنار ڈال دی جائے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اے باری تعالیٰ! میرا تصور کیا ہے؟ ندا آئی کہ تیرا وجود ابھی تک باقی ہے۔ یہ سن کر آپ رضی اللہ عنہ نے سر دآہ بھرتے ہوئے کہا کہ جو بندہ وصال کا اہل ثابت نہ ہو سکا اس کی تمام نیکیاں معصیت ہو گئیں۔

## دو سو بزرگوں کے جوتے سیدھے کئے

کتب سیر میں مذکور ہے کہ جب حضرت جنید بغدادی رضی اللہ عنہ کے مراتب میں اضافہ ہونا شروع ہوا تو آپ رضی اللہ عنہ نے وعظ و نصیحت شروع کر دی۔ ایک مرتبہ مجمع میں تقریر

کرتے ہوئے فرمایا کہ وعظ گوئی میں نے تمیں ابدالوں کے بے حد اصرار پر شروع کی ہے اور اس سلسلہ کو شروع کرنے سے پہلے میں نے دو سو بزرگوں کے جوتے سیدھے کئے ہیں۔

## شیطان کا جلنا

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میرے دل میں شیطان کو دیکھنے کی خواہش پیدا ہوئی۔ چنانچہ میں ایک مسجد کے باہر کھڑا ہو گیا۔ اچانک دور سے ایک بوڑھا آتا ہوا نظر آیا۔ جب میں نے اس بوڑھے کی شکل دیکھی تو مجھے اس پر شدید نفرت کا غلبہ ہوا۔ جب وہ بوڑھا میرے قریب آیا تو میں نے کہا کہ اے بوڑھے تو کون ہے؟ تیری شکل کتنی بھیانک ہے اور میری آنکھیں کچھ لمحوں کے لئے بھی تیری شکل دیکھنے کو رو داری نہیں ہیں۔ میرے دل کو تیری شکل دیکھ کر سخت وحشت ہو رہی ہے۔ اس بوڑھے نے کہا کہ وہ ابلیس ہے جسے دیکھنے کی تم تمنا کر رہے تھے۔ میں نے اس سے کہا کہ اے ملعون! تجھے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے سے کس چیز نے روک رکھا ہے؟ ابلیس نے کہا کہ اے جنید رحمۃ اللہ علیہ! تمہارا کیا خیال ہے کہ میں کسی غیر اللہ کو سجدہ کرتا۔ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس کی یہ بات سن کر میں حیران رہ گیا اور مجھے کوئی جواب نہ سوچھا۔ اسی وقت غیب سے ندا آئی کہ اے جنید رحمۃ اللہ علیہ! اس ملعون سے کہو کہ تو جھوٹا ہے اگر تو فرمانبردار ہوتا تو حکم عدولی نہ کرتا۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جب ابلیس سے یہ کہا تو اس نے چیخنا چلانا شروع کر دیا کہ تم نے مجھے جلا کر رکھ کر دیا ہے یہ کہتا ہوا ابلیس غائب ہو گیا۔

## اولیاء اللہ اسرار کے والی

ایک مرتبہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے دل میں یہ گمان پیدا ہوا کہ وہ کسی درجہ پر پہنچ گیا ہے اس لئے وہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی محفل سے چلا گیا۔ کچھ دنوں کے بعد وہ اس خیال سے آیا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ پر اپنی بزرگی کا رعب جما سکے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو دیکھا تو سارا

حال منکشف ہو گیا۔ اس نے آپ ﷺ سے سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس سوال کا جواب لفظوں میں چاہتے ہو یا معنوی چاہتے ہو؟ اس نے کہا کہ دونوں شکلوں میں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر لفظوں میں چاہتے ہو تو تم نے اپنا تجربہ کر لیا ہے اور معنوی چاہتے ہو تو میں تجھے اسی وقت ولایت سے معزول کرتا ہوں۔ اسی لمحے اس مرید کا چہرہ کالا ہو گیا اور وہ کہنے لگا کہ یقین کی راحت میرے دل سے جاتی رہی ہے۔ پھر اس نے آپ ﷺ سے توبہ کی درخواست کی اور فضول باتوں سے تائب ہو گیا۔ حضرت جنید بغدادی ﷺ نے فرمایا کہ تو نہیں جانتا کہ اولیاء اللہ اسرار کے ولی ہوتے ہیں اور تو ابھی ان کے زخم کی طاقت بھی نہیں رکھتا۔ پھر آپ ﷺ نے اس پر دم کیا اور اس کی ولایت بحال ہو گئی۔

## مسلمان کی فراست

حضرت جنید بغدادی ﷺ ایک دن وعظ فرما رہے تھے کہ دوران وعظ چالیس افراد بے ہوش ہو گئے اور کچھ دیر بعد ان میں سے اٹھارہ افراد انتقال کر گئے۔ ایک مرتبہ وعظ گوئی کے دوران ایک آتش پرست مسلمانوں کے بھیس میں آیا اور عرض کرنے لگا کہ حضور نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے کہ مسلمان کی فراست سے بچتے رہو کیونکہ وہ خدا کے نور سے دیکھتا ہے۔ آپ ﷺ نے یہ قول سنا تو فرمایا کہ اس قول کا مقصد یہ ہے کہ تجھے مسلمان ہونا چاہئے۔ آپ ﷺ کی یہ کرامت دیکھ کر وہ تائب ہو گیا اور کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔ آپ ﷺ نے اس کے بعد کچھ عرصہ کے لئے وعظ گوئی ترک کر دی۔ لوگوں کے اصرار پر بتایا کہ میں خود کو ہلاکت میں ڈالنا پسند نہیں کرتا۔

## وضو کرنے سے آشوبِ چشم کا مرض رفع ہو گیا

ایک مرتبہ حضرت جنید بغدادی ﷺ آشوبِ چشم میں مبتلا ہو گئے تو ایک آتش پرست طبیب نے آنکھوں پر پانی نہ لگنے کی ہدایت کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ وضو کرنا

میرے لئے ضروری ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے وضو کیا اور عشاء کی نماز ادا فرما کر سو گئے۔ صبح اٹھے تو آشوب چشم ختم ہو چکا تھا۔ اس وقت غیب سے آواز آئی کہ تم نے ہماری عبادت کی وجہ سے آنکھوں کی پرواہ نہ کی اس لئے ہم نے تمہاری تکلیف ختم کر دی۔ اس آتش پرست طبیب نے جب آپ ﷺ کو دیکھا تو اتنی جلدی آشوب چشم سے صحت یاب ہوتا دیکھ کر حیرانی ظاہر کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے وضو کیا اور آشوب چشم دور ہو گیا۔ اسی وقت وہ آتش پرست آپ ﷺ کے کلمات سن کر حلقہ بگوش اسلام ہو گیا۔

## مال کی حاجت

ایک مرتبہ ایک شخص آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور پانچ سو دینار خدمت میں پیش کئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تجھے مزید مال کی حاجت ہے۔ اس نے کہا کہ ہاں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تو یہ پانچ سو دینار واپس لے جا کیونکہ تو مجھ سے زیادہ حاجت مند ہے اور میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے جس وجہ سے مجھے اس کی حاجت ہو۔

## اخلاص کی تعلیم

حضرت جنید بغدادی ﷺ سے کسی نے دریافت کیا کہ آپ ﷺ نے اخلاص کی تعلیم کس سے حاصل کی؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اخلاص کی تعلیم ایک حجام سے حاصل کی ہے۔ میں مکہ معظمہ میں تھا تو اس دوران ایک حجام کسی دولت مند کی حجامت بنا رہا تھا۔ میں نے اس سے کہا کہ خدا کے لئے میری حجامت بنا دے۔ اس نے فوراً دولت مند کی حجامت چھوڑ کر میری حجامت بنا دی۔ حجامت بنانے کے دوران ایک کاغذ کی پڑیا مجھے دی جس میں کچھ سکے تھے۔ اس نے مجھ سے کہا کہ آپ ﷺ ان کو استعمال میں لے آئیں۔ چنانچہ میں نے نیت کر لی کہ مجھے جو نہی کچھ دستیاب ہوگا میں اس حجام کی نذر کروں گا۔ چنانچہ کچھ عرصہ کے بعد بصرہ سے ایک شخص آیا اور اس نے اشرفیوں کی ایک تھیلی مجھے پیش کی۔

میں اس حجام کے پاس گیا اور اس کو وہ تھیلی دینی چاہی۔ اس حجام نے مجھ سے کہا کہ میں نے تمہاری خدمت میں صرف خدا کے لئے کہ تھی اور تم بے حیا بن کر مجھے تھیلی واپس کرنے آئے ہو۔ تمہیں اس کا علم نہیں کہ خدا کے واسطے کام کرنے والا کسی سے کوئی معاوضہ نہیں لیتا ہے۔

## ریا کا عنصر

حضرت ابوالحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ ریاضت و عبادت کے ابتدائی دور میں گھر سے کھانا لے کر نکلتے اور راستہ میں وہ کھانا فقراء میں تقسیم کر دیتے اور دوکان پر جا کر بیٹھ جاتے۔ یہ سلسلہ بیس سال تک جاری رہا اور گھر والوں کا یہی خیال تھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کھانا کھا لیتے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے لئے برسوں کے مجاہدات و خلوت سب بے سود ثابت ہوئے جب میں نے انبیاء کرام علیہم السلام کے اقوال پر غور کرنا شروع کیا تو مجھے پتہ چلا کہ میری عبادت میں ریا کا عنصر شامل ہو گیا اور مجھے پتہ چلا کہ میرے نفس نے میرے قلب سے ساز باز کر رکھی ہے۔ پھر جب میں نے نفس کی مخالفت شروع کی تو مجھ پر باطنی انکشافات ہونے لگے۔ پھر میں نے نفس سے اس کی کیفیت دریافت کی تو اس نے کہا کہ میری کوئی مراد پوری نہیں ہوتی۔

## دل کو رضائے الہی کے حوالے کر دو

حضرت ابوالحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ نے تین روز تک مسلسل اپنے گھر میں کھڑے ہو کر شور مچایا۔ لوگوں نے حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے جا کر حال بیان کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ خود اٹھ کر حضرت ابوالحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ گھر تشریف لے گئے اور فرمایا کہ اے ابوالحسن رحمۃ اللہ علیہ! اگر تم جانتے ہو کہ اس شور و غل میں کچھ بھلائی ہے تو بتاؤ میں بھی شور و غل مچانا شروع کر دوں اور اگر تم جانتے ہو کہ اس میں کچھ فائدہ نہیں ہے تو دل کو رضائے الہی کے حوالہ کر دو تا کہ تمہارا دل خوش و خرم رہ سکے۔ چنانچہ حضرت ابوالحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ شور و غل سے باز آ گئے اور فرمایا کہ

ابوالقاسم (رضی اللہ عنہ)! آپ (رضی اللہ عنہ) کتنے اچھے استاد اور راہنما ہیں۔

## دائمی حالت پر صبر

حضرت ابوالحسن نوری (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ میرا نفس چالیس سال سے نفس سے علیحدہ ہے جس کی وجہ سے میرے قلب میں تصویر گناہ تک نہیں آیا۔ یہ مقام مجھے اس وقت حاصل ہوا جب میں نے اللہ کو پہچان لیا۔ آپ (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ ایک نور کا مشاہدہ کرتے کرتے میں خود نور بن گیا اور جب میں نے خدا سے دائمی حالت طلب کی تو جواب ملا کہ سوائے دائم رہنے والے کے دائمی حالت پر کوئی صبر نہیں کر سکتا۔

## مراقبہ کا کمال

ایک مرتبہ حضرت ابوبکر شبلی (رضی اللہ عنہ) نے حضرت ابوالحسن نوری (رضی اللہ عنہ) کو اس طرح مراقبہ میں محو پایا کہ جسم کا رواں تک حرکت میں نہ تھا۔ حضرت ابوبکر شبلی (رضی اللہ عنہ) نے دریافت کیا کہ آپ (رضی اللہ عنہ) کو مراقبہ کا یہ کمال کس سے حاصل ہوا؟ تو آپ (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا کہ ایک بلی سے اس لئے کہ وہ ایک مرتبہ چوہے کے بل کے سامنے مجھ سے بھی زیادہ بے حس و حرکت بیٹھی تھی۔

## صبر کا مفہوم

حضرت ابوالحسن نوری (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ کچھ لوگ ایک ضعیف العمر شخص کو زد و کوب کرتے ہوئے قید خانہ کی طرف لے جا رہے تھے اور وہ انتہائی صبر کا مظاہرہ کرتے ہوئے خاموش تھا۔ مجھے معلوم ہوا تو میں نے قید خانے میں جا کر اس سے ملاقات کی اور دریافت کیا کہ اتنے ضعیف ہونے کے باوجود تم نے صبر کیسے کیا؟ اس بوڑھے نے جواب دیا کہ صبر کا تعلق ہمت و شجاعت سے ہے کہ نہ طاقت و قوت سے۔ آپ (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ

میں نے اس بوڑھے سے صبر کا مفہوم دریافت کیا تو اس نے کہا کہ مصائب کو اس طرح خوشی کے ساتھ برداشت کرنا چاہئے کہ جس طرح لوگ مصائب سے چھٹکارا پنا کر مسرور ہوتے ہیں۔ آگ کے سات سمندر پار کرنے کے بعد معرفت حاصل ہوتی ہے اور جب حاصل ہوتی ہے تو اول و آخر کا علم حاصل ہو جاتا ہے۔

## کپڑوں کی نگرانی

ایک مرتبہ حضرت ابوالحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ کیا سلوک کرتا ہے؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جب میں غسل کرتا ہوں تو وہ میرے کپڑوں کی نگرانی کرتا ہے۔ لوگوں نے پوچھا کہ وہ کیسے؟ تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک دن میں حمام میں تھا کہ کوئی شخص میرے کپڑے اٹھا کر چل دیا۔ میں نے اللہ تعالیٰ سے کپڑے طلب کئے تو وہ شخص انہی قدموں سے واپس آیا اور کپڑے واپس کرتے ہوئے معافی کا خواستگار ہوا۔

## معرفت کی خلعت

حضرت ابو بکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ نہاوند نامی جگہ کے سردار تھے اور جب تمام امیروں اور سرداروں کو دربار خلافت میں طلب کیا گیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ بھی وہاں تشریف لے گئے۔ جس وقت خلیفہ سب کو خلعت عطا کر رہا تھا اس وقت ایک امیر کو چھینک آگئی اور اس نے خلعت کی آستین سے اپنی ناک صاف کر لی۔ خلیفہ نے اس گستاخی پر اس امیر سے خلعت واپس لے کر اس کو معطل کر دیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اس واقعہ سے تنبیہ ہوئی کہ جو شخص مخلوق کی عطا کردہ خلعت کے ساتھ گستاخی کرے تو اس کو یہ سزا ملتی ہے اور اگر وہ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ خلعت کے ساتھ گستاخی کرے تو نہ جانے کیا سزا ملے گی۔ اس خیال کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ نے خلیفہ سے آ کر عرض کیا کہ تو مخلوق ہو کر اس چیز کو ناپسند کرتا ہے کہ کوئی تیری عطا کردہ خلعت سے

بے ادبی نہ کرے جب کہ تیری خلعت کی مالک الملک کی خلعت کے آگے کچھ حیثیت نہیں ہے۔ لہذا اس نے مجھ اس واقعہ سے معرفت کی خلعت عطا کر دی ہے۔

## ولایت چوروں کے سپرد نہیں کی

حضرت ابو بکر شبلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے تیس سال تک حدیث و فقہ کا درس لیا جس کے بعد سینے میں ایک خورشید طلوع ہوا اور جب مجھ کو خدا کی طلب کا اشتیاق پیدا ہوا تو میں نے بہت سے اساتذہ سے رجوع کیا اور اپنا قلبی مقصد ظاہر کیا لیکن کوئی بھی مجھ کو راستہ نہ دکھاسکا کیونکہ ان میں سے کوئی بھی اپنی ذات سے واقف نہیں تھا۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ وہ غیب کے سوا کچھ نہیں جانتے۔ چنانچہ میں نے حیرت زدہ ہو کر ان سے عرض کیا کہ آپ لوگ تاریکی میں ہیں اور میں روز روشن میں ہوں اور میں خدا کا شکر ادا کرتا ہوں کہ میں نے اپنی ولایت چوروں کے سپرد نہیں کی۔ وہ لوگ میری باتیں سن کر برہم ہو گئے اور انہوں نے میرے ساتھ بہت ناز و اسلوک کیا۔

## بحر توحید میں غرق ہو جاؤ

ابتداء میں حضرت ابو بکر شبلی رضی اللہ عنہ نے حضرت خیر نسا ج رضی اللہ عنہا کی خدمت میں رہ کر سلوک کی منازل طے کیں پھر انہی کے فرمان کے مطابق حضرت جنید بغدادی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں تشریف لے گئے اور ان سے عرض کیا کہ مجھے معلوم ہوا کہ آپ رضی اللہ عنہ کے پاس گوہر نایاب ہے وہ آپ رضی اللہ عنہ میرے ہاتھ قیمتاً فروخت کر دیں یا پھر بغیر قیمت کے عطا کر دیں۔ حضرت جنید بغدادی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر میں وہ گوہر نایاب فروخت کرنا بھی چاہوں تو تم اسے خرید نہیں سکو گے کیونکہ تمہارے اندر اس کو خریدنے کی قوت نہیں ہے اور اگر مفت دے دوں تو پھر تم اس کی قدر و قیمت کو نہیں سمجھ سکو گے کیونکہ بلا محنت کے حاصل کردہ شے کی کوئی قدر نہیں ہوتی۔ اگر تم یہ گوہر نایاب حاصل کرنا چاہتے ہو تو بحر توحید میں غرق ہو



جاؤ پھر اللہ تعالیٰ تمہارے اوپر صبر و انتظار کے دروازے کشادہ کر دے گا اور جب تم دونوں کو برداشت کرنے کے قابل ہو جاؤ گے تو وہ گوہر نایاب تمہارے ہاتھ لگ جائے گا۔

## طلب صادق ہے تو مسمیٰ کی جستجو کرو

ایک مرتبہ حضرت ابو بکر شبلی رضی اللہ عنہ نے غیبی ندا سنی کے کب تک اسم ذات کے ساتھ وابستہ رہو گے۔ اگر طلب صادق ہے تو مسمیٰ کی جستجو کرو۔ آپ رضی اللہ عنہ نے یہ ندا سنی تو عشق الہی میں ایسے غرق ہوئے کہ دریائے دجلہ میں چھلانگ لگا دی۔ دریا کی ایک موج نے آپ رضی اللہ عنہ کو اٹھا کر کنارے پر پھینک دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ اس کیفیت کے ساتھ آگ میں کود پڑے لیکن آگ بھی گلزار ہو گئی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس کیفیت میں کئی مرتبہ اپنی جان دینے کی کوشش کی لیکن کوئی بھی تدبیر کارگر نہ ہوئی۔

## قلب کا مائل ہونا

ایک مرتبہ حضرت ابو بکر شبلی رضی اللہ عنہ نے نئے پہنے ہوئے کپڑے اتارے اور ان کو جلا دیا۔ لوگوں نے عرض کیا کہ شریعت میں بلا وجہ مال کا ضیاع حرام ہے۔ تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ قرآن نے کہا ہے کہ جس شے پر تمہارا قلب مائل ہوگا ہم اس کو بھی تمہارے ساتھ آگ میں جلا دیں گے۔ چونکہ اس لباس کی طرف میرا قلب مائل ہو رہا تھا اس لئے میں نے اس کو دنیا میں ہی جلا دیا۔

## کعبے والے کی طرف توجہ

ایک مرتبہ لوگوں نے دیکھا کہ حضرت ابو بکر شبلی رضی اللہ عنہ آگ میں ہاتھ لے کر پھر رہے تھے۔ لوگوں نے دریافت کیا کہ آپ رضی اللہ عنہ نے آگ کیوں اٹھا رکھی ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں اس سے کعبہ کو جلا دینا چاہتا ہوں تاکہ مخلوق کعبہ والے کی طرف متوجہ ہوں نہ

کہ کعبے کی طرف۔ کچھ دنوں کے بعد لوگوں نے دیکھا کہ آپ ﷺ دو جلتی ہوئی لکڑیاں ہاتھ میں لئے پھر رہے تھے۔ لوگوں نے دریافت کیا تو فرمایا کہ درخت پر بیٹھی ہوئی کوئل کو کو کر کے پوچھتی رہتی ہے کہ وہ کہاں ہے اور میں بھی اس کی موافقت میں ہو ہو کرتا رہتا ہوں۔ آپ ﷺ کے اس عمل کا کوئل پر ایسا اثر ہوا کہ جب خاموش ہو جاتے تو کوئل بھی آپ ﷺ کی موافقت میں سکوت اختیار کر لیتی۔

## برقِ مشاہدہ جمال کی چمک

ایک مرتبہ حضرت ابو بکر شبلی ﷺ نے کئی مرتبہ اللہ اللہ کہا لیکن ایسی مجلس میں ایک درویش نے اعتراض کیا کہ آپ ﷺ لا الہ الا اللہ کیوں نہیں کہتے۔ آپ ﷺ نے ایک ضرب لگا کر کہا کہ میں لا کہوں یعنی نفی کروں اور میری روح نکل جائے۔ آپ ﷺ کے اس قول کو سن کر وہ درویش کا نپ اٹھے اور اسی وقت ان کی جان قفسِ عسری سے پرواز کر گئی۔ لوگ آپ ﷺ کو قاتل کہہ کر دربارِ خلافت میں لے گئے۔ آپ ﷺ پر اس وقت وجدانی کیفیت طاری تھی۔ خلیفہ نے آپ ﷺ سے صفائی پیش کرنے کو کہا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس درویش کی جان تو عشقِ الہی سے نکل کر بقائے الہی میں فنا ہونے والی تھی اور اس کی روح دنیاوی رابطہ سے منقطع ہو چکی تھی۔ اس لئے اسے میرے قول کی سماعت کی طاقت نہ رہی لہذا اس میں میرا کوئی قصور نہیں۔ خلیفہ نے یہ سنا تو کہا کہ ان کو فوراً یہاں سے لے جاؤ۔ اگر میں نے ان کی گفتگو کچھ دیر اور سنی تو میں بھی بے ہوش ہو جاؤں گا۔

## اللہ کی رحمت سے مایوس مت ہو

ایک مرتبہ ایک درویش پریشانی کی حالت میں حضرت ابو بکر شبلی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا کہ برائے مہربانی میری داد رسی فرمائیں کیونکہ میں انتہائی پریشانی میں مبتلا ہوں۔ اگر آپ ﷺ حکم فرمائیں تو میں اس راہت کو چھوڑ دوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا

کہ تم کفر کے دروازے پر دستک دے رہے ہو۔ کیا تم نے یہ آیت نہیں سنی کہ اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہونا۔ یہ سن کر اس درویش نے عرض کیا کہ اب مجھے کچھ طمانیت محسوس ہوئی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم اللہ کو آزمانا چاہتے ہو؟ کیا تم نے اس کا یہ قول نہیں سنا کہ خسارے والی قوم اللہ کے مکر سے بے خوف نہیں ہوتی۔ یہ سن کر اس درویش نے سوال کیا کہ پھر مجھے کیا کرنا چاہئے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کی چوکھٹ کو سردے مارو حتیٰ کہ تمہاری موت واقع ہو جائے اس کے بعد تجھ کو کشادگی حاصل ہوگی۔

## بیداری کا معاوضہ

حضرت شاہ شجاع کرمانی ﷺ چالیس برس تک نہیں سوئے اور جب آنکھیں نیند سے بوجھل ہونے لگتیں تو آپ ﷺ آنکھوں میں نمک ڈال لیتے۔ چالیس برس گزرنے کے بعد آپ ﷺ جب کچھ لمحوں کے لئے سوئے تو خواب میں اللہ تعالیٰ کو دیکھ کر عرض کیا کہ باری تعالیٰ! میں تجھے بیداری کی حالت میں تلاش کرتا رہا لیکن خواب میں پایا۔ ندا آئی کہ یہ اس بیداری کا معاوضہ ہے۔ چنانچہ اس کے بعد آپ ﷺ نے سونے کا معمول بنالیا تا کہ جلوہ خداوندی نظر آجائے۔

حضرت شاہ شجاع کرمانی ﷺ اپنے اس خواب پر فخر کیا کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ اگر اس خواب کے بدلے میں مجھے دونوں جہاں بھی مل جائیں میں انہیں قبول نہیں کروں گا۔

## توبہ کا وقت

حضرت شاہ شجاع کرمانی ﷺ کے ہاں جب بیٹے کی پیدائش ہوئی تو آپ ﷺ نے سبز حروف سے لفظ اللہ اس کے سینہ پر تحریر کر دیا۔ وہ لڑکا جب بڑا ہوا تو لہو و لعب میں مبتلا ہو گیا اور بربط گانا گانا شروع کر دیا۔ ایک رات وہ لڑکا ایک محلہ میں گانا گاتا ہوا گزرا تو ایک

نئی دلہن جو اپنے شوہر کے ساتھ سوئی ہوئی تھی مضطربانہ ہو کر باہر جھانکنے لگی۔ اس دوران اس کے شوہر کی آنکھ کھل گئی تو اپنی بیوی کو پاس نہ پا کر اٹھا اور بیوی کے پاس پہنچ گیا۔ جب بیوی کو اس لڑکے کے گانے میں مشغول پایا تو کہا کہ اے لڑکے! تیری توبہ کا وقت نہیں آیا۔ یہ سن کر آپ ﷺ کے بیٹے نے متاثرانہ انداز میں کہا کہ یقیناً آچکا ہے۔ پھر اس نے اپنا ربط توڑ دیا اور ذکر الہی میں مشغول ہو گیا۔ حضرت شاہ شجاع کرمانی ﷺ فرماتے ہیں کہ جو مقام مجھے چالیس سال میں حاصل نہیں ہوا وہ میرے بیٹے کو چالیس دنوں میں مل گیا۔

## صدق کی علامات

ایک مرتبہ حضرت شاہ شجاع کرمانی ﷺ سے صدق کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ ﷺ فرمایا کہ صدق کی تین علامات ہیں۔ اول دنیا سے نفرت کا اظہار کرنا۔ دوم یہ کہ مخلوق سے دوری اختیار کرنا۔ سوم یہ کہ خواہشات پر غلبہ پانا۔ نیز فرمایا کہ خوف الہی کا مفہوم ہمیشہ خائف رہنا ہے اور سب سے بڑا حائف وہ ہے جو دکھاوے کے لئے حقوق اللہ کی تکمیل کرتا ہو۔

## صبر کی اقسام

ایک موقعہ پر وعظ کرتے ہوئے حضرت شاہ شجاع کرمانی ﷺ نے فرمایا کہ صبر کی تین علامات ہیں۔ اول ترک شکایت۔ دوم صدق رضا۔ سوم قبولیت رضا۔ نیز فرمایا کہ میری مثال اس مرغ کی طرح ہے جس کو سیخ پر لگا کر آگ میں رکھ دیا جاتا ہے اور اس کے چاروں طرف آگ دھنکی جاتی ہے۔

## صاحب تصرف

حضرت یحییٰ بن معاذ ﷺ کا حضرت شاہ شجاع کرمانی ﷺ کے ساتھ عقیدت

کارشتہ تھا۔ ایک مرتبہ حضرت یحییٰ بن معاذ رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کو اپنے وعظ میں شرکت کی دعوت دی۔ آپ رضی اللہ عنہ جب مجلس میں پہنچے تو حضرت یحییٰ بن معاذ رضی اللہ عنہ وعظ فرما رہے تھے۔ جب آپ رضی اللہ عنہ وعظ میں پہنچے تو ان کی زبان سلب ہو گئی۔ حضرت یحییٰ بن معاذ رضی اللہ عنہ سمجھ گئے کہ ان سے بھی زیادہ کوئی صاحب تصرف بزرگ اس وقت مجلس میں موجود ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت یحییٰ بن معاذ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ یہی وجہ ہے کہ میں تمہاری مجلس میں شریک ہونا نہیں چاہتا تھا۔

## میری عیادت کو کوئی نہیں آتا

حضرت عمرو بن عثمان مکی رضی اللہ عنہ جن دنوں اصفہان تشریف لائے ان دنوں ایک نوجوان آپ رضی اللہ عنہ کی صحبت میں شامل ہو گیا۔ اس نوجوان کے باپ نے اپنے بیٹے کو منع کیا جس سے وہ نوجوان غم کر کے بیمار ہو گیا۔ جب کچھ دنوں تک وہ نوجوان آپ رضی اللہ عنہ کی محفل میں نہیں آیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے اس کے بارے میں دیگر حاضرین محفل سے دریافت کیا۔ لوگوں نے بتایا کہ اس کا والد آپ رضی اللہ عنہ کی محفل میں بیٹھنے سے اس کو منع کرتا ہے جس کے غم میں وہ بیمار ہو گیا ہے۔

حضرت عمرو بن عثمان مکی رضی اللہ عنہ اس نوجوان کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے۔ نوجوان نے آپ رضی اللہ عنہ کو اشارہ سے کہا کہ قوال کو بلوایئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے قوال کو بلایا اور قوال نے جب اشعار پڑھے جن کا مفہوم تھا کہ میرا حال عجب ہے کہ میں بیمار ہوتا ہوں تو میری عیادت کو کوئی نہیں آتا اور جب تم بیمار ہوتے ہو تو میں بیمار پرسی کرتا ہوں۔ اس نوجوان نے جب یہ اشعار سنے تو فوراً اٹھ کر بیٹھ گیا اور اس کے مرض کی شدت کم ہو گئی۔ اس نوجوان کے والد نے جب یہ دیکھا تو آپ رضی اللہ عنہ سے معافی کا خواستگار ہوا اور اپنے بیٹے کو آپ رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دیئے۔ چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ کی صحبت فیض سے وہ نوجوان معراج کمال تک پہنچا۔

## عرش کے سامنے سجدہ ریز ہوں

حضرت بہل بن عبداللہ تستری رضی اللہ عنہ تین سال کی عمر سے ہی اپنے ماموں محمد بن سماء رضی اللہ عنہ کے ہمراہ مشغول عبادت رہتے تھے اور ایک دن آپ رضی اللہ عنہ نے ماموں سے عرض کیا کہ میں ازل سے لے کر آج تک عرش کے سامنے سجدہ ریز ہوں۔ آپ رضی اللہ عنہ کے ماموں نے ہدایت کی کہ آئندہ ایسی بات کسی سے نہ کہنا اور آپ رضی اللہ عنہ کو پڑھنے کے لئے ایک دعا یاد کروائی اور کہا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس دعا کو پڑھنا اپنا معمول بنا لیا۔ تین سال کی عمر میں آپ رضی اللہ عنہ نے قرآن مجید کی تعلیم حاصل کرنا شروع کی۔ سات سال کی عمر میں آپ رضی اللہ عنہ نے باقاعدہ روزہ رکھنا شروع کر دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ ابتداء میں روزانہ روزہ رکھتے تھے اور پھر روزہ تین روزہ ہوتا چلا گیا اور پھر روزہ سات یوم تک چلا گیا اور آہستہ آہستہ یہ روزہ ستر روزہ کا ہو گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے فاقہ کشی اور کھانے دونوں چیزوں کا تجربہ کر کے دیکھا تو ابتداء بھوک کے بعد کھانے سے قوت محسوس ہوتی تھی لیکن رفتہ رفتہ اس کے برعکس محسوس ہونے لگا۔

## مچھلی اور روٹی

ایک مرتبہ حضرت بہل بن عبداللہ تستری رضی اللہ عنہ کے نفس نے خواہش ظاہر کی کہ مجھے مچھلی اور روٹی کھلا دیں تو میں مکہ معظمہ تک کچھ نہیں مانگوں گا۔ چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ ایک اونٹ چکی سے بندھا ہوا چکی چلا رہا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے چکی کے مالک سے پوچھا کہ دن بھر کی محنت کے بعد تم اونٹ والے کو کیا دیتے ہو؟ اس نے کہا کہ وہ دود دینا دیتا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم اس کو کھول کر مجھے باندھ دو اور دن بھر کام کرنے کے بعد دود کی بجائے ایک دینار دے دینا اور جب شام کو ایک دینار مل گیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے مچھلی روٹی کھا کر نفس سے کہا کہ جس وقت بھی تو مجھ سے کسی چیز کی فرمائش کرے گا تو تجھے اسی طرح

محنت کرنا ہوگی۔ بعد ازاں آپ ﷺ مکہ معظمہ تشریف لے گئے اور حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کی۔

## غیب سے روزی ملتی ہے

حضرت سہل بن عبد اللہ تستری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میں حج بیت اللہ کے لئے سفر میں تھا تو ایک بیابان میں مجھے ایک بد حال بڑھیا ملی۔ چنانچہ میں نے اس کی اعانت کرنی چاہئے تو اس نے اپنی مٹھی بند کر لی۔ جب اس بڑھیا نے مٹھی کھولی تو اس میں سونا تھا۔ پھر اس نے مجھے مخاطب کرتے ہوئے کہ تم جیب سے رقم نکالتے ہو لیکن مجھے غیب سے روزی ملتی ہے۔ یہ کہہ کر وہ بوڑھی غائب ہو گئی۔ آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میں بیت اللہ شریف پہنچا اور طواف کعبہ شروع کیا۔ اس دوران میں نے دیکھا کہ کعبہ اسی بڑھیا کا طواف کر رہا ہے۔ جب میں اس کے نزدیک ہوا تو اس بڑھیا نے مجھ سے کہا کہ جو اختیاری طور پر یہاں پہنچتے ہیں ان کے لئے کعبہ کا طواف ضروری ہے اور جو اضطراری طور پر یہاں پہنچتے ہیں ان کا طواف کعبہ خود کرتا ہے۔

## تقویٰ کی بناء پر جنت میں داخل ہونا۔

حضرت سہل بن عبد اللہ تستری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے ایک ایسے بزرگ سے ملنے کا شرف حاصل ہوا جو شب و روز دریا میں مقیم رہتے تھے اور صرف پانچ وقت نمازوں کے لئے دریا سے باہر تشریف لاتے لیکن ان پر پانی کا کچھ اثر نہ ہوتا تھا۔ ایک مرتبہ آپ رضی اللہ عنہ سے تقویٰ کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ میں نے خواب میں دیکھا کہ قیامت قائم ہو چکی ہے اور ایک پرندہ لوگوں کو پکڑ پکڑ کر جنت میں لے جا رہا ہے۔ مجھے یہ دیکھ کر حیرت ہوئی۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ پرندہ تقویٰ ہے اور یہ لوگ اپنے تقویٰ کی بناء پر جنت میں داخل ہو رہے ہیں۔

## آگ کی بھٹی

حضرت عثمان الحیر رضی اللہ عنہ اپنے چار خادمین کے ہمراہ مدرسہ جارہے تھے اور ہاتھ میں سونے کی دوات سر پر زربفت کا عمامہ اور جسم پر نہایت قیمتی لباس تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ راستہ میں ایک گدھا زخمی پڑا ہوا ہے اور اس کی پشت پر موجود زخم کو کوئے نوح رہے ہیں تو آپ رضی اللہ عنہ نے اپنا عمامہ اتار کر اس گدھے پر ڈال دیا۔ گدھے نے آپ رضی اللہ عنہ کے اس احسان کے بدلے دعا کی جس کی بدولت آپ رضی اللہ عنہ پر کیفیت جذب طاری ہو گئی۔ آپ رضی اللہ عنہ اسی وقت حضرت یحییٰ بن معاذ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو گئے اور کچھ عرصہ ان کی خدمت میں رہ کر روحانی فیوض و برکات سے مالا مال ہوئے۔ بعد ازاں آپ رضی اللہ عنہ حضرت شاہ شجاع کرمانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے صحبت فیض حاصل کیا۔ حضرت شاہ شجاع کرمانی رضی اللہ عنہ جب نیشاپور حضرت ابو حفص حداد رضی اللہ عنہ سے ملاقات کے لئے روانہ ہوئے تو وہ آپ رضی اللہ عنہ کو بھی اپنے ساتھ لے گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے جب حضرت ابو حفص رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو دل میں خیال پیدا ہوا کہ ان سے بھی فیض یاب ہونا چاہئے مگر اس ڈر سے کہ کہیں حضرت شاہ شجاع کرمانی رضی اللہ عنہ ناراض نہ ہوں اپنا ارادہ ظاہر نہ کیا۔ حضرت ابو حفص رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کی دلی کیفیت کو بھانپ لیا اور حضرت شاہ شجاع کرمانی رضی اللہ عنہ سے کہہ کر آپ رضی اللہ عنہ کو اپنے پاس ٹھہرا لیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو حفص حداد رضی اللہ عنہ سے بے شمار روحانی فیوض و برکات حاصل کئے۔ حضرت ابو حفص حداد رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ حضرت یحییٰ بن معاذ رضی اللہ عنہ نے انہیں آگ کی بھٹی میں تو جھونک دیا تھا اب صرف بھڑکانے کی ضرورت تھی جسے میں نے بھڑکایا۔

## فضل خداوندی کا انحصار عمل پر نہیں قلبی کیفیات پر ہے

حضرت عثمان الحیر رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ بازار جارہے تھے کہ راستہ میں ایک شرابی



کو دیکھا جو کہ برہنہ پا بربط بجاتا ہوا چلا جا رہا تھا۔ اس شرابی نے جب آپ ﷺ کو دیکھا تو بربط بغل میں چھلا کر ٹوپی اوڑھ لی۔ آپ ﷺ نے اس کا ہاتھ پکڑا اور اپنے گھر لے آئے۔ آپ ﷺ نے اسے غسل کروایا اور اپنا خرقة اسے پہناتے ہوئے دعا فرمائی کہ الہی! میں نے اپنا کام کر دیا اب تو اپنا کام کر دے۔ اللہ عزوجل نے آپ ﷺ کی دعا قبول فرمائی اور اس شرابی میں ایسا کمال پیدا ہو گیا کہ آپ ﷺ خود بھی حیران رہ گئے۔ اس دوران حضرت ابو عثمان مغربی ﷺ تشریف لائے اور جب انہوں نے یہ منظر دیکھا تو فرمایا کہ آج میں رشک کی آگ میں عود کی طرح سلگ رہا ہوں کیونکہ جس کمال کے حصول کے لئے میری عمر ختم ہو گئی وہ کمال بلا طلب ایک ایسے شخص کو عطا ہو گیا جس کے منہ سے شراب کی بدبو اب تک آرہی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ فضل خداوندی کا انحصار عمل پر نہیں بلکہ قلبی کیفیات سے متعلق ہے۔

## ذلت کا موجب

حضرت احمد بن الحواری ﷺ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک رات تنہائی میں نماز پڑھی مجھے اس میں بڑا سرور حاصل ہوا۔ میں نے اس کا تذکرہ اگلے دن حضرت ابوسلیمان ﷺ سے کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم ابھی کمزور ہو کیونکہ تمہارے دل میں لوگوں کا خیال موجود ہے اسی وجہ سے خلوت میں تمہاری اور حالت ہوتی ہے اور ظاہر میں کچھ اور حالانکہ دونوں حالتوں میں فرق ہونا چاہئے۔ بندے کے لئے کوئی چیز حق تعالیٰ سے حجاب کا موجب نہ بنے کیونکہ دولہا کی مجمع عام میں جلوہ نمائی کرائی جاتی ہے تاکہ ہر خاص و عام کی نظر دولہا پر پڑے اور اس نمائش میں دولہا کی عزت افزائی ہوتی ہے اور یہی حال عارف باللہ کا ہوتا ہے اور عارف باللہ کے لئے یہ مناسب نہیں کہ اپنے معبود حقیقی کے سوا کسی اور کی جانب نظر کرے کیونکہ غیر کی طرف نظر اٹھانا اس کی ذلت کا باعث ہے۔ اگر ساری مخلوق اس مطیع عارف باللہ کی کیفیت کو دیکھے تو اس کی عزت میں فرق نہیں آتا لیکن اگر وہ عارف اپنی عزت کی طرف

نظر ڈالے اور اپنے وجود کو دیکھے تو وہ ہلاک ہو جاتا ہے۔

## خدا کو سپرد کی ہوئی شے واپس نہیں لیتے

حضرت عمرو دمشقی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابو عبد اللہ جلاء رضی اللہ عنہ نے اپنے والدین سے عرض کیا کہ مجھے خدا کے حوالے کر دیں تو انہوں نے ان کی استدعا قبول کر لی چنانچہ وہ گھر سے رخصت ہو گئے اور جب کافی عرصہ کے بعد واپس آ کر گھر کے دروازے پر دستک دیتے ہوئے اپنا نام بتایا تو والدین نے اندر ہی سے جواب دیا کہ ہم خدا کو سپرد کی ہوئی شے واپس نہیں لیتے اور کسی طرح انہوں نے دروازہ نہ کھولا۔

## یہ کس قسم کا صوفی ہے؟

حضرت ابو محمد روم رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ بیس سال سے میری یہ کیفیت ہے کہ جس قسم کے کھانے کا تصور کرتا ہوں فوراً مل جاتا ہے۔ پھر فرمیلہ کہ ایک مرتبہ شدید گرمی کے دنوں میں دوپہر کے وقت مجھے پیاس شدت سے محسوس ہوئی تو میں نے ایک گھر کا دروازہ کھٹکھٹایا تو ایک لڑکا باہر آیا۔ میں نے اس لڑکے سے پانی طلب کیا تو اس لڑکے نے مجھے پانی پیش کیا جو میں نے پی لیا۔ اس لڑکے نے مجھ سے کہا کہ تم کس قسم کے صوفی ہو جو دن میں بھی پانی پیتے ہو؟ چنانچہ میں نے اس لڑکے کی بات ذہن نشین کر لی اور اس کے بعد کبھی بھی دن میں پانی نہیں پیا۔

## فاعل حقیقی اللہ تعالیٰ

حضرت ابن عطاء رضی اللہ عنہ کے دس بیٹے تھے۔ ایک دن آپ رضی اللہ عنہ اپنے بیٹوں کے ہمراہ سفر میں تھے کہ دوران سفر ڈاکوؤں نے پکڑ لیا اور ایک ایک کر کے نو بیٹے آپ رضی اللہ عنہ کی آنکھوں کے سامنے قتل کر دیئے۔ جب دسویں بیٹے کی باری آئی تو ڈاکوؤں نے کہا کہ کس

قدر افسوس کی بات ہے کہ باپ کچھ کرنے کی بجائے مسکرارہا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہر امر کا فاعل حقیقی اللہ تعالیٰ ہے اور وہ اپنی مصلحت سے جو کچھ بھی کرتا ہے بندے کو اس میں دم مارنے کی اجازت نہیں ہے۔ آپ ﷺ کی یہ بات سن کر ان ڈاکوؤں پر لرزہ طاری ہو گیا اور انہوں نے عرض کیا کہ اگر آپ ﷺ یہ بات پہلے کر دیتے تو آپ ﷺ کے تمام صاحبزادے قتل ہونے سے بچ جاتے۔

## مراتب اعلیٰ تک رسائی کا امکان

حضرت ابراہیم بن داؤد رقی ﷺ فرماتے ہیں کہ ان چیزوں کو نظر انداز کر کے جہاں تک عقل انسانی کی رسائی ممکن ہو مخلوق کے وجود کو ثابت کرنا داخل معرفت ہے۔ ظاہری اعتبار سے گو آنکھیں کھلی رہتی ہیں لیکن بصارت مفقود ہوتی ہے۔ خدا دوستی کی علامت اطاعت و کثرت عبادت اور اتباع سنت ہے۔ مخلوق میں کمزور ترین وہ ہے جو ترک مخلوق پر قادر نہ ہو۔ مراتب کا دار و مدار صرف ہمت پر ہے اور اگر ہمت کو امور دنیاوی پر صرف کیا جائے تو اس کی کوئی قدر و قیمت نہیں لیکن اگر خدا کی رضا جوئی کے کام میں لایا جائے تو مراتب اعلیٰ تک رسائی کا امکان ہے۔

## حضرت عمر بن سالم حدادی رحمۃ اللہ علیہ کا تائب ہونا

حضرت عمر بن سالم حدادی رحمۃ اللہ علیہ عالم شباب میں ایک لونڈی پر فریفتہ ہو گئے۔ آپ ﷺ نے ہر چند اسے منانے کی کوششیں کیں مگر وہ نہ مانی۔ لوگوں نے آپ ﷺ کو بتایا کہ نیشاپور کے نواح میں ایک یہودی رہتا ہے جو سحر و عمل کے ذریعہ اس کام کو آسان کر سکتا ہے۔ آپ ﷺ اس کے پاس پہنچے اور اس سے اپنا حال بیان کیا۔ اس یہودی نے آپ ﷺ سے کہا کہ آپ (ﷺ) کو چالیس دن نماز ترک کرنا ہوگی اور اس دوران نہ تو زبان سے اور نہ ہی دل میں اللہ عزوجل کا نام اور خیال لانا ہوگا اور نہ ہی کوئی نیکی کا کام کرنا ہوگا اگر

آپ (ﷺ) راضی ہیں تو پھر میں کوئی عمل کرتا ہوں۔ آپ (ﷺ) نے اس یہودی کی بات مان لی اور چالیس دن اسی طرح گزار دیئے۔ یہودی نے اپنا عمل کیا مگر وہ عمل ناکام رہا۔ آپ (ﷺ) یہودی کے پاس پہنچے تو اس نے کہا کہ ضرورت آپ (ﷺ) نے میری بات کی خلاف ورزی کی ہوگی اور کوئی نیکی کا کام کیا ہوگا؟ آپ (ﷺ) نے فرمایا کہ میں نے نیکی کا کوئی ایسا کام نہیں کیا سوائے اس کے ایک دن راستے میں پتھر پڑا ہوا دیکھا تو اس خیال سے اسے ہٹا دیا کہ کہیں کسی کو ٹھوکر نہ لگ جائے۔ یہودی نے جب آپ (ﷺ) کی بات سنی تو کہا کہ افسوس! تم نے ہر کام اللہ عزوجل کی نافرمانی کا کیا مگر تمہارے ایک نیک عمل کو بھی اللہ عزوجل نے رائیگاں نہیں کیا۔ آپ (ﷺ) نے جب یہ بات سنی تو صدق دل سے توبہ کر لی۔ آپ (ﷺ) کی توبہ کو دیکھتے ہوئے وہ یہودی بھی اسی وقت مسلمان ہو گیا۔

## جو انمرودی کیا ہے؟

حضرت عمر بن سالم حدادی (ﷺ) بغداد کے مشائخ سے ملاقات کے لئے بغداد تشریف لے گئے۔ آپ (ﷺ) عربی زبان سے نابلد تھے اس لئے مریدوں کے واسطے سے گفتگو کی۔ پھر آپ (ﷺ) کو خیال آیا کہ یہ بڑے عیب کی بات ہے کہ خراسان کے شیخ المشائخ کے لئے ترجمان کی ضرورت ہو چنانچہ جب آپ (ﷺ) مسجد شونیز میں پہنچے تو بغداد کے تمام مشائخ کو ملاقات کی دعوت دی اور ان سے عربی میں فصیح گفتگو فرمائی یہاں تک کہ تمام مشائخ حیران رہ گئے۔ بغداد کے مشائخ نے آپ (ﷺ) سے سوال کیا کہ جو انمرودی کیا ہے؟ آپ (ﷺ) نے فرمایا کہ بہتر یہ ہے پہلے آپ میں سے کوئی اپنے رائے ظاہر کرے؟ چنانچہ حضرت جنید بغدادی (ﷺ) نے فرمایا کہ میرے نزدیک جو انمرودی یہ ہے کہ جو عمل کیا جائے اسے نہ خود دیکھے اور نہ اس کو اپنی طرف منسوب کرے۔ آپ (ﷺ) نے فرمایا کہ حضرت شیخ (ﷺ) نے عمدہ بات کہی لیکن میرے نزدیک جو انمرودی یہ ہے کہ خود تو دوسروں کے ساتھ انصاف کرنے میں کوتاہی نہ کرے مگر دوسروں سے اپنے لئے انصاف کا خواہاں نہ

ہو۔ حضرت جنید بغدادی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آج حضرت عمر بن سالم رضی اللہ عنہ ابن آدم پر بازی لے گئے۔

## محویت واستغراقی کیفیت

حضرت عمر بن سالم حدادی رضی اللہ عنہ آہن گری کا پیشہ کرتے تھے۔ جب آپ رضی اللہ عنہ بیابان پہنچے تو حضرت ابو عبد اللہ باوردی رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی اور آپ رضی اللہ عنہ ان کے دست حق پر بیعت ہوئے۔ جب آپ رضی اللہ عنہ نیشاپور واپس تشریف لائے تو ایک دن بازار میں ایک نابینا کو قرآن مجید کی تلاوت کرتے دیکھا۔ آپ رضی اللہ عنہ دوکان پر بیٹھے ہوئے تھے اور تلاوت کلام پاک سنتے ہی آپ رضی اللہ عنہ پر وجدانی کیفیت طاری ہو گئی اور آپ رضی اللہ عنہ نے اسی بے خودی کی کیفیت میں اپنا ہاتھ جلتی ہوئی بھٹی میں ڈال دیا اور گرم و سرخ لوہا ہاتھ ڈال کر نکال لیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے شاگردوں نے جب یہ محویت واستغراقی کیفیت دیکھی تو ان کے ہوش اڑ گئے۔ جب آپ رضی اللہ عنہ کی یہ کیفیت ختم ہوئی تو آپ رضی اللہ عنہ نے اس پیشہ کو چھوڑ دیا اور پھر کبھی دوکان پر نہ بیٹھے۔ آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ اپنے پیشہ کو چھوڑ کر دوبارہ اسے اختیار کیا لیکن پھر اس پیشہ نے مجھے چھوڑ دیا اس کے بعد میں پھر کبھی ادھر متوجہ نہ ہوا۔

## فراخی قلب

حضرت ابو یعقوب بن اسحاق نہر جوان رضی اللہ عنہ سے کسی نے شکوہ کیا کہ اکثر صوفیاء کرام رضی اللہ عنہم نے مجھے روزہ رکھے اور سفر کرنے کی ہدایت کی ہے لیکن مجھے اب تک ان دونوں چیزوں سے کچھ فائدہ نہ ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ دوران عبادت الحاح وزاری کے ساتھ دعا کرتے رہو چنانچہ اس عمل سے اس کو فراخی قلب حاصل ہو گئی۔ پھر کسی نے آپ رضی اللہ عنہ سے شکوہ کیا کہ مجھے نماز میں لذت حاصل نہیں ہوتی؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حالت نماز

میں قلب کی طرف متوجہ نہ ہوا کرو چنانچہ اس عمل سے اس کی شکایت ختم ہو گئی۔

## محبت کا مفہوم

حضرت شمعون محبت رحمۃ اللہ علیہ حج بیت اللہ شریف سے فارغ ہوئے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ اہل فید کے اصرار پر ان کے ہاں وعظ کے لئے تشریف لے گئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جب وعظ کیا تو اہل فید پر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے وعظ کا کچھ اثر نہ ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جب یہ دیکھا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے قندیلوں کو مخاطب کر کے اپنا خطاب شروع کر دیا اور فرمایا کہ اے قندیلو! میں تمہیں محبت کا مفہوم سمجھاتا ہوں اور جب آپ رحمۃ اللہ علیہ نے محبت کا مفہوم بیان کرنا شروع کیا تو قندیلوں پر ایسی وجدانی کیفیت طاری ہوئی کہ باہم ٹکڑا کر پاش پاش ہو گئیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ محبت کا مفہوم بیان کر رہے تھے کہ ایک کبوتر آپ رحمۃ اللہ علیہ کی آغوش میں آ کر اتر گیا۔ پھر وہ کبوتر زمین پر بیٹھ گیا اور اپنی چونچ سے زمین کو کھودنا شروع کر دیا یہاں تک کہ اس کی چونچ لہولہان ہو گئی اور اس نے وہیں دم توڑ دیا۔

## اگر تو چاہے تو میرا امتحان لے سکتا ہے

حضرت شمعون محبت رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ شعر پڑھا جس کا مفہوم تھا کہ نہ تو مجھے تیزے سوا کسی سے راحت ملتی ہے نہ کسی جانب متوجہ ہوتا ہوں اور اگر تو چاہے تو میرا امتحان لے سکتا ہے۔ چنانچہ جیسے ہی آپ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ شعر پڑھا آپ رحمۃ اللہ علیہ کا پیشاب بند ہو گیا۔ اس وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ نکتب جارہے تھے چنانچہ راستے میں جتنے لڑکے بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ملے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے کہا کہ دعا کرو اللہ تعالیٰ ایک کاذب کو شفا دے دے۔

## میں شمعون محبت رحمۃ اللہ علیہ ہوں

حضرت شمعون محبت رحمۃ اللہ علیہ نے اتباع سنت کی خاطر نکاح کر لیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے

ہاں کچھ عرصہ بعد ایک لڑکی تولد ہوئی جس سے آپ ﷺ کو بے حد انس ہو گیا۔ آپ ﷺ نے ایک دن خواب میں دیکھا کہ میدانِ حشر میں محبین کے لئے ایک جھنڈا نصب کیا گیا ہے اور جب آپ ﷺ اس جھنڈے کے نیچے پہنچے تو ملائکہ نے آپ ﷺ کو وہاں سے ہٹانا چاہا۔ آپ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ میں شمعون محبت (ﷺ) ہوں اور جب اللہ عزوجل نے مجھے اس نام سے شہرت عطا کی ہے تو تم مجھے کیوں یہاں سے ہٹاتے ہو؟ ملائکہ نے جواب دیا کہ پہلے ایسے ہی تھا مگر جب سے آپ ﷺ اپنی بیٹی کی محبت میں مبتلا ہوئے ہیں آپ ﷺ سے وہ مرتبہ سلب کر لیا گیا ہے۔ آپ ﷺ نے یہ سن کر اللہ عزوجل کے حضور دعا کی کہ الہی! اگر بچی کی محبت تجھ سے دوری کا باعث ہے تو اس کو موت دے دے۔ ابھی آپ ﷺ دعا مانگ کر فارغ ہوئے تھے کہ اطلاع ملی کہ بچی چھت سے گر کر ہلاک ہو گئی ہے۔ آپ ﷺ نے اسی وقت اللہ عزوجل کا شکر ادا کیا۔

## اولیائے کرام علیہم السلام کو ایذا رسانی کا نتیجہ

حضرت شمعون محبت ﷺ جب شہرت حاصل ہوئی تو ایک عورت نے آپ ﷺ سے نکاح کی درخواست کی۔ آپ ﷺ نے اس کی درخواست کو رد کر دیا۔ وہ عورت حضرت جنید بغدادی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور ان سے سفارش کی درخواست کی۔ حضرت جنید بغدادی ﷺ نے اس عورت کو بھگا دیا۔ وہ عورت ایک جعلی پیر غلام خلیل کے پاس گئی اور اس کے ذریعے اس نے حضرت شمعون محبت ﷺ پر زنا کی تہمت لگائی۔ خلیفہ وقت نے آپ ﷺ کو دربار میں طلب کیا اور جب خلیفہ نے آپ ﷺ کو قتل کرنے کا حکم دینا چاہا تو اس کی زبان بند ہو گئی۔ اس رات خلیفہ وقت نے خواب میں دیکھا کہ کوئی اس سے کہہ رہا ہے کہ اگر تو نے حضرت شمعون محبت ﷺ کو قتل کر دیا تو پورا ملک تباہی کی لپیٹ میں آ جائے گا۔ چنانچہ اگلے روز خلیفہ نے آپ ﷺ سے معذرت کی اور نہایت عزت و احترام کے ساتھ رخصت کیا۔ غلام خلیل کو اس بے ادبی کی وجہ سے کوڑھ ہو گیا اور کسی شخص نے غلام خلیل

کا معاملہ کسی بزرگ کے سامنے پیش کیا تو انہوں نے فرمایا کہ جو اولیائے کرام رضی اللہ عنہم کو اذیت پہنچاتا ہے اس کا نتیجہ یہی ہوتا ہے۔

## جان لینے والے کے ذریعے

### تمہاری جان کو نجات دلائی گئی

حضرت ابو حمزہ خراسانی رضی اللہ عنہ دوران سفر ایک کنویں میں گر پڑے۔ آپ رضی اللہ عنہ کو اس کنویں میں گرے تین دن گزر گئے۔ تین دن بعد وہاں سے ایک قافلے کا گزر ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے دل میں خیال آیا کہ اہل قافلہ کو مدد کے لئے پکاریں۔ پھر یہ خیال آیا کہ آواز دینا اچھا نہیں ہے کیونکہ یہ غیر خدا سے مدد چاہنا ہوگا اور اس کی شکایت بھی گویا میں یہ کہوں گا کہ خدا نے مجھے کنویں میں ڈالا اب تم مجھے یہاں سے نکال دو۔ اس دوران اہل قافلہ خود ہی اس کنویں پر آگئے اور کنویں میں جھانک کر کہنے لگے یہ کنواں سر راہ واقع ہے نہ کوئی روک اس پر ہے نہ ٹڈیرا یا سانہ ہو کہ اس میں کوئی گر پڑے آؤ مل کر اس پر چھت ڈال دیں اور اس کا دہانہ بند کر دیں تاکہ کوئی اس میں نہ گر پڑے اس عمل کی جزا اللہ عزوجل دے گا۔

حضرت ابو حمزہ خراسانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے جب ان کی بات سنی تو مجھ پر گھبراہٹ طاری ہو گئی اور میں فی الوقت اپنی زندگی سے مایوس ہو گیا۔ قافلہ والوں نے کنویں پر چھت ڈال دی اور دہانہ بند کر کے زمین ہموار کی اور چلے گئے۔ میں نے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں دعا کی۔ چنانچہ جب رات ہوئی تو میں نے دیکھا کہ چھت میں جنبش پیدا ہوئی ہے جب غور سے دیکھا تو نظر آیا کہ کوئی دہانہ کو کھول رہا ہے۔ اس دوران اژدھا کی مانند کسی جانور نے اپنی دم کنویں میں لٹکائی اور میں سمجھ گیا کہ اللہ عزوجل نے میری دعا کو قبول فرمایا ہے میں نے اس کی دم پکڑ لی اور اس نے کھینچ کر مجھے باہر نکال دیا۔ اس دوران میں نے غیبی ندا سنی کہ اے ابو حمزہ رضی اللہ عنہ! کیسی اچھی تمہاری نجات ہے کہ جان لینے والے کے ذریعے



تمہاری جان کو نجات دلائی گئی۔

## خواہش نفس کا مخالف

کتب سیر میں منقول ہے کہ حضرت ابو محمد مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا گزر کسی محلہ سے ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہ کو پیاس محسوس ہوئی تو آپ رضی اللہ عنہ نے ایک گھر کا دروازہ کھٹکھٹایا اور پانی طلب کیا۔ اس دوران ایک نہایت حسین و جمیل لڑکی پانی لے کر آئی جس پر آپ رضی اللہ عنہ فریفتہ ہو گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس لڑکی کے والد سے اپنی قلبی کیفیت کا اظہار کیا اور اس نے اپنی لڑکی کا نکاح آپ رضی اللہ عنہ سے کر دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے گڈری اتار کر نفیس لباس زیب تن کیا اور جس وقت آپ رضی اللہ عنہ جملہ عروسی میں پہنچے تو نماز میں مشغول ہو گئے۔ دوران نماز آپ رضی اللہ عنہ نے اچانک شور مچانا شروع کر دیا کہ یہ لباس اتار دو اور میری گڈری لوٹا دو۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی اور جب لوگوں نے وجہ دریافت کی تو فرمایا کہ میں نے نبی نداسنی کوئی مجھ سے کہہ رہا تھا کہ چونکہ تو نے ہمارے سوا غیر پر نظر ڈالی اس لئے اس جرم میں ہم نے نیک لوگوں کا لباس تم سے چھین لیا اور اگر پھر کبھی ایسے جرم کے مرتکب ہوئے تو تمہارا باطنی لباس بھی ضبط کر لیا جائے گا۔ آپ رضی اللہ عنہ سے کسی نے کہا کہ فلاں شخص پانی پر چلتا ہے اور ہوا میں اڑتا ہے تو آپ رضی اللہ عنہ نے اس کی بات سن کر فرمایا کہ خواہش نفس کا مخالف ہونا اس سے کئی گنا بہتر ہے۔

## مصیبت سے نجات

حضرت شیخ ابوالحسن بوشہمی رضی اللہ عنہ کا شمار اہل تقویٰ بزرگوں میں ہوتا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ پر ایک دہقانی نے الزام لگایا کہ اس کا گدھا چوری ہو گیا اور وہ آپ رضی اللہ عنہ نے ہی چرایا ہے۔ وہ دہقانی روز آجاتا اور آپ رضی اللہ عنہ پر مسلسل الزام تراشی کرتا رہتا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ایک روز تک آکر اللہ عزوجل سے دعا کی کہ یا اللہ! مجھے اس مصیبت سے نجات دلا۔ اللہ

عزوجل نے آپ ﷺ کی دعا قبول کی اور اس دہقانی کا گمشدہ گدھامل گیا۔ وہ دہقانی گدھاملنے کے بعد آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور معافی کا طلبگار ہوا اور کہنے لگا کہ مجھے معلوم تھا کہ آپ ﷺ نے گدھا نہیں چرایا لیکن میں جانتا تھا کہ آپ ﷺ کی دعا قبول ہوتی ہے اس لئے میں نے یہ حرکت کی اور آپ ﷺ کو مورد الزام ٹھہرایا۔

## نفس کو عبادت کی جانب راغب کر دیا

حضرت شیخ محمد علی حکیم ترمذی ﷺ فرماتے ہیں کہ میں عرصہ دراز تک اس کوشش میں رہا کہ میرا نفس بھی میرے ہمراہ مشغول عبادت ہو لیکن میں اس میں کامیاب نہ ہو سکا۔ ایک روز تنگ آ کر میں نے دریا میں چھلانگ لگادی۔ دریا نے مجھے اٹھا کر کنارے پر پھینک دیا۔ اس وقت میرے دل میں خیال آیا کہ کتنی پاکیزہ ہے وہ ذات جس نے میرے نفس کو جنت و دوزخ کسی کے ملائق نہیں چھوڑا پھر اس مایوسی کے صلہ میں اللہ عزوجل نے میرے نفس کو عبادت کی جانب راغب کر دیا۔

## صاحب المرتبت استاد والدہ کی خدمت سے ملا

حضرت شیخ محمد علی حکیم ترمذی ﷺ فرماتے ہیں کہ ابتداء میں اپنے دو ساتھی طلباء کے ہمراہ میرا ارادہ اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لئے کسی دوسری جگہ جانے کا ہوا۔ جن دو ساتھی طلباء کو میں نے اپنے ساتھ جانے پر آمادہ کیا تھا وہ تو چلے گئے مگر میں والدہ کی بیماری کی وجہ سے نہ جا سکا۔ ایک روز میں اسی غم میں قبرستان چلا گیا اور گریہ و زاری شروع کر دی کہ میرے دونوں ساتھی جب اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے بعد واپس آئیں گے تو مجھے ان کے سامنے کس قدر ندامت ہوگی۔ اس دوران حضرت خضر علیہ السلام تشریف لائے اور انہوں نے مجھ سے فرمایا کہ تم روزانہ ادھر آنا میں تمہیں تعلیم دوں گا۔ چنانچہ پھر یہ میرا معمول بن گیا اور حضرت خضر علیہ السلام مجھے تعلیم دینے لگے۔ میں نے اللہ عزوجل کا شکر ادا کیا اور اتنے صاحب المرتبت

استاد مجھے صرف والدہ ماجدہ کی خدمت کی وجہ سے ملے ہیں۔

## ایک ہزار مرتبہ اللہ عزوجل کا دیدار خواب میں کیا

حضرت ابو بکر وراق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ محمد علی حکیم رضی اللہ عنہ نے مجھے اپنی کسی کتاب کے چند جزو دیئے اور حکم دیا کہ انہیں دریا برد کروں۔ میں جب ان اوراق کو لے کر چلا تو میری نظر ان اوراق پر پڑی تو وہ مکمل حقائق کے اقتباسات تھے۔ میں نے ان اوراق کو دریا برد کرنے کی بجائے اپنے پاس رکھ لیا اور گھر لا کر ایک جگہ چھپا دیئے۔ جب میں حضرت شیخ محمد علی حکیم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہنچا اور بہانہ کیا کہ میں نے وہ اوراق دریا برد کر دیئے ہیں تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تمہارا گھر دریا نہیں ہے جاؤ اور ابھی جا کر انہیں دریا برد کرو۔ چنانچہ میں گھر تشریف لایا اور ان اوراق کو لے کر دریا پر پہنچا اور دریا میں ڈال دیئے۔ اس دوران ایک صندوق نمودار ہوا اور وہ تمام اوراق اس میں چلے گئے۔ پھر اس صندوق کا ڈھکن خود بخود بند ہو گیا اور پھر وہ صندوق پانی میں غائب ہو گیا۔ جب میں نے یہ ماجرا آپ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میری وہ تصنیف حضرت خضر علیہ السلام نے طلب کی تھی اور وہ صندوق ایک مچھلی لے کر آئی تھی جو اسے حضرت خضر علیہ السلام تک پہنچا دے گی۔ آپ رضی اللہ عنہ کے بارے میں مشہور ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے ساری زندگی میں ایک ہزار مرتبہ اللہ عزوجل کا دیدار خواب میں کیا۔

## سعادتِ ابدی

حضرت شیخ محمد علی حکیم ترمذی رضی اللہ عنہ کو ایک بزرگ برا بھلا کہا کرتے تھے چنانچہ جب آپ رضی اللہ عنہ حج بیت اللہ شریف سے فارغ ہونے کے بعد واپس روانہ ہوئے تو آپ رضی اللہ عنہ کی جھونپڑی میں کتیا نے بچے دے رکھے تھے آپ رضی اللہ عنہ ستر مرتبہ محض اس خیال سے اس کے سر پر کھڑے رہے کہ شاید دھتکارے بغیر چلی جائے اور اسے میری ذات سے اذیت

نہ پہنچے۔ چنانچہ اسی شب ان بزرگ نے جو آپ ﷺ کو برا بھلا کہا کرتے تھے ان کو حضور نبی کریم ﷺ کی زیارت ہوئی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص کسی کتے کو بھی اذیت نہ دینا چاہتا ہو تم اس کو برا بھلا کہتے ہو اور اگر تمہیں سعادتِ ابدی حاصل کرنی ہے تو ان کی خدمت کرو۔ وہ بزرگ خواب سے بیدار ہوئے اور آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر تائب ہو گئے۔

## سب سے بہتر شے گوشہ نشینی ہے

حضرت ابو بکر و راق ﷺ کو حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات کا بے حد شوق تھا۔ آپ ﷺ روزانہ جنگل میں چلے جاتے اور تلاوتِ قرآن مجید کرتے۔ ایک دن آپ ﷺ جنگل کی جانب چلے تو ایک صاحب آپ ﷺ کے ہمراہ ہوئے۔ راستہ میں دونوں کے درمیان گفتگو ہوتی رہی۔ واپسی پر ان صاحب نے فرمایا کہ میں خضر (علیہ السلام) ہوں جن سے ملاقات کے لئے تم بے چین تھے مگر آج تم نے میری معیت میں تلاوتِ قرآن مجید بھی چھوڑ دی اور جب تمہیں میری صحبت اللہ عزوجل سے فراموش کر سکتی ہے تو کہیں دوسروں کی صحبت تمہیں ذکر الہی سے بھی غافل نہ کر دے لہذا سب سے بہتر شے گوشہ نشینی ہے یہ فرما کر حضرت خضر علیہ السلام غائب ہو گئے۔

## تمام برائیوں کی جڑ نفس ہے

حضرت ابو بکر و راق ﷺ حج بیت اللہ شریف کے لئے تشریف لے گئے تو دورانِ سفر آپ ﷺ کی ملاقات ایک عورت سے ہوئی۔ اس عورت نے آپ ﷺ سے پوچھا کہ تم کون ہو؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایک مسافر ہوں۔ اس عورت نے کہا کہ تم خدا کا شکوہ کرتے ہو۔ مجھے اس عورت کی بات بھلی معلوم ہوئی میں نے فرمایا کہ اللہ عزوجل نے مجھے فرمایا کہ کیا چاہتا ہے؟ تو میں نے عرض کیا کہ مقامِ عجز کیونکہ مصائب کو برداشت کرنے کی

قوت مجھ میں نہیں ہے جو انبیاء کرام علیہم السلام برداشت کرتے رہے ہیں۔ اس عورت نے مجھ سے کہا کہ تمام برائیوں کی جڑ نفس ہے۔

## ابوعلی ثقفی اپنے مفاد کی بات کرتے ہیں

حضرت عبداللہ منازل رضی اللہ عنہ کا شمار نابغہ روزگار اولیاء اللہ میں ہوتا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی ساری زندگی مجردہ کر بسر کی۔ آپ رضی اللہ عنہ کو فرقہ ملامتیہ کا امام بھی کہا جاتا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ایک دن ابوعلی ثقفی سے فرمایا کہ مرنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ ابوعلی ثقفی نے کہا کہ آپ رضی اللہ عنہ کو تیاری کرنی چاہئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے سر کے نیچے ہاتھ رکھا اور لیٹ گئے۔ لیٹنے کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ لو میں مر گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کا یہ کہنا تھا کہ آپ رضی اللہ عنہ کی روح قفس عصری سے پرواز کر گئی۔ ابوعلی ثقفی نے جب دیکھا تو بڑے نادم ہوئے اور کہا کہ میرے اندر ایسی قوت نہیں کیونکہ میں عیال دار ہوں اور آپ رضی اللہ عنہ مجرد تھے۔ حضرت عبداللہ منازل رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ ابوعلی ثقفی مخلوق سے ہٹ کر صرف اپنے مفاد کی بات کرتے ہیں۔

## عشق خداوندی کی کیفیت

حضرت شیخ ابوبکر کتانی رضی اللہ عنہ نے کم سنی میں ہی حج کا ارادہ کیا اور والدہ سے اس کی اجازت طلب کی۔ والدہ نے اجازت دے دی تو آپ رضی اللہ عنہ حج کے لئے روانہ ہو گئے۔ دوران سفر آپ رضی اللہ عنہ کو غسل کی حاجت پیش آئی چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ نے بیداری کے بعد یہ خیال کیا کہ میں والدہ سے چونکہ بغیر کسی عہد و پیمان کے نکل کھڑا ہوا ہوں اس لئے آپ رضی اللہ عنہ گھر واپس لوٹ آئے۔ گھر پہنچے تو والدہ کو دروازہ میں کھڑے دیکھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے والدہ سے دریافت کیا کہ کیا آپ نے مجھے اجازت نہ دی تھی؟ والدہ نے کہا کہ بے شک میں نے تمہیں اجازت دی تھی لیکن تمہارے بغیر میرا دل نہیں لگتا تھا اس لئے میں

نے خود سے یہ عہد کیا کہ جب تک تم گھر واپس نہیں آجاتے میں دروازے پر کھڑی ہو کر تمہارا انتظار کروں گی۔ آپ ﷺ کو جب والدہ کے اس ارادے کا پتہ چلا تو آپ ﷺ نے حج کا ارادہ ترک کر دیا۔ والدہ کے وصال کے بعد آپ ﷺ ایک مرتبہ پھر حج کے لئے روانہ ہوئے تو راستہ میں آپ ﷺ کا گزرا ایک قبر سے ہوا جس میں موجود مردہ نہیں رہا تھا۔ آپ ﷺ نے سوال کیا کہ تو مرنے کے بعد کیوں ہنستا ہے؟ مردہ نے جواب دیا کہ عشق خداوندی میں یہی کیفیت ہوا کرتی ہے۔

## وہ مجھے جانتے ہیں

کسی بزرگ نے باب نبی شیبہ سے نکل کر حضرت شیخ ابو بکر کتانی ﷺ سے کہا کہ مقام ابراہیم میں ایک محدث حدیث بیان کر رہا ہے۔ آپ ﷺ بھی وہاں تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ نے دریافت کیا کہ وہ کس سند کے ساتھ حدیث روایت کرتے ہیں؟ ان بزرگ نے جواب دیا کہ حضرت عبدالرحمن بن عوف، حضرت معمر، حضرت زہری، حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہم کی اسناد سے۔ آپ ﷺ نے جواب دیا کہ میرا قلب تو میرے رب کی سند سے حدیث بیان کرتا ہے۔ ان بزرگ نے اس کی دلیل پوچھی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کی دلیل یہ ہے کہ آپ حضرت خضر علیہ السلام ہیں۔ آپ ﷺ کی بات سننے کے بعد وہ بزرگ مسکرائے اور فرمایا کہ ہاں میں خضر (علیہ السلام) ہوں اور آج سے پہلے میں یہ سمجھتا تھا کہ دنیا میں کوئی ولی ایسا نہیں جسے میں جانتا نہ ہوں لیکن آج پتہ چلا کہ دنیا میں ایسے ولی بھی موجود ہیں جن سے میں ناواقف ہوں اور وہ مجھے جانتے ہیں۔

## حرص و ہوس کا خاتمہ

حضرت شیخ ابو بکر کتانی ﷺ فرماتے ہیں کہ ایک رات مجھے اکیاون مرتبہ حضور نبی کریم ﷺ کی زیارت باسعادت نصیب ہوئی۔ میں نے آپ ﷺ سے کئی مسائل کی

تحقیق کی۔ پھر ایک مرتبہ مجھے آپ ﷺ کی زیارت ہوئی تو میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! کوئی ایسا عمل بتائیے جس سے حرص و ہوس کا خاتمہ ہو جائے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ روزانہ چالیس مرتبہ یہ دعا پڑھ لیا کرو:

یا حی یا قیوم لا الہ الا انت اسئلک ان تحیی قلبی بنور معرفتک ابدًا.

## عظمت کعبہ

حضرت ابو محمد جریری رضی اللہ عنہ نے مکہ معظمہ میں ایک برس کے قیام دورانِ عظمت کعبہ کی وجہ سے نہ تو کبھی کعبہ کی دیوار سے ٹیک لگائی اور نہ کسی سے بات کی اور نہ ہی کبھی سوئے اور جب حضرت شیخ ابو بکر کتانی رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ یہ مشقتیں کیوں کر برداشت کر لیتے ہو؟ تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میرے صدقِ باطنی نے میری قوتِ ظاہری کو یہ قوتِ برداشت عطا کر دی ہے۔

## بیس ہزار ایک سو انبیاء کرام علیہم السلام کی سفارش

حضرت ابو محمد جریری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں خانقاہ میں موجود تھا تو میں نے ایک شخص کو دیکھا جو نمازِ عصر کے وقت تشریف لایا۔ اس شخص کے بال بکھرے ہوئے تھے اور وہ برہنہ پا تھا۔ اس شخص نے نمازِ عصر ادا کی اور نمازِ مغرب تک سر جھکائے بیٹھا رہا۔ اتفاقاً اس رات خلیفہ وقت کی جانب سے صوفیاء کرام کی دعوت تھی۔ میں نے اس شخص سے دعوت میں چلنے کو کہا تو اس نے مجھ سے کہا کہ مجھے خلیفہ یا صوفیاء سے کوئی سروکار نہیں لیکن اگر تم مناسب سمجھو تو میرے لئے تھوڑا سا جلوہ لیتے آنا۔ آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس کو غیر مسلم تصور کرتے ہوئے اس کی جانب کوئی توجہ نہیں کی۔ جب میں دعوت سے واپس آیا تو میں نے اس شخص کو اسی حالت میں دیکھا۔ اس رات مجھے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت

باسعدت نصیب ہوئی۔ حضور نبی کریم ﷺ کے ہمراہ کم و بیش بیس ہزار ایک سو انبیاء کرام ﷺ تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے میری جانب سے منہ پھیر لیا۔ میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے اس کی وجہ دریافت کی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ آج میرے ایک محبوب نے تجھ سے حلوہ طلب کیا اور تو نے اس کو نظر انداز کر دیا۔ میں بیدار ہوا تو دیکھا کہ وہ شخص خانقاہ سے باہر تشریف لے جا رہا تھا۔ میں نے اسے آواز دے کر روکا اور کہا کہ ٹھہر جاؤ میں تمہاری خدمت میں حلوہ پیش کرتا ہوں۔ اس نے مجھے جواباً کہا کہ حضور نبی کریم ﷺ اور بیس ہزار ایک سو انبیاء کرام ﷺ کی سفارش کے بعد تمہیں حلوہ کا خیال آیا۔ یہ کہہ کر وہ شخص باہر نکل گیا اور باوجود تلاش کرنے کے مجھے نہ ملا۔

## تاحیات ایک ہی لباس استعمال کیا

حضرت ابو محمد جریر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بغداد کی جامع مسجد میں ایک ایسے بزرگ قیام پذیر تھے جو ہمیشہ سے ایک ہی لباس پہنتے ہوئے تھے۔ میں نے ان سے وجہ دریافت کی تو انہوں نے بتایا کہ ایک مرتبہ میں محو خواب تھا کہ میں نے ایک جماعت نہایت نفیس لباس میں ملبوس دیکھی جو کہ جنت کے دسترخوان پر بیٹھی ہوئی تھی۔ میں جب وہاں بیٹھنے لگا تو ایک فرشتہ نے مجھے کھینچ کر اٹھا دیا اور کہا کہ اس جگہ بیٹھنے کے قابل وہ ہے جس نے ساری زندگی ایک ہی لباس استعمال کیا ہو چنانچہ اس دن کے بعد میں نے ایک لباس کے سوا دوسرا لباس نہیں پہنا۔

## شجر یقین کا ثمر اخلاص ہے

دورانِ وعظ کسی شخص نے حضرت ابو محمد جریر رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ دعا فرمائیے میرا دل گم ہو گیا ہے وہ واپس مل جائے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم لوگ تو خود اسی مرض میں مبتلا ہیں۔ عہد گزشتہ میں یہ معاہدہ دین پر موقوف تھا دوسرے دور میں وفا پر تیسرے دور



میں مروت پر اور چوتھے دور میں حیا پر موقوف تھا لیکن اب تو نہ دین ہے نہ حیا ہے نہ وفا ہے نہ مروت بلکہ سب کا معاملہ ہیبت پر موقوف ہے اور قلب کا حقیقی فعل قربت الہی اور اس کی صنعتوں کا مشاہدہ ہے۔ اتباع نفس کرنے والا قید ہے اور راحت نفس کے معاملہ میں نعمت و محنت میں تفریق نہ کرنی چاہئے۔ شجر یقین کا ثمر اخلاص ہے اور رشک کا ثمرہ ریا ہے۔

## پرندے کی شکایت

حضرت ابو بکر واسطی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے سن بلوغ کو پہنچ کر نہ دن کو کھانا کھایا اور نہ رات میں کبھی آرام فرمایا۔ ایک دن میں کسی کام سے باغیچہ میں پہنچا تو ایک چھوٹے سے پرندے نے میرے سر پر اڑنا شروع کر دیا۔ میں نے اس پرندے کو پکڑ کر جب اپنے ہاتھ میں دبایا تو ایک چھوٹا سا پرندہ آیا اور میرے سر پر چبھنے لگا۔ اس وقت مجھے خیال آیا کہ میرے ہاتھ میں جو پرندہ ہے آنے والا چھوٹا پرندہ اس کا بچہ ہے۔ میں نے ازراہ رحم اس پرندے کو چھوڑ دیا لیکن اس کے بعد میں بیمار ہو گیا اور میری یہ بیماری ایک برس تک لمبی ہو گئی۔ ایک رات خواب میں مجھے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت باسعادت نصیب ہوئی میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی بیماری کے بارے میں عرض کیا کہ اس بیماری کی وجہ سے میں ایک سال سے بیٹھ کر نماز ادا کر رہا ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے لئے دعا فرمائیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہاری یہ حالت اس پرندے کی شکایت کی وجہ سے ہے۔

حضرت ابو بکر واسطی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک دن میں اسی طرح بیماری کی حالت میں تکیہ کے سہارے بیٹھا ہوا تھا تو ایک بہت بڑا سانپ بلی کے بچے کو منہ میں دبائے ہوئے نمودار ہوا۔ میں نے اس سانپ کو ڈنڈا مارا اور وہ بلی کے بچے کو چھوڑ کر نکل گیا۔ بلی آئی اور اپنے بچے کو ساتھ لے گئی۔ اس واقعہ کے بعد میں تندرست ہو گیا۔ اسی روز مجھے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک مرتبہ پھر زیارت باسعادت نصیب ہوئی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہاری صحت اس بلی کے بچے کی بدولت ہے۔

## بیڑیاں تو میرے پاؤں میں پڑی ہوئی ہیں

حضرت ابو بکر واسطی رضی اللہ عنہ نے ایک دن شفاخانہ میں کسی دیوانے کو اس حالت میں دیکھا کہ وہ شور مچا رہا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم اپنی وزنی بیڑیوں کے باوجود بھی شور مچا رہے ہو اور خاموشی اختیار نہیں کرتے۔ اس دیوانے نے جواب دیا کہ بیڑیاں تو میرے پاؤں میں پڑی ہوئی ہیں نہ کہ میرے قلب میں۔

## طالبانِ حقیقت کی ہلاکت

حضرت ابو بکر واسطی رضی اللہ عنہ ایک دن اپنے معتقدین کے ہمراہ اپنے مکان میں تشریف فرما تھے کہ مکان کے ایک سوراخ سے دھوپ کی ایک کرن اندر آگئی جس میں لاکھوں ذرات تھر تھراتے ہوئے محسوس ہو رہے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے پوچھا کہ تمہیں ان ذرات کی تھر تھراہٹ سے کوئی پریشانی تو نہیں ہو رہی؟ لوگوں نے عرض کیا کہ نہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ موحّد کی غمان ہی یہی ہے کہ اسی طرح اس کو دونوں عالم بھی لرزاں نظر آنے لگیں تو اس کے قلب پر خوف و ہراس نہ ہو۔ پھر فرمایا کہ خدا کو یاد کرنے والوں کو زیادہ غفلت ہوتی ہے بہ نسبت ان کے جو خدا کو یاد نہیں کرتے کیونکہ اہل حق کا ذکر حق کی کمی سے روگردانی کرنا حق کو فراموش کرنے والوں سے زیادہ غفلت کا باعث ہے کیونکہ ان کو یہ احساس باقی نہیں رہتا کہ وہ حق کے حضور میں حاضر ہیں لیکن ذکر حق کرنے والوں کو بے حضوری کے عالم میں یہ تصور کر لینا کہ وہ ذکر حق میں حاضر نہیں زیادہ غفلت کا نتیجہ ہے اس لئے طالبانِ حقیقت کی ہلاکت ان کے باطل تصورات میں مضمر ہوتی ہے اور جب ان تصورات میں اضافہ ہوتا ہے تو دینی کام گھٹ جاتے ہیں اور دنیاوی کام بڑھ جاتے ہیں کیونکہ تصورات کی حقیقت ہمت عقل پر مبنی ہوتی ہے اور عقل کا حصول ہمت ہی سے وابستہ ہے اور بندہ خواہ حاضر ہو یا غیر حاضر لیکن ذکر کی حقیقت یہ ہے کہ جب غیر حاضر اپنے وجود سے غیر حاضر ہو اور

حق کے ساتھ حاضر رہے تو گویا وہ ذکر میں نہیں بلکہ مشاہدے کے عالم میں ہے اور جب اپنے وجود سے حاضر رہ کر حق سے غیر حاضر ہو تو ذکر ہونے کے باوجود بھی اس کے ذکر کی کوئی اصلیت نہیں ہوتی اور اسی کو غفلت سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

## حضور نبی کریم ﷺ کے موئے مبارک کی برکت

حضرت ابوالعباس قاسم بن مہدی سیاری رضی اللہ عنہ کے بارے میں مشہور ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کا شمار مرو کے نامور رؤساء میں ہوتا تھا۔ اس دور میں کوئی بھی شخص آپ رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر امیر نہ تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کو وراثت میں بے پناہ دولت ملی تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی تمام دولت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دو موئے مبارک حاصل کرنے کے لئے خرچ کر دی اللہ عزوجل نے آپ رضی اللہ عنہ کو ان موئے مبارک کی برکت سے سچی توبہ عطا فرمائی اور آپ رضی اللہ عنہ حضرت ابوبکر واسطی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور روحانی فیوض و برکات سے مالا مال ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ اکثر و بیشتر فرمایا کرتے تھے کہ مجھے جو کچھ روحانی مراتب حاصل ہوئے وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک کی برکت سے حاصل ہوئے۔

## قصابی کا دل بچے کے رونے سے کیوں جلاتا ہے؟

حضرت ابوالعباس احمد بن محمد قصاب رضی اللہ عنہ بازار سے گزر رہے تھے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ ایک بچہ اونٹ پر بوجھ لادے اس کی نکیل پکڑے جا رہا تھا۔ بازار میں بے پناہ کچھڑ تھا اونٹ کا پاؤں پھسلا اور اس کا پاؤں ٹوٹ گیا۔ لوگوں نے چاہا کہ اس اونٹ سے بوجھ اتار لیں لیکن بچے نے ہاتھ اٹھا کر رو کر دعائیں مانگنا شروع کر دیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر اونٹ کی نکیل تھامی اور آسمان کی طرف منہ کر کے دعا مانگی: الہی! اس اونٹ کا پاؤں ٹھیک کر دے اور اگر تو اسے درست نہیں کرنا چاہتا تو اس قصابی کا دل بچے کے رونے سے کیوں جلاتا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کا یہ فرمانا تھا کہ اونٹ فوراً اٹھ کھڑا ہوا۔

## حق تعالیٰ نے ہدایت کا دروازہ کھول دیا

حضرت ابوسعید فضل اللہ بن محمد مہمینی رضی اللہ عنہ ابتداء میں مہنہ سے حصول علم کے لئے سرخس آئے اور حضرت ابوعلی زاہد رضی اللہ عنہ کے درس میں شامل ہونے لگے۔ آپ رضی اللہ عنہ ان سے تین دن درس لیتے اور تین دن عبادت و ریاضت میں مشغول رہتے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے استاد محترم نے جب یہ صورتحال دیکھی تو آپ رضی اللہ عنہ کو نہایت عزت و احترام دینا شروع کر دیا۔ ایک دن آپ رضی اللہ عنہ نہر کے کنارے جا رہے تھے کہ سرخس کا حاکم شیخ ابوالفضل حسن وہاں سے گزرا۔ اس نے آپ رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر کہا کہ اے ابوسعید رضی اللہ عنہ! جس راستہ پر تم چل رہے ہو وہ تمہارا راستہ نہیں تم اپنی راہ لو۔ آپ رضی اللہ عنہ نے کچھ تعرض نہ کیا اور پلٹ کر اپنی جگہ پر آگئے اور ریاضت و مجاہدہ میں مشغول ہو گئے یہاں تک کہ حق تعالیٰ نے ہدایت کا دروازہ کھول دیا اور آپ رضی اللہ عنہ بلند مراتب پر فائز ہوئے۔

## دلی خدشہ سے باخبر ہونا

حضرت شیخ ابو مسلم فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت ابوسعید فضل اللہ بن محمد مہمینی رضی اللہ عنہ سے ملنے گیا تو اس وقت آپ رضی اللہ عنہ میلی سے گذری پہنے ہوئے تھے۔ جب میں مکان کے اندران کے روبرو پہنچا تو انہیں دیبائے مصری پہنے ہوئے تخت پر بیٹھے دیکھا۔ میں نے دل میں خیال کیا کہ یہ اس ٹھاٹھ بھاٹھ کے ساتھ درویشی کا دعویٰ کرتے ہیں اور میں ان تمام علاقوں سے مجردہ کر درویشی کا مدعی ہوں ان کے ساتھ میری موافقت کیونکر ہوگی؟ آپ رضی اللہ عنہ میرے اس دلی خدشہ سے باخبر ہو گئے اور مجھے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

”اے ابو مسلم رضی اللہ عنہ! تم نے کس کتاب میں پایا ہے کہ جس کا دل

مشاہدہ حق میں قائم ہو اس پر نام فقر لکھا ہے۔“

یعنی اصحاب مشاہدہ تو حق تعالیٰ کے ساتھ غنی ہوتے ہیں فقراء تو ارباب مجاہدہ میں

سے ہوتے ہیں۔

## شیطانی وسوسہ اور الہامِ حق

ایک مرتبہ حضرت ابوسعید فضل اللہ بن محمد مہمینی رضی اللہ عنہ نے نیشاپور سے مقام طوس جانے کا ارادہ کیا۔ راستہ میں ایک گھاٹی اتنی سرد آئی کہ موزے میں پاؤں ٹھنڈے ہو رہے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ ایک درویش کے دل میں خیال آیا کہ میں اپنی چادر پھاڑ کر دو ٹکڑے کر کے انہیں شیخ کے پاؤں پر لپیٹ دوں۔ چادر چونکہ عمدہ اور قیمتی تھی اس لئے دل نے گوارہ نہ کیا کہ اسے پھاڑے۔ جب طوس پہنچے تو اس درویش نے آپ رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ حضرت! شیطانی وسوسہ اور الہامِ حق کے درمیان کیا فرق ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ الہام وہ تھا کہ تجھے چادر پھاڑ کر دو ٹکڑے کر کے ابوسعید رضی اللہ عنہ کے پاؤں لپیٹنے کا حکم دیا گیا تھا تا کہ وہ سردی سے محفوظ رہے اور شیطانی وسوسہ وہ تھا کہ تجھے ایسا کرنے سے روکا گیا۔

## نقص عہد گناہ ہے

حضرت ابو عمرو نخیل رضی اللہ عنہ نے عہد کیا کہ چالیس سال تک اللہ عزوجل کی رضا کے علاوہ کچھ طلب نہ کروں گا۔ ایک مرتبہ آپ رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی شدید علیل ہو گئیں اور باوجود مسلسل علاج کے کچھ افاقہ نہ ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی کے شوہر عبدالرحمن نے کہا کہ تمہارا علاج تمہارے والد صاحب کے ہاتھ میں ہے اس لئے کہ تمہارے والد نے عہد کر رکھا ہے کہ چالیس سال تک خدا کی رضا کے سوا کچھ طلب نہ کروں گا اور ان کے اس عہد کو بیس سال گزر چکے ہیں لہذا وہ نقص عہد کر کے تمہارے لئے دعا کریں تو تم یقیناً صحت یاب ہو جاؤ گی گو نقص عہد گناہ ہے لیکن اس سے تمہیں صحت حاصل ہو سکتی ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا کہ تم تو نکاح کے بیس برس تک نہیں آئیں آج تمہارے آنے کی وجہ کیا ہے؟ صاحبزادی نے عرض

کیا کہ میں اللہ عزوجل کا جتنا شکر ادا کروں کم ہے جس نے مجھے آپ ﷺ جیسے والد اور عبدالرحمن جیسا شوہر عطا کیا۔ آپ ﷺ جانتے ہیں کہ زندگی سے بڑھ کر کوئی شے عزیز نہیں ہوتی اور اسی کی وجہ سے مجھے آپ ﷺ جیسے عظیم المرتبت والد اور عبدالرحمن جیسے شوہر کا دیدار نصیب ہوا ہے۔ آپ ﷺ نے اللہ عزوجل سے عہد کیا کہ چالیس سال تک اس کی رضا کے علاوہ کچھ طلب نہ کریں گے لہذا میں آپ ﷺ کو اس عہد کا واسطہ دیتی ہوں اور عرض کرتی ہوں کہ آپ ﷺ نقص عہد کر کے میرے حق میں دعائے خیر فرمائیں کہ اللہ عزوجل مجھے صحت کاملہ عطا فرمائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس بات کی کیا ضمانت ہے کہ تم اگر صحت یاب بھی ہو جاؤ تو تمہیں موت نہیں آئے گی اور جب موت کی آمد میں کسی قسم کا کوئی شبہ نہیں تو پھر اس سے کیا فرق پڑتا ہے کہ موت بیماری سے آئے یا ویسے ہی لہذا میں نقص عہد کے گناہ میں مبتلا نہیں ہوتا چاہتا۔ آپ ﷺ کی صاحبزادی نے آپ ﷺ کے قول سے سمجھا کہ شاید میری موت آنے والی ہے اور صحت یابی ممکن نہیں لیکن اس کا یہ خیال غلط ثابت ہوا اور وہ آپ ﷺ کے وصال کے چالیس برس تک زندہ رہیں۔

## عبودیت فنا ہو جاتی ہے

ایک مرتبہ حضرت جعفر خلدی ﷺ نے حضور نبی کریم ﷺ کو خواب میں دیکھا تو دریافت کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! تصوف کیا ہے؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تصوف اس حالت کو کہتے ہیں جس میں ربوبیت کا اظہار ہونے لگتا ہے اور عبودیت فنا ہو جاتی ہے۔

## فنائے صفت اور فنائے سبب جائز ہے

حضرت ابوسعید فضل اللہ بن محمد ہمینی ﷺ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں حضرت ابو احمد المظفر ﷺ کے پاس موجود تھا کہ نیشاپور کا ایک مدعی آیا اور آپ ﷺ کے فرمان پر کہنے لگا فانی ہو جانے کے بعد باقی ہوتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ فنا پر بقا کی کیا صورت

ہے کیونکہ فنا معدوم ہونے کو کہتے ہیں اور بقا موجود ہونے کو اور ہر ایک دوسرے کی نفی کرنے والا ہے لہذا فنا تو معلوم ہے کہ چیز ناپید ہو جاتی ہے اگر وہ موجود ہو جائے تو وہ عین شے نہیں ہو سکتی بلکہ وہ بجائے خود دوسری چیز ہوگی اور یہ جائز نہیں کہ ایمان و ذات فنا ہو جائیں البتہ فنا صفت اور فنائے سبب جائز ہے۔

## بلا و ضوقر آن چھولیا

حضرت شیخ ابوالخیر قطع رحمہ اللہ جس وقت کوہ لبنان پر مقیم تھے تو بادشاہ وقت نے حسب معمول وہاں کے فقراء میں ایک دینار تقسیم کیا لیکن آپ رحمہ اللہ نے اپنا دینار ایک ساتھی کو دے دیا اور خود شہر کا رخ کر لیا۔ آپ رحمہ اللہ نے اتفاقاً اسی دن بلا و ضوقر آن کو چھولیا جس کی وجہ سے آپ رحمہ اللہ بے حد پریشان ہوئے۔ اسی پریشانی کے عالم میں آپ رحمہ اللہ بازار میں جا رہے تھے کہ وہاں کچھ لوگوں نے آپ رحمہ اللہ کو چور سمجھ کر پکڑ لیا اور آپ رحمہ اللہ کے ہمراہ اور بھی کئی صوفیاء پکڑے گئے۔ آپ رحمہ اللہ نے ان سے کہا کہ میں چوروں کا سرغنہ ہوں اور جو سزا تم نے دینی ہے وہ دے دو مگر باقی تمام صوفیاء کو چھوڑ دو۔ لوگوں نے باقی تمام افراد کو چھوڑ دیا اور آپ رحمہ اللہ کا ہاتھ کاٹ دیا۔ ہاتھ کاٹنے کے بعد جب لوگوں کو معلوم ہوا کہ یہ تو حضرت شیخ ابوالخیر قطع رحمہ اللہ ہیں تو وہ بڑے شرمندہ ہوئے اور آپ رحمہ اللہ سے معافی مانگنے لگے۔ آپ رحمہ اللہ نے انہیں معاف کر دیا اور اسی حالت میں گھر تشریف لے گئے۔ گھر والوں نے جب کٹا ہوا ہاتھ دیکھا تو آہ و زاری شروع کر دی۔ آپ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ تم رو مت بلکہ خوشیاں مناؤ اس لئے کہ اگر میرا ہاتھ نہ کاٹا جاتا تو یقیناً میرا قلب کاٹ دیا جاتا اور یہ وہی ہاتھ ہے جس سے میں نے بلا و ضوقر آن کو چھولیا تھا۔

## راہ طریقت کا اشتیاق

حضرت قطب الدین اولیاء ابواسحاق ابراہیم بن شہریار گاؤزنی رحمہ اللہ فرماتے

ہیں کہ جب میں بچپن میں حصول علم میں مشغول تھا تو اس وقت مجھے راہ طریقت کا اشتیاق پیدا ہوا۔ اس دور میں تین بزرگ حضرت عبداللہ خفیف، حضرت حارث محاسبی اور حضرت عمرو بن علی رضی اللہ عنہم صاحب فضیلت تھے۔ میں نے نمازِ استخارہ پڑھی اور سجدہ میں سر رکھتے ہوئے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں دعا فرمائی کہ اے اللہ! مجھے اس بات کی اطلاع دے دے کہ ان تین بزرگوں میں سے کس کے ذامن سے وابستگی اختیار کروں۔ اس کے بعد مجھے نیند آگئی اور میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک بزرگ اونٹ پر بہت سی کتابیں لادے ہوئے تشریف لائے اور انہوں نے مجھ سے فرمایا کہ تمام کتابیں حضرت عبداللہ خفیف رضی اللہ عنہ کی ہیں جو انہوں نے تمہیں دی ہیں۔ چنانچہ میں سمجھ گیا کہ مجھے حضرت عبداللہ خفیف رضی اللہ عنہ کے ذامن سے وابستہ ہونا چاہئے۔

## درویشوں کا طرہ امتیاز

حضرت قطب الدین اولیاء ابو اسحاق ابراہیم بن شہریار گاؤ زنی رضی اللہ عنہ کے والدین نے آپ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تم نے درویشی تو اختیار کر لی لیکن غربت کی وجہ سے تم مہمانداری نہیں کر سکتے جو کہ درویشوں کا طرہ امتیاز ہے اور یہ کمزوری ممکن ہے تمہیں اپنے راستہ سے ہٹا دینے کا باعث بن جائے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے والدین کو جواب دینے کی بجائے خاموشی اختیار کئے رکھی۔ اتفاقاً اس برس رمضان المبارک میں مہمانوں کی ایک جماعت آپ رضی اللہ عنہ کے ہاں مقیم ہوگئی۔ آپ رضی اللہ عنہ اپنی مفلسی کی وجہ سے ان کی مہمان نوازی کرنے سے قاصر تھے اس دوران ایک شخص روٹیوں سے بھری ہوئی دو بوریاں اور کھانے کے دیگر لوازمات کے ہمراہ آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور جب اس واقعہ کا علم والدین کو ہوا تو وہ اپنی خام خیالی پر نادم ہوئے اور آپ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اللہ تعالیٰ تمہاری اعانت فرماتا رہے جس حد تک ہو سکے تم مخلوق کی خدمت کرتے رہو اور پھر اس دن کے بعد انہوں نے کبھی آپ رضی اللہ عنہ کے کسی کام میں کوئی مداخلت نہ فرمائی۔



## مسجد کی تعمیر

ایک مرتبہ حضرت قطب الدین اولیاء ابو اسحاق ابراہیم بن شہریار گاؤزنی رحمۃ اللہ علیہ نے مسجد کی تعمیر کا ارادہ کیا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت خواب میں ہوئی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد کی بنیاد اپنے دست مبارک سے رکھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بیداری کے عالم میں اسی بنیاد پر مسجد کی تعمیر فرمائی۔ کچھ عرصہ بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مسجد کی توسیع فرما رہے ہیں چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مسجد کو اتنی ہی وسعت دے دی جتنی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دی تھی۔

## تاحیات عہد پر قائم رہے

حضرت قطب الدین اولیاء ابو اسحاق ابراہیم بن شہریار گاؤزنی رحمۃ اللہ علیہ نے سفر حج کا ارادہ کیا تو مشائخین بصرہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو دعوت دی جس میں انواع و اقسام کے کھانے موجود تھے لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ نے گوشت کو ہاتھ نہیں لگایا جس کی وجہ سے مشائخین کو یہ خیال ہوا کہ شاید آپ رحمۃ اللہ علیہ گوشت نہیں کھاتے ہیں لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی نیت کا اندازہ لگاتے ہوئے فرمایا کہ شاید تم لوگ یہ سوچ رہے ہو کہ میں گوشت نہیں کھاتا حالانکہ ایسا نہیں ہے مگر آج سے تمہارے خیال کو قائم رکھنے کے لئے میں گوشت نہیں کھاؤں گا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنی باقی ساری زندگی یعنی تاحیات اس عہد پر قائم رہے۔

## حضرت شیخ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کا تائب ہونا

حضرت شیخ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ ابتداء میں ایک دوا خانے کے مالک تھے۔ ایک روز آپ رحمۃ اللہ علیہ کاروبار دنیا میں مصروف تھے کہ ایک فقیر نے آکر صدالگائی اور جب دیکھا کہ کچھ اثر نہیں ہو رہا تو اس نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ تم تو کاروبار دنیا میں مصروف ہو

جان کیسے دو گے؟ آپ ﷺ نے جھنجھلا کر کہا کہ جیسے تم دو گے؟ فقیر نے جب آپ ﷺ کی بات سنی تو فرمایا کہ بھلا تم میری طرح جان کیسے دو گے؟ یہ کہہ کر اس فقیر نے سر کے نیچے کشلول رکھا اور لیٹ گیا۔ پھر زبان سے کلمہ شہادت پڑھا اور اس کی روح قفس عصری سے پرواز کر گئی۔ آپ ﷺ نے جب یہ سارا منظر دیکھا تو اسی وقت کھڑے کھڑے اپنی تمام دولت لٹادی اور درویشی اختیار کر لی۔

## غافلوں کو ہلاکت میں ڈالنے والا

حضرت شیخ ابوالقاسم گرگانی ﷺ اپنے ابتدائے حال کی ایک نشانی بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ میں نے نفس کو سانپ کی شکل میں دیکھا۔ میں نے اس سے پوچھا کہ تو کون ہے؟ تو اس نے کہا کہ میں غافلوں کو ہلاکت میں ڈالنے والا ہوں۔

## پیروں اور فقیروں کا غلام

حضرت سید علی بن عثمان الہجوری الجلابی المعروف حضور سیدنا داتا گنج بخش ﷺ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں اپنے پیرومرشد کو وضو کروا رہا تھا کہ میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ جب اللہ عزوجل نے ہر بات تقدیر میں لکھ دی ہے تو پھر لوگ کیوں آزاد ہونے کے باوجود کرامت اور فیوض و برکات کی امید پر پیروں اور فقیروں کے غلام بنتے ہیں اور کیوں اتنی ریاضتیں اور محنتیں کرتے ہیں۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ پیرومرشد میری بات کو کشف کے ذریعے جان گئے اور انہوں نے مجھے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ صاحبزادے! میں تمہاری کیفیت سے بخوبی واقف ہوں۔ یہ بات اچھی طرح سمجھ لو کہ ہر کام کا ایک سبب ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر کام کے لئے سبب مقرر کئے ہیں اور جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو نوازا نا چاہتا ہے اور تاج عرفان و مملکت عشق سے نوازا نا چاہتا ہے تو پہلے اس کو گناہوں سے توبہ کی توفیق دیتا ہے اور پھر اسے اپنے کسی مقرب بندے کی خدمت میں مشغول کر دیتا ہے تاکہ وہ

اس خدمت گزاری سے وہ تمام مراتب حاصل کر سکے۔

## محبوب کی طلب

حضرت سید علی بن عثمان الہجوری الجلابی المعروف حضور سیدنا داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوالقاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ سے محبت کے بارے میں دریافت کیا تو حضرت ابوالقاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ محبت یہ ہے کہ محبت اپنی صفات کو محبوب کی طلب میں محو کر دے اور محبوب کا اثبات اس کی ذات سے قائم کرے یعنی جب محبوب باقی ہوگا تو لازمی طور پر محبت فانی ہو جائے گا اس لئے کہ محبوب کی ذات کی بقاء غیر محبوب کی نفی کر کے اپنا تصرف مطلق کرے گی اور محبت کی صفت فنا ہو تو پھر محبوب کی ذات کے سوا کچھ نہیں رہتا اور یہ ہرگز روا نہیں کہ محبت اپنی صفت میں قائم رہے اس لئے کہ جو اپنی صفت سے قائم ہوتا ہے وہ محبوب کے جمال سے بے نیاز ہو جاتا ہے اور جب اسے یہ آگاہی ہو جاتی ہے کہ اس کی زندگی محبوب کے جمال سے ہے تو وہ لازمی طور پر اسے اپنی صفات کی نفی اور محبوب کی ذات کا اثبات مطلوب ہوگا۔

## میں اللہ تعالیٰ کا ایک عاجز بندہ ہوں

حضرت سید علی بن عثمان الہجوری الجلابی المعروف حضور سیدنا داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ جب بحکم مرشد لاہور تشریف لائے تو دریا کے کنارے ایک جگہ پر اپنا علم لگایا اور مصروف عبادت ہو گئے۔ ایک دن ایک بوڑھی عورت اپنے سر پر دودھ سے بھرا ہوا ایک برتن اٹھائے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک سے گزری۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس عورت سے دریافت کیا کہ کیا لے جا رہی ہو؟ اس بوڑھی عورت نے کہا کہ وہ گورنر لاہور رائے راجو کے لئے دودھ لے جا رہی ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس عورت سے کہا کہ تم دودھ مجھے دے دو۔ اس عورت نے کہا کہ اگر میں نے رائے راجو کو دودھ نہیں دیا تو ہمارے جانور دودھ کی جگہ خون دینے لگ جائیں

گے۔ آپ ﷺ نے اس کی بات سن کر فرمایا کہ تم مجھے تھوڑا دودھ دے دو گی تو اس میں تمہارا ہی فائدہ ہوگا۔ اس عورت نے آپ ﷺ کو تھوڑا سا دودھ دے دیا۔ اس شام جب وہ عورت اپنے جانوروں کا دودھ دوہنے لگی تو جانوروں نے اتنا زیادہ دودھ دیا کہ گھر کے تمام برتن دودھ سے بھر گئے۔ اس عورت نے اس بات کا ذکر اپنے ہمسایوں سے کیا اور آن بھر میں یہ خبر پورے شہر میں پھیل گئی اور لوگ جوق در جوق دودھ آپ ﷺ کی خدمت میں لے کر آنا شروع ہو گئے۔ گورنر لاہور رائے راجو کو جب ساری صورتحال کا پتہ چلا تو وہ آپ ﷺ کے پاس نہایت مغرورانہ انداز میں آیا اور کہا کہ میرے پاس اور بہت سے کمال ہیں آپ ﷺ نے میرا دودھ بند کر کے اچھا نہیں کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں نہ تو کوئی جادوگر ہوں نہ کوئی شعبدہ باز۔ میں تو اللہ تعالیٰ کا ایک عاجز سا بندہ ہوں البتہ اگر تم کوئی کمال دکھانا چاہتے ہو تو دکھاؤ۔ رائے راجو آپ ﷺ کی بات سن کر ہوا میں اڑنا شروع ہو گیا۔ آپ ﷺ نے اپنے نعلین مبارک اتاریں اور نعلین مبارک فضا میں بلند ہو کر اس کے سر پر پڑھنا شروع ہو گئیں اور اسے زمین پر لا پھینکا۔ آپ ﷺ کی یہ کرامت دیکھ کر رائے راجو آپ ﷺ کے قدموں میں گر پڑا اور سچے دل سے توبہ کر کے مسلمان ہو گیا۔ آپ ﷺ نے اس کا نام شیخ ہندی رکھا جو بعد میں آپ ﷺ کی صحبت میں رہ کر شیخ ہندی ﷺ کے نام سے مشہور ہوئے اور ان کی اولاد ذہی آپ ﷺ کے دربار کی مجاور چلی آرہی ہے۔

## فقیر کی شان

فقیر کی شان بیان کرتے ہوئے حضرت سید علی بن عثمان الہجوری الجلابی المعروف حضور سیدنا داتا گنج بخش ﷺ فرماتے ہیں کہ اصل فقیر وہی ہے جو اپنے پاس دنیاوی اسباب میں سے کچھ نہ رکھے اور اس کے پرسکون اور مطمئن دل میں ان اسباب کے نہ ہونے کا کوئی دکھ نہ ہو۔ فقیر جس قدر تنگ دست ہوگا اتنا ہی اس کے لئے فائدہ مند ہوگا اور اس پر توکل کی حقیقت اور اللہ تعالیٰ کے اسرار منکشف ہوں گے۔ فقیر کے لئے دنیا کے جتنے

بھی بکھیڑے زیادہ ہوں گے اتنا ہی اس کے لئے نقصان دہ ہوں گے۔

## صوفیاء کا لباس

حضرت سید علی بن عثمان الہجوری الجلابی المعروف حضور سیدنا داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ صوفیاء کے لباس کے بارے میں فرماتے ہیں کہ صوفی کا گوڈری خرقہ یا کبل لینا ایسا ہے جیسے اس نے کفن پہنا ہو۔ صوفیانہ لباس پہننے کی شرط یہ ہے کہ یہ لباس بنائے تو نیت کرے کہ دیگر قسم کے لباسوں سے ہلکا ہو اور اس لباس پر جا بجا پیوند لگائے تاکہ تکبر سے خلاصی ہو۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بعض ریاکار قسم کے لوگوں نے اونی لباس کو پہننا اپنا شعار بنا لیا اور اونی لباس تیار کروانے میں جو مخصوص قسم کا تکلف اختیار کیا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ عوام میں اپنی شہرت اور عزت و قدر چاہتے ہیں اور جو جماعت صوفیوں کا حلیہ بنا کر خرقہ پوشی کر رہی ہے وہ صرف عوام میں اپنے آپ کو صوفی مشہور کرنے اور دنیا میں عزت حاصل کرنے کی غرض سے کر رہی ہے۔ سچا صوفی وہ ہے جو ایسا لباس زیب تن کرے جس میں بے شمار پیوند لگے ہوں تاکہ اس کے قلب کی صفائی ہو۔

## ایمان کی علامات

ایمان کی علامات بیان کرتے ہوئے حضرت سید علی بن عثمان الہجوری الجلابی المعروف حضور سیدنا داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ بندہ دل سے توحید کا اعتقاد رکھے۔ اپنی آنکھوں کو ممنوع چیزوں سے بچائے۔ حق تعالیٰ کی نشانیوں اور آیتوں سے عبرت حاصل کرے۔ کانوں کو کلام الہی کی سماعت کے لئے وقف کرے۔ اپنے معدے کو حرام چیزوں سے بچائے۔ زبان سے سچ بولے اور بدن کو غیر شرعی چیزوں سے پاک رکھے تاکہ اس کا ظاہر اور باطن متحد ہو جائیں۔

## کوئی ایسا نہیں جس کا مقام معین نہ ہو

حضرت سید علی بن عثمان الہجوری الجلابی المعروف حضور سیدنا داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ کوئی ایسا نہیں کہ جس کا مقام معین نہ ہو۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام کا مقام توبہ تھا۔ حضرت نوح علیہ السلام کا مقام زہد تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مقام تسلیم و رضا تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مقام انابت تھا۔ حضرت داؤد علیہ السلام کا مقام حزن و ملال تھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مقام امید و رجاء تھا۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام کا مقام خوف و خشیت تھا اور ہمارے آقا سید عالم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام ذکر تھا۔ جب بھی کوئی طالب کسی مقام کو عبور کرے گا اور پچھلے مقام کو چھوڑ دے گا تو وہ لازمی کسی ایک مقام پر قائم ہوگا جو کہ اس کی قلبی واردات کا مقام ہوگا۔

## مسئلہ منکشف ہو جاتا

حضرت سید علی بن عثمان الہجوری الجلابی المعروف حضور سیدنا داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میرے ساتھ کچھ ایسا معاملہ پیش آیا کہ میں نے اس معاملہ کو حل کرنے کی حتی الامکان کوشش کی لیکن وہ معاملہ حل نہ ہوا۔ چنانچہ میں حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر چلے کش ہوا اور وہ معاملہ مجھ پر منکشف ہو گیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے جب بھی کوئی ایسا مسئلہ درپیش ہوتا جس کا حل میں نہ پاتا تو میں حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر متعلق ہوتا تو وہ مسئلہ مجھ پر منکشف ہو جاتا۔

## اظہار عقیدت

چشتیہ سلسلے کے مشہور بزرگ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری المعروف خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کو جب مدینہ منورہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی اور

ہندوستان کی ولایت عنایت ہوئی تو آپ ﷺ ہندوستان میں وارد ہوتے ہی سب سے پہلے حضرت سید علی بن عثمان الہجویری الجلابی المعروف حضور سیدنا داتا گنج بخش ﷺ کے مزار مبارک پر حاضر ہوئے اور متعکف ہوئے۔ آپ ﷺ نے مزار مبارک پر چالیس دن تک چلہ کیا لیکن زیارت باسعادت نصیب نہ ہوئی۔ چالیسویں دن آپ ﷺ نے اپنی عقیدت کا اظہار یوں فرمایا:

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا

ناقصاں را پیر کامل کلاماں را راہنما

چنانچہ اس رات آپ ﷺ کو زیارت باسعادت نصیب ہوئی۔ حضور سیدنا داتا گنج بخش ﷺ نے آپ ﷺ کی ولایت ہند پر اپنی مہر ثبت کی اور آپ ﷺ کو سلطان الہند کا خطاب دیتے ہوئے اجمیر جانے کا حکم فرمایا۔

## گھٹنوں کے بل حاضری

حضرت خواجہ بابا فرید الدین مسعود گنج شکر ﷺ کو حضرت سید علی بن عثمان الہجویری الجلابی المعروف حضور سیدنا داتا گنج بخش ﷺ سے دلی عقیدت حاصل تھی۔ آپ ﷺ جب بھی پاک پتن سے مزار مبارک کی زیارت کے لئے حاضر ہوتے تو برہنہ پاؤں پاک پتن سے پیدل چلتے ہوئے آتے اور لاہور ضلع کچہری کے نزدیک واقع ایک مقام پر قیام فرماتے۔ جب حاضری کی اجازت ملتی تو گھٹنوں کے بل چل کر مزار پاک پر حاضری کی سعادت حاصل کرتے تھے۔

## راہنما کا درجہ رکھتی ہے

محبوب الہی حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء ﷺ نے حضرت سید علی بن عثمان الہجویری الجلابی المعروف حضور سیدنا داتا گنج بخش ﷺ کی تصنیف کردہ کتاب ”کشف

المحجوب“ کے بارے میں فرمایا کہ یہ کتاب ہر اس شخص کے لئے راہنما کا درجہ رکھتی ہے جس کا کوئی مرشد نہ ہو۔

## خاصانِ بندگانِ خدا

حضرت سید ابوصالح موسیٰ جنگی دوست رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ دریا کے کنارے مجاہدے میں مشغول تھے اور فاقہ کشی کا تیسرا دن تھا۔ اس دوران دریا میں سے ایک سیب بہتا ہوا آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اسے پکڑ کر نوش فرمایا۔ اس دوران آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ نامعلوم یہ سیب کس کا تھا اور میں نے اسے کیونکر کھالیا؟ ابھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دل میں یہ ملال پیدا ہوا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دریا کے کنارے کٹارے سفر کرنا شروع کر دیا مبادا شاید نزدیک کوئی باغ ہو جہاں سے یہ سیب گرا اور دریا کے ساتھ بہہ کر ادھر آ نکلا۔ کئی روز کے سفر کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ایک بہت بڑا باغ نظر آیا جس کے بیچ میں ایک عالی شان عمارت موجود تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ جب اس باغ میں داخل ہوئے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کو سیب کا ایک درخت نظر آیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ سمجھ گئے کہ وہ سیب اسی درخت کا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ باغ کے مالک حضرت سید عبداللہ صومعی رحمۃ اللہ علیہ سے ملے اور ان کو تمام ماجرا سنانے کے بعد ان سے معافی کے طلبگار ہوئے۔ حضرت سید عبداللہ صومعی رحمۃ اللہ علیہ کا شمار نابغہ روزگار اولیاء میں ہوتا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پہلی نگاہ میں ہی حضرت سید ابوصالح موسیٰ جنگی دوست رحمۃ اللہ علیہ کو پہچان لیا کہ یہ شخص بندگانِ خدا میں سے ہے۔ حضرت سید عبداللہ صومعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تمہیں بارہ برس تک ہماری خدمت کرنا ہوگی اس کے بعد تمہیں بغیر پونچھے سیب کھانے کی معافی ملے گی؟ حضرت سید ابوصالح موسیٰ جنگی دوست رحمۃ اللہ علیہ نے حامی بھری اور بارہ سال تک حضرت سید عبداللہ صومعی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہے۔ بارہ برس بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دریافت فرمایا کہ حضور! کیا آپ رحمۃ اللہ علیہ نے میری غلطی کو معاف کر دیا ہے؟ حضرت عبداللہ صومعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ نہیں! اب تمہیں میری بیٹی سے شادی کرنا ہوگی جو



آنکھوں سے اندھی ہے کانوں سے بہری ہے ہاتھ پاؤں سے لولی لنگڑی ہے۔ تم نکاح کے دو برس تک میرے ساتھ رہو گے تاکہ میں اپنی آنکھوں سے فرزند کو دیکھ سکوں اس کے بعد تمہارا جہاں جی چاہے تم چلے جانا۔ حضرت سید ابوصالح موسیٰ جنگلی دوست رحمۃ اللہ علیہ کا نکاح حضرت عبداللہ صومعی رحمۃ اللہ علیہ کی بیٹی سے ہو گیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جب زوجہ کو دیکھا تو ان کے تمام اعضاء صحیح سالم تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ حیران و پریشان حالت میں حضرت عبداللہ صومعی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سارا ماجرا ان کے گوش گزار کیا۔ حضرت عبداللہ صومعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے اسی بیٹی سے تمہاری شادی کی ہے وہ اندھی اس لئے ہے کہ اس نے کبھی کسی غیر محرم کو نہیں دیکھا وہ بہری اس لئے ہے کہ اس نے کبھی کسی غیر محرم کی آواز نہیں سنی وہ لولی لنگڑی اس لئے ہے کہ اس کے نہ ہاتھوں نے کبھی کسی غیر محرم کو چھوا ہے نہ اس کے قدم کبھی کسی نامحرم کی جانب اٹھے ہیں۔ حضرت سید ابوصالح موسیٰ جنگلی دوست رحمۃ اللہ علیہ نے جب حضرت عبداللہ صومعی رحمۃ اللہ علیہ کی زبانی یہ تو جیہہ سنی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ عزوجل کا شکر ادا کیا۔

## محی الدین

حضور سیدنا غوث الاعظم حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ۵۱۱ ہجری میں میں برہنہ پاؤں بغداد شریف کی طرف تشریف لارہا تھا کہ راستہ میں مجھے ایک بیمار کمزور اور متغیر رنگ والا ایک شخص ملا۔ جب میں اس شخص کے نزدیک آیا تو اس شخص نے میرا نام لے کر مجھے پکارا اور مجھے سلام کیا۔ جب میں اس کے قریب پہنچا تو اس شخص نے مجھ سے کہا کہ مجھے سہارا دو۔ چنانچہ میں نے اسے سہارا دیا اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ شخص تندرست و توانا ہو گیا اور اس کے چہرے پر توانائی کی لہر دوڑ گئی۔ میں نے جب یہ دیکھا تو گھبرا گیا۔ اس شخص نے مجھ سے کہا کہ پریشانی کی کوئی بات نہیں ہے۔ اس شخص کی بات سن کر میرے چہرے پر اطمینان کی کیفیت طاری ہوئی۔ پھر اس شخص نے مجھ سے پوچھا کہ تم مجھے جانتے ہو؟

میں نے انکار کر دیا تو اس نے کہا: میں دین اسلام ہوں اور میں قریب المرگ تھا۔ اللہ عزوجل نے مجھے تمہارے ذریعے دوبارہ جہت زندہ کر دیا ہے۔ حضور سیدنا غوث الاعظم حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ پھر اس شخص سے رخصت ہونے کے بعد میں بغداد شریف پہنچا اور جامع مسجد میں نماز کی غرض سے داخل ہوا۔ ابھی میں جامع مسجد کے دروازے میں ہی تھا کہ ایک شخص آگے بڑھا اور اس نے میرے جوتے پکڑ کر مجھے ”یاسیدی محی الدین“ کہہ کر پکارا۔ پھر جب میں نماز کے لئے کھڑا ہوا تو چاروں اطراف سے لوگ آ کر میرے ہاتھ چومنے لگے اور مجھے ”یا محی الدین“ کہہ کر پکارنے لگے اور اس لقب سے مجھے پہلے کسی نے کبھی نہیں پکارا تھا۔

## سچ کی برکت

حضور سیدنا غوث الاعظم حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں بغداد جانے کے لئے ایک قافلہ میں شامل ہو گئے۔ جب یہ قافلہ شہر کی حدود سے باہر نکلا تو راستہ میں ۶۰ لٹیروں نے قافلے پر حملہ کر دیا اور قافلے کا تمام مال و اسباب لوٹ لیا۔ لوٹ مار کے دوران ایک شخص آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا اور پوچھا کہ اے لڑکے! تیرے پاس کیا ہے؟ میں نے اسے بتایا کہ میرے پاس چالیس دینار ہیں۔ وہ شخص میری بات کو مذاق سن کر آگے بڑھ گیا۔ اس کے بعد ایک اور شخص میرے پاس آیا اور اس نے بھی مجھ سے یہی پوچھا اور میں نے اسے بھی یہی بتایا کہ میرے پاس چالیس دینار ہیں۔ وہ شخص بھی میری بات کا مذاق اڑا کر آگے بڑھ گیا۔ کچھ دیر بعد یہ دونوں لٹیروں نے اپنے سردار کے پاس گئے اور اسے میری بات بتائی۔ اس سردار نے مجھے بلایا اور کہا کہ کیا واقعی تمہارے پاس چالیس دینار ہیں۔ میں نے اسے بتایا کہ ہاں میری بغل کے نیچے سلے ہوئے ہیں۔ اس نے قمیض کو ادھیڑ کر دیکھا تو اس میں سے چالیس دینار برآمد ہو گئے۔ وہ سردار حیران ہوا اور اس نے مجھ سے کہا کہ تم نے اسے راز کیوں نہ رکھا؟ تمہیں سچ بتانے کی کیا ضرورت تھی؟ میں نے جواب دیا

کہ میری والدہ نے سفر پر نکلنے وقت اس بات کی نصیحت کی تھی کہ بیٹا جیسے بھی حالات ہوں تم جھوٹ نہ بولنا لہذا جب مجھ سے پوچھا گیا کہ میرے پاس کیا ہے تو میں نے سچ بتا دیا۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ میری بات سن کر اس سردار کی آنکھوں میں آنسو آگئے اور اس نے ایک آہ بھرتے ہوئے کہا کہ تم نے اپنی والدہ کا عہد نہیں توڑا اور ایک میں ہوں جو سالہا سال سے رب کے عہد کو توڑ رہا ہوں اور لوگوں کو لوٹ رہا ہوں۔ یہ کہہ کر وہ سردار میرے قدموں میں گر پڑا اور توبہ کرنے کے بعد تمام مال و اسباب قافلے والوں کو واپس کر دیا۔

## تینوں باتیں درست ثابت ہوئیں

شیخ ابوسعید عبداللہ محمد سے منقول ہے کہ میں ابن السقا اور حضور سیدنا غوث الاعظم حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی ﷺ جامعہ نظامیہ بغداد میں زیر تعلیم تھے۔ اس زمانے میں بغداد میں ایک شخص بہت مشہور تھا اور سب اس کو غوث کہتے تھے۔ وہ جب چاہتا ظاہر ہو جاتا اور جب چاہتا غائب ہو جاتا تھا۔ ایک روز ہم تینوں دوستوں نے اس بات کا ارادہ کیا کہ ان سے ملا جائے۔ جب ہم روانہ ہوئے تو ابن السقا نے کہا کہ میں اس غوث سے ایسا مسئلہ پوچھوں گا کہ وہ لا جواب ہو جائے گا۔ میں نے کہا کہ میں بھی ایک سوال کروں گا دیکھتا ہوں وہ کیا جواب دیتے ہیں؟ حضور سیدنا غوث الاعظم حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی ﷺ نے فرمایا کہ میں کوئی سوال نہیں کروں گا میں تو صرف ان کی زیارت کی سعادت حاصل کروں گا۔ چنانچہ جب ہم وہاں پہنچے تو وہ موجود نہ تھے۔ تھوڑی دیر بعد وہ ظاہر ہوئے اور اب السقا سے کہنے لگے: اے ابن السقا! تجھ پر صد افسوس ہے تو مجھ سے ایسا سوال پوچھنا چاہتا تھا جس سے تو مجھے لا جواب کر دے۔ تمہارا سوال یہ تھا اور اس کا جواب یہ ہے اور انہوں نے ابن السقا کے بتائے بغیر اس کے سوال کا جواب دے دیا اور فرمایا: مجھے تیرے اندر کفر نظر آتا ہے۔ پھر انہوں نے میری جانب نگاہ کی اور فرمایا کہ تمہارا سوال یہ ہے اور اس کا جواب یہ ہے اور تمہاری اس بے ادبی کی وجہ سے دنیا تمہارے کانوں تک جہا جائے گی۔ پھر وہ حضور سیدنا

غوث الاعظم حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی جانب متوجہ ہوئے اور ان کو اپنے پاس بلا کر بٹھایا اور ان کے ساتھ نہایت عزت و احترام سے پیش آئے اور فرمایا: اے عبدالقادر (رحمۃ اللہ علیہ)! تو نے اپنے ادب کی بدولت اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو راضی کر لیا تم عنقریب ایک منبر پر بیٹھو گے اور سارا بغداد تمہاری بات سے گاتم اعلان کرو گے کہ ہر ولی کی گردن پر میرا قدم ہے اور مجھے نظر آرہا ہے کہ تمام ولی اللہ تمہاری اس بات پر اپنا سر جھکا دیں گے۔ اس کے بعد وہ غوث غائب ہو گئے اور ہماری ان سے پھر کبھی کوئی ملاقات نہ ہوئی۔ جس وقت حضور سیدنا غوث الاعظم حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ منبر ولایت پر بیٹھے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اعلان کیا کہ تمام اولیاء کی گردنوں پر میرا پاؤں ہے تو ابن السقا کا یہ حال تھا کہ اس نے شرعی علوم پر دسترس حاصل کی اور ہر ایک کو اپنے علم سے مات دی لیکن جب خلیفہ نے اسے اپنا مقرب خاص بنا کر شاہ روم کی جانب بھیجا تو اس نے شاہ روم کے تمام عیسائی پادریوں کو مات دے دی۔ شاہ روم نے اس کی نہایت عزت کی اور اسے اپنا مقرب خاص بنا لیا۔ وہاں ابن السقا ایک لڑکی پر فریفتہ ہوا اور اس نے شاہ روم سے اس کا رشتہ مانگا۔ شاہ روم نے کہا کہ اس کا رشتہ میں ایک شرط پر دوں گا جب تو عیسائی ہوگا۔ ابن السقا نے اس لڑکی سے شادی کی غرض سے عیسائی مذہب اختیار کر لیا۔ مجھے جب علم ہوا تو مجھے ان غوث کا قول یاد آ گیا۔ میری حالت یہ ہوئی کہ میں بغداد سے دمشق آیا تو سلطان نور الدین زنگی ملک شہید نے مجھے محکمہ اوقات کا ناظم الماعلیٰ مقرر کر دیا۔ میں حاکم ہو گیا اور دنیا چاروں جانب سے مجھ پر ٹوٹ پڑی۔ اس غوث کی کہی ہوئی تینوں باتیں درست ثابت ہوئیں۔

## فیض نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور فیض علی رضی اللہ عنہ

حضور سیدنا غوث الاعظم حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ مجھے حالت بیداری میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت باسعادت نصیب ہوئی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ میرے بیٹے! تم وعظ و نصیحت کرو۔ میں نے عرض کیا:

میرے والد بزرگوار! میں عجمی ہوں اور علمائے بغداد کے سامنے تقریر کرنا میرے لئے ممکن نہ ہوگا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے مجھے منہ کھولنے کا حکم دیا اور جب میں نے اپنا منہ کھولا تو آپ ﷺ نے سات مرتبہ میرے منہ میں تھوکا اور فرمایا کہ اب تم وعظ کرو اور لوگوں کو حق کی دعوت دو۔ پھر امیر المومنین حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ تشریف لائے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے مجھے فرمایا کہ بیٹے! اپنا منہ کھولو۔ میں نے اپنا منہ کھولا تو آپ رضی اللہ عنہ نے چھ مرتبہ میرے منہ میں تھوکا اور فرمایا کہ وعظ و نصیحت کرو۔ میں نے دریافت کیا کہ حضور! آپ رضی اللہ عنہ نے میرے منہ میں چھ مرتبہ تھوکا جبکہ حضور نبی کریم ﷺ نے سات مرتبہ تھوکا۔ امیر المومنین حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ کے ادب کی وجہ سے ایسا کیا۔ پھر حضور نبی کریم ﷺ نے مجھے خلعت پہنائی اور فرمایا کہ یہ تمہاری ولایت کی خلعت ہے اور یہ اقطاب اولیاء کے لئے مخصوص ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس واقعے کے بعد اللہ عز و جل نے مجھ پر اپنے بے پناہ فیوض و برکات نازل فرمائے اور میری زبان میں تاثیر عطا فرمائی میں جس شخص کو بھی دعوت حق دیتا وہ میری دعوت کو رد نہ کرتا اور میرے وعظ میں لوگوں کا ایک ہجوم موجود رہتا۔ اس واقعہ سے قبل میری محفل میں صرف چند لوگ بیٹھا کرتے تھے بعد ازاں قطب ابدال ملائکہ جن وانس بڑی تعداد میں میرے وعظ میں شامل ہونے لگے۔

## تمام ولیوں کی گردنوں پر میرا پاؤں ہے

حافظ ابوالعزیز رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ حضور غوث الاعظم دکنگیر سیدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے دوران گفتگو فرمایا کہ تمام ولیوں کی گردنوں پر میرا پاؤں ہے۔ چنانچہ اس وقت مجلس میں موجود تمام لوگوں نے اپنی گردنیں جھکا دیں۔ جس وقت آپ رضی اللہ عنہ نے یہ فرمایا اس وقت تمام عالم میں یہ اعلان گونج اٹھا اور جہاں جہاں بھی اولیاء اللہ موجود تھے سب نے اپنی گردنیں جھکا دیں۔ خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ عنہ، حضور غوث الاعظم دکنگیر سیدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے

اس فرمان کے بارے میں کہتے ہیں کہ جب میں نے یہ اعلان سنا تو اس وقت میں خراسان کے پہاڑوں میں مجاہدات میں مشغول تھا۔ میں نے آپ ﷺ کا یہ اعلان سنتے ہی اپنا سر جھکالیا اور فرمایا کہ حضور کا پاؤں باقی سب کی گردنوں پر ہے لیکن میرے سر پر ہے۔

## عذابِ قبر سے نجات

ایک روز ایک شخص حضور غوث الاعظم دکنگیر سیدنا عبدالقادر جیلانی ﷺ کی مجلس میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا کہ حضور! میرے والد کا انتقال ہو گیا ہے میں نے ان کو خواب میں دیکھا ہے تو وہ عذابِ قبر میں مبتلا ہیں۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ تم حضور غوث الاعظم دکنگیر سیدنا عبدالقادر جیلانی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر میرے لئے دعائے خیر کرواؤ۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کیا تمہارا والد کبھی میزی مجلس میں بیٹھا ہے یا اس کے سامنے سے گزرا ہے؟ تو اس شخص نے کہا کہ جی ایک مرتبہ انہوں نے مجھے بتایا تھا کہ وہ آپ ﷺ کی مجلس کے سامنے سے گزرے تھے۔ آپ ﷺ نے اس شخص کے حق میں دعائے خیر فرمادی۔ اگلے دن وہ شخص دوبارہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا کہ میں نے رات اپنے والد کو دوبارہ خواب میں دیکھا۔ وہ بہت خوش تھے اور انہوں نے سبز رنگ کا لباس زیب تن کر رکھا تھا۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ حضور غوث الاعظم دکنگیر سیدنا عبدالقادر جیلانی ﷺ کی دعا کی بدولت میرے عذاب میں تخفیف کر دی گئی ہے۔

## تصوف کی بنیاد

حضور سیدنا غوث الاعظم حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی ﷺ فرماتے ہیں کہ تصوف کی بنیاد آٹھ خصائل پر ہے۔

- ۱۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرح سخی ہونا
- ۲۔ حضرت ایوب علیہ السلام کی طرح راضی ہونا

- ۳۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کی طرح صابر ہونا
  - ۴۔ حضرت زکریا علیہ السلام کی طرح عاجز ہونا
  - ۵۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام کی طرح رغبت اختیار کرنا
  - ۶۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف صوف پہننا
  - ۷۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرح سیاحت اختیار کرنا
  - ۸۔ حضور نبی کریم ﷺ کی طرح فقر اختیار کرنا
- جب تک فقیرانِ خصال سے مزین نہ ہوگا وہ فقیر نہیں بن سکے گا اور وہ صرف پیٹ کا فقیر ہوگا اللہ کا فقیر ہرگز نہ ہوگا۔ پس اللہ کا فقیر بننے کے لئے پیٹ کا فقیر نہ بن تا کہ آخرت سلامت رہے۔

## کمزور مومنین کے لئے رزق کی خواہش

حضرت شیخ عبداللہ سلمیٰ رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ مجھے حضور سیدنا غوث الاعظم حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں رہنے کا موقع ملا۔ حضور سیدنا غوث الاعظم حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ بتایا کہ میں کئی روز سے فاقے تھا اور بھوک کی شدت نے جب مجھے زیادہ بے چین کیا تو میں محلہ قطیعہ شرقیہ میں جا نکلا جہاں ایک شخص نے مجھے کاغذ کی بندھی ہوئی ایک پڑیادی اور چلا گیا۔ میں نے اس پڑیا کے اندر موجود رقم سے حلوہ خریدا اور مسجد میں جا بیٹھا۔ میں قبلہ رو بیٹھا یہ سوچ رہا تھا کہ مجھے اس حلوہ کو کھانا چاہئے یا نہیں؟ اس دوران میری نظر ایک کاغذ پر پڑی میں نے اس کاغذ کو اٹھا کر دیکھا جس میں یہ تحریر تھا کہ ہم نے کمزور مومنین کے لئے رزق کی خواہش پیدا کی تا کہ وہ بندگی کے لئے اس کے ذریعہ قوت پائیں۔ میں نے جب یہ عبارت پڑھی تو میرے بدن پر کپکپی طاری ہوگئی اور خوفِ الہی سے میرے بدن کے تمام بال کھڑے ہو گئے۔ میں نے اس حلوہ کے نیچے سے اپنا رو مال نکالا اور اسے وہیں چھوڑ کر مسجد میں دو رکعت نماز ادا کر کے واپس آ گیا۔

## خواہش نفس کا انکار

حضرت شیخ ابوالعباس احمد بن یحییٰ بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور سیدنا غوث الاعظم حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے چالیس سال تک عشاء کے وضو سے فجر کی نماز ادا کی اور پندرہ سال تک ایک پاؤں پر کھڑے ہو کر صبح تک قرآن مجید ختم کیا۔ چنانچہ ایک رات میں ایک سیڑھی پر چڑھ رہا تھا کہ میرے نفس نے مجھ سے کہا: کاش! تو ایک گھڑی سو جائے اور پھر اٹھ کر عبادت کر لے۔ جیسے ہی یہ خیال میرے دل میں آیا میں وہیں ایک پاؤں پر کھڑا ہو گیا اور قرآن مجید کی تلاوت شروع کر دی یہاں تک کہ میں نے اسی حالت میں قرآن مجید ختم کیا۔

## شیطان کے مکر سے نجات

حضور سیدنا غوث الاعظم حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے حضرت شیخ ضیاء الدین ابونصر موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ میں نے اپنے والد ماجد سے سنا کہ دورانِ سیاحت وہ ایک لقمہ وودق صحرا میں جانکے جہاں پانی کا کوئی نشان نہ تھا۔ وہ کئی روز تک وہاں بھوکے پیاس پڑے رہے۔ ایک دن بادل آئے اور بارش کی کچھ بوندیں ان پر گریں جس سے وہ سیراب ہوئے۔ پھر انہوں نے ایک نور کو دیکھا جس سے آسمان کا کنارہ روشن تھا۔ اس نور سے ایک شکل نمودار ہوئی اس نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو پکارا: اے عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ! میں تیرا رب ہوں اور تیرے اوپر حرام تمام اشیاء کو حلال کرتا ہوں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ سنتے ہی اعوذ باللہ پڑھنی شروع کر دی جس سے وہ نور غائب ہو گیا اور اس نے دھوئیں کی شکل اختیار کر لی اور کہنے لگا: اے عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ! تم نے اللہ عزوجل کے حکم سے اور اپنے علم کے ذریعے میرے مکر سے نجات پالی ورنہ میں اپنے اس مکر سے ستر اہل طریقت کو گمراہ کر چکا ہوں۔ حضور سیدنا غوث الاعظم حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا



کہ یہ میرے رب تعالیٰ کا مجھ پر خاص فضل و کرم ہے۔ لوگوں نے آپ ﷺ سے پوچھا کہ آپ ﷺ کو کیسے معلوم ہوا کہ وہ شیطان ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کے قول سے کہ میں حرام اشیاء کو حلال کرتا ہوں۔ مجھے معلوم ہے کہ اللہ عز و جل کبھی بھی بری چیز کا حکم نہیں دیتا اور جو چیز شریعت محمدی ﷺ میں حرام ہے وہ میرے لئے حلال کیونکر ہو سکتی ہے۔

بزرگی اور عظمت کا راز

حضرت شیخ محمد قائد الاوانی ﷺ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضور سیدنا غوث الاعظم حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ آپ ﷺ کی بزرگی اور عظمت کا راز کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں کبھی جھوٹ نہیں بولتا اور کبھی کسی سے کذب بیانی نہیں کرتا۔

## حضور سیدنا غوث الاعظم ﷺ کی معراج

سلطان العارفين حضرت سلطان باہو ﷺ فرماتے ہیں کہ شب معراج حضور نبی کریم ﷺ براق پر سوار حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ہمراہ جب سدرۃ المنقبیٰ پر پہنچے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضور نبی کریم ﷺ سے عرض کیا کہ اگر میں یہاں سے بال برابر بھی آگے جاؤں گا تو جل جاؤں گا۔ براق بھی اس مقام پر پہنچ کر ٹھہر گیا اور حضور نبی کریم ﷺ کو روف کی سواری پیش کی گئی جو کہ ایک مقام پر آ کر رک گئی کیونکہ اس کی پرواز کی انتہا بھی یہاں تک تھی۔ اس سے آگے عالم لاہوت تھا۔ یہاں حضور نبی کریم ﷺ کے سامنے حضور سیدنا غوث الاعظم حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی ﷺ کو معشوقی صورت میں پیش کیا گیا اور آپ ﷺ نے حضور سیدنا غوث الاعظم حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی ﷺ کی گردن پر پاؤں رکھا اور سواری کی۔ جب آپ ﷺ کو مقام قرب و قوسین پر پہنچایا گیا تو آپ ﷺ کو بتایا گیا کہ یہ حضور سیدنا غوث الاعظم حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی ﷺ کی روح ہے جو کہ حضور نبی کریم ﷺ کی امت میں ایک ولی کامل ہوں گے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے

یہ سننے کے بعد فرمایا جس طرح میرا قدم عبدالقادر (رضی اللہ عنہ) کی گردن پر ہے اس طرح اس کا قدم تمام اولیاء اللہ پر ہوگا۔ چنانچہ حضور سیدنا غوث الاعظم حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی (رضی اللہ عنہ) کی گردن مبارک پر حضور نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کے قدم کا نشان موجود تھا۔

## اولیاء اللہ کے قلوب پر تصرف

شیخ الشیوخ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ میں اپنے چچا حضرت شیخ ابونجیب سہروردی (رضی اللہ عنہ) کے ہمراہ حضور سیدنا غوث الاعظم حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی (رضی اللہ عنہ) کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میرے چچا آپ (رضی اللہ عنہ) کے حد درجہ کمال کی وجہ سے خاموش بیٹھے رہے۔ میں نے واپسی پر اپنے چچا سے دریافت کیا کہ آپ (رضی اللہ عنہ) اس قدر احترام کیوں کر رہے تھے؟ میرے چچا نے فرمایا کہ میں اس ہستی کا احترام کیوں نہ کروں جس کو فرشتوں پر بھی تصرف حاصل ہے اور اس کو میرے قلب پر ہی نہیں بلکہ تمام اولیاء اللہ کے قلوب پر تصرف و قدرت حاصل ہے وہ جس کے احوال چاہیں سلب کر لیں اور جس کے چاہیں بحال رکھیں۔

## قیامت تک مریدوں کی دستگیری

حضور سیدنا غوث الاعظم حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی (رضی اللہ عنہ) کا فرمان ہے کہ مجھے ایک صحیفہ دیا گیا جس میں قیامت تک آنے والے میرے مریدین کے نام درج تھے میں نے اللہ عزوجل سے فرمایا کہ ان کی بابت دریافت کیا تو ندائے غیبی آئی کہ ہم نے سب کو بخش دیا۔ میں نے اس فرمان کے بعد دوزخ کے داروغہ سے پوچھا کہ کیا میرے کسی مرید کا نام تمہارے پاس موجود ہے۔ اس نے جواب دیا کہ ہرگز نہیں۔ اللہ کی قسم! میں اس وقت تک بارگاہ الہی میں پیش نہ ہوں گا جب تک میرے تمام مرید جنت میں نہ چلے جائیں گے اور میں قیامت تک اپنے مریدوں کی دستگیری فرماؤں گا۔

## چور قطب بن گیا

حضور سیدنا غوث الاعظم حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ مدینہ منورہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک پر حاضری دینے کے بعد با پیادہ بغداد شریف واپس تشریف لارہے تھے کہ راستہ میں ایک چور جو کہ نا کہ لگا کر کسی مسافر کا انتظار کر رہا تھا اس نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو قریب آنے پر روک لیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس چور کو دیکھتے ہوئے دریافت کیا کہ تم کون ہو؟ اس نے کہا کہ میں دیہاتی ہوں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو بذریعہ کشف اس کی بدنیتی کی خبر ہو گئی۔ اس دوران اس چور کے دل میں بھی یہ خیال پیدا ہوا کہ یہ غوث اعظم (رحمۃ اللہ علیہ) ہوں گے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے دل کی بات کو بھانپتے ہوئے فرمایا کہ میں عبدالقادر (رحمۃ اللہ علیہ) ہوں۔ چور نے جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بات سنی تو فوراً قدموں میں گر پڑا اور معافی کا خواستگار ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اس کی حالت پر ترس آ گیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ عزوجل کے حضور اس کے لئے دعا فرمائی تو ندائے غیبی آئی کہ اے غوث اعظم (رحمۃ اللہ علیہ)! اس چور کو سیدھا راستے دکھاتے ہوئے قطب بنا دو۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس چور کی جانب نظر فرمائی اور وہ چور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے فیض روحانی سے قطب کے درجہ پر فائز ہو گیا۔

## بھوک اللہ کے خزانوں میں سے ایک ہے

حضرت شیخ ابو محمد الجونی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک روز میں حضور سیدنا غوث الاعظم حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایسی حالت میں حاضر ہوا کہ فاقہ سے تھا اور میرے اہل و عیال بھی کئی دنوں سے بھوکے تھے۔ میں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں سلام عرض کیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے میری دلی کیفیت کو بھانپتے ہوئے فرمایا: اے جونی (رحمۃ اللہ علیہ)! بھوک اللہ کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے اور اللہ عزوجل جس کو دوست رکھتا ہے اس کو فاقہ کشی عطا فرماتا ہے۔

## اولیاء اللہ اپنی قبور میں زندہ ہیں

تفریح الخاطر میں منقول ہے کہ حضور سیدنا غوث الاعظم حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد ایک شخص جو کہ عرصہ دراز سے مرشد کامل کی تلاش میں تھا اور وہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا شہرہ سننے کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بغداد پہنچا۔ جب اس شخص کو معلوم ہوا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ وصال فرما گئے ہیں تو وہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی قبر مبارک پر حاضر ہوا اور آداب زیارت بخالایا۔ حضور سیدنا غوث الاعظم حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی قبر مبارک سے باہر تشریف لائے اور اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے قادر یہ سلسلہ میں بیعت فرمایا اور اس کی جانب خصوصی توجہ فرمائی۔

## دوزخ کی آگ سے رہائی پاؤ گے

حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ آتش پرستوں کے ایک بہت بڑے آتش کدے سے گزرے اس وقت آگ کو پوجنے والوں نے آگ بہت زیادہ روشن کر رکھی تھی اور یہ آتش کدہ ایک پُر فضا مقام پر واقع تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ارادت مندوں کے ہمراہ وہاں قیام کیا۔ جب رات ہوئی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرید کو حکم دیا کہ وہ آگ لائے اور کھانا تیار کرے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا وہ مرید ان آتش پرستوں کی جانب گیا اور ان سے آگ طلب کی۔ آتش پرستوں نے آگ دینے سے انکار کر دیا اور کہا کہ آگ ہمارا معبود ہے ہم تمہیں کیسے دے سکتے ہیں؟ مریدنا کام واپس لوٹا اور اس نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر تمام ماجرا گوش گزار کیا۔

حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ اپنے ارادت مندوں کے ہمراہ ان آتش پرستوں کے پاس پہنچے اور ان سے فرمایا کہ لوگو! معبودِ حقیقی صرف اللہ عزوجل کی ذات ہے جس نے ہمیں اور اس آگ کو پیدا کیا ہے۔ تم اس ذاتِ حقیقی کی عبادت کی بجائے اس حقیر

آگ کی عبادت کر رہے ہو جسے تم نے اپنے ہاتھوں سے روشن کیا ہے تم اس مشرکانہ فعل سے باز آ جاؤ دوزخ کی آگ سے رہائی پاؤ گے۔ آتش کدہ کے پجاری نے کہا کہ تم کیسی باتیں کرتے ہو؟ یہ آگ ہماری نجات دہندہ ہے ہم اس کی عبادت کیوں چھوڑیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر آگ تمہاری نجات دہندہ ہے تو پھر اس میں ہاتھ ڈالو اگر تمہارا ہاتھ جلنے سے محفوظ رہا تو میں سمجھوں گا کہ تم صحیح ہو۔ پجاری نے جب آپ ﷺ کی بات سنی تو گھبرا گیا پھر کہنے لگا کہ اگر تم مسلمان یہ سمجھتے ہو کہ تم آگ سے آزاد ہو تو پھر آپ (ﷺ) اس آگ میں کود کر دکھائیں تاکہ ہمیں آپ (ﷺ) کی بات کا یقین آسکے۔ آپ ﷺ نے یہ سن کر آگ میں چھلانگ لگا دی۔ چھلانگ لگاتے وقت آپ ﷺ نے اس پجاری کے بچے کو بھی پکڑ لیا۔ پجاری نے جب دیکھا تو اس نے چیخنا چلانا شروع کر دیا۔ آپ ﷺ اس وسیع و عریض آتش کدہ کے دوسری جانب سے باہر نکل آئے۔ جب آپ ﷺ آگ سے باہر نکلے تو وہ بچہ بھی آپ ﷺ کی طرح صحیح سلامت تھا۔ آپ ﷺ کو صحیح سلامت دیکھ کر وہ پجاری تمام آتش پرست آپ ﷺ سے معافی کے خواستگار ہوئے اور دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔

## حضور سیدنا غوث پاک ﷺ کی عنایت

شیخ الشیوخ حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہروردی ﷺ کی حالت یہ تھی کہ آپ ﷺ کے اصطلبل میں موجود تمام گھوڑوں کے گلوں میں طلائی زنجیریں پڑی رہتی تھیں اور وہ چاندی کی میخوں سے بندھے ہوتے تھے۔ کسی بزرگ نے آپ ﷺ سے کہا کہ یہ درویشی نہیں بلکہ شاہانہ انداز ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ میخیں میرے دل میں نہیں زمین میں گڑی ہوئی ہیں۔ حضرت شیخ نجم الدین ﷺ کا بیان ہے کہ میں نے ایک روز آپ ﷺ کو اس حالت میں دیکھا کہ آپ ﷺ پہاڑی پر موجود تھے اور آپ ﷺ کے ارد گرد جواہرات کے انبار لگے ہوئے تھے آپ ﷺ خلقت کو وہ جواہرات عطا فرما رہے تھے۔

آپ ﷺ مٹھیاں بھر بھر کر دیتے جاتے مگر وہ جواہرات کے انبار کم نہ ہوتے۔ میں نے آپ ﷺ سے اپنے اس خواب کا ذکر کیا کہ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ سب حضور سیدنا غوث الاعظم ﷺ کی عنایت ہے مانگنے والے آتے جاتے ہیں اور میں انہیں دیتا جاتا ہوں لیکن خزانہ ختم ہونے کا نام نہیں لیتا۔

## استغراقی کیفیت

ایک مرتبہ حضرت شیخ احد الدین ﷺ، شیخ الشیوخ حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہروردی ﷺ کی خدمت میں تشریف لائے تو آپ ﷺ ان سے نہایت محبت سے پیش آئے۔ حضرت شیخ احد الدین ﷺ سماع کا شوق رکھتے تھے انہوں نے آپ ﷺ سے سماع کی فرمائش کی تو آپ ﷺ نے قولوں کو بلایا اور سماع شروع ہو گیا۔ آپ ﷺ اس دوران قرآن مجید کی تلاوت میں مشغول ہو گئے۔ آپ ﷺ تلاوت میں اس قدر مشغول تھے کہ یہ معلوم ہی نہ ہوا کہ قوالی شروع ہوئی ہے یا نہیں یہاں تک کہ دن چڑھ گیا۔ آپ ﷺ کے خادم نے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ حضور تمام درویش رات بھر قوالی سنتے رہے اب ان کے ناشتہ کا انتظام کرنا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اچھا رات بھر سماع ہوتا رہا اور مجھے معلوم ہی نہ ہو سکا۔

## نمک کی طرح پانی ہو جاؤ

خواجہ معین الدین چشتی ﷺ سنت رسول ﷺ کے زندہ نمونہ تھے۔ سنت رسول ﷺ کے بے حد پابند تھے۔ اتباع شریعت و سنت رسول ﷺ کی ہدایت اپنے مریدوں کو بھی فرمایا کرتے تھے۔ خوف خدا سے آپ ﷺ ہر وقت لرزہ بر اندم اور اشکبار رہتے تھے۔ فرمایا کرتے تھے کہ اگر زیر زمین سوئے ہوئے لوگوں کا حال معلوم ہو جائے تو تم کھڑے کھڑے گل جاؤ اور نمک کی طرح پانی ہو جاؤ۔

## عارف کے دل میں عشق ہر وقت جوش مارتا ہے

خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے عارفوں کے ذکر کے سلسلہ میں فرمایا کہ عارف وہ شخص ہے جس پر عالم غیب سے ہر روز سو ہزار تجلیاں عکس فگن ہوں۔ ایک ہی وقت میں کئی ہزار جلوے اور کئی ہزار کیفیتیں ظاہر ہو جائیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ عارف تمام عالم کی خبر رکھتا ہے۔ محبت کی باریکیوں کی اچھی طرح تصریح و تشریح جانتا ہے۔ عارف وہ ہے جو ہر وقت عشق کے دریا میں تیرتا رہتا ہے۔ اسرار سرمدی اور انوار الہی کے موتی نکال کر لاتا ہے اور پرکھنے والے جوہریوں کے سامنے پیش کرتا ہے۔ جو دیکھتا ہے وہ پسند کرتا ہے اور اس کے عارف ہونے کی گواہی دیتا ہے۔ عارف کے دل پر عشق ہر وقت جوش مارتا رہتا ہے اس کی یہ حالت ہوتی ہے کہ ہر وقت دوست کی یاد میں مستغرق رہتا ہے۔ کھڑا ہو تو دوست کی یاد میں بیٹھا ہو تو دوست کے تصور میں سوئے تو دوست کے خیال میں۔ حتیٰ کہ عالم بیداری میں عظمت الہی کے گرد طواف کرتا ہے اور وہ دم بھر کیلئے بھی دوست کی یاد سے غافل نہیں رہتا۔

## شریعت، طریقت اور حقیقت

خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ مریدوں کو ارشاد کرتے ہوئے فرمایا کہ سلوک کی پہلی سیڑھی شریعت ہے۔ شریعت کے احکام پر پورا پورا عمل کرنا واجب ہے بال برابر بھی کسی حکم سے انحراف نہ کرنا چاہئے۔ شریعت پر عمل پیرا ہو۔ دوسرے درجہ میں طریقت پر رسائی حاصل ہوتی ہے۔ یہاں بھی استقلال شرط ہے۔ طریقت کے راستوں کو پابندی کے ساتھ طے کرنے کے بعد انسان کا اس سے بھی بلند مرتبہ یعنی معرفت حاصل ہوتی ہے۔ جب وہ اس مرتبہ میں کمال حاصل کر لیتا ہے تو دل پر تجلیات منکشف ہونے لگ جاتی ہیں اور مرتبہ حقیقت تک رسائی حاصل ہوتی ہے۔ یہ مرتبہ سب سے اعلیٰ ہے۔ اس مرتبہ پر پہنچ کر آدمی جو کچھ چاہتا ہے اسے مل جاتا ہے۔

## سچے مسلمان کی نشانی

خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ ارشاد کرتے ہوئے فرمایا کہ سلوک میں چوتھا درجہ یہ ہے کہ جب انسان اللہ تعالیٰ کا نام سے یا قرآن مجید میں پڑھے تو اس کا دل نرم ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ کا خوف دل میں جاگزیں ہو جائے۔ اعتقاد اور ایمان میں زیادتی ہو۔ اگر معاذ اللہ! اللہ تعالیٰ کا ذکر سننے یا قرآن شریف سننے سے دل نرم نہ ہو یا گداز میں اضافہ نہ ہو تو یہ گناہ کبیرہ ہے۔ قرآن شریف میں ہے کہ بچے اور سچے مسلمانوں کی نشانی یہ ہے کہ جب ان کے سامنے اللہ کا ذکر کیا جائے تو ان کے قلوب روشن ہو جاتے ہیں اور جب ان کے سامنے اللہ تعالیٰ کی آیتیں تلاوت کی جائیں تو ان کا ایمان زیادہ ہو جاتا ہے اور وہ اپنے رب پر یقین رکھتے ہیں۔

## سلطان الہند رحمۃ اللہ علیہ کا فیض

شہنشاہ ہند اورنگ زیب عالمگیر اپنی حکومت کے پچیس سال گزارنے کے بعد پہلی مرتبہ اجمیر شریف حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ پاک پر حاضر ہوا۔ اجمیر شریف سے پچیس میل دوری پر ہی اس نے اپنا شہنشاہی لباس اتار دیا اور سادہ لباس زیب تن کرنے کے بعد ننگے پاؤں مزارِ پاک پر حاضر ہوا۔ اورنگ زیب عالمگیر جب حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ پاک پر پہنچا تو اس نے وہاں چند اندھوں کو دیکھا۔ اس نے اندھوں کو بلا کر پوچھا کہ تم یہاں کیا کرنے آئے ہو؟ اندھوں نے کہا کہ ہم یہاں آنکھیں لینے آئے ہیں؟ اورنگ زیب عالمگیر نے پوچھا کہ تم کتنے عرصہ سے یہاں ہو؟ کسی نے کہا کہ وہ دو سال سے یہاں ہے اور کسی نے کہا کہ وہ دس سال سے یہاں ہے الغرض ہر ایک نے اپنا مدت قیام بیان کر دیا۔ اورنگ زیب عالمگیر نے ان اندھوں سے کہا کہ تم اتنے عرصہ سے یہاں ہو اور تمہیں آنکھیں نہیں ملیں میں سلطان الہند حضرت خواجہ



غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر فاتحہ پڑھ کر آتا ہوں میرے آنے تک تم سب کی آنکھیں ٹھیک ہونی چاہئیں ورنہ میں تم سب کو پھانسی پر لٹکا دوں گا۔ یہ کہہ کر اورنگ زیب عالمگیر مزارِ پاک کے احاطہ میں داخل ہو گیا۔ مرتے کیانہ کرتے ان اندھوں نے رورو کر سلطان الہند حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں دعائیں کرنا شروع کر دیں کہ وہ اللہ عزوجل کے حضور سفارش کریں اور ان کی بینائی لوٹ آئے۔ جس وقت اورنگ زیب عالمگیر مزارِ پاک کے احاطہ سے باہر نکلا تو ان اندھوں کی بینائی لوٹ آئی۔ اورنگ زیب عالمگیر نے ان کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ اسے میری کرامت نہ سمجھنا بلکہ یہ سلطان الہند حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کا فیض ہے اور میں ان کا ایک ادنیٰ سا غلام ہوں۔

## خدا پر توکل

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے والد بزرگوار کے وصال کے بعد ایک باغ اور ایک چکی ورثہ میں ملی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے باغبانی کا پیشہ اختیار کر لیا اور اپنے باغ کی دیکھ بھال کرنا شروع کر دی۔ ایک روز آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے باغ میں آرام فرما رہے تھے کہ حضرت ابراہیم قندوزی رحمۃ اللہ علیہ کا گزر وہاں سے ہوا۔ حضرت ابراہیم قندوزی رحمۃ اللہ علیہ مجذوب تھے۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے جب انہیں دیکھا تو مہمان نوازی کے لئے انہیں ایک درخت کے سایہ میں بٹھا دیا اور انگوروں کا ایک خوان ان کی خدمت میں پیش کیا۔ حضرت ابراہیم قندوزی رحمۃ اللہ علیہ صاحب حال تھے انہوں نے اپنے کشلول سے ایک کھلی کا ٹکڑا نکال کر چبایا اور وہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو کھانے کے لئے دے دیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جیسے ہی وہ ٹکڑا کھایا آپ رحمۃ اللہ علیہ کی کائنات بدل گئی۔ حضرت ابراہیم قندوزی رحمۃ اللہ علیہ اپنا کام کر کے چلتے بنے اور حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی نے پلٹا کھایا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا تمام مال و اسباب راہِ خدا میں خرچ کر کے درویشی اختیار کر لی اور حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کے دستِ حق پر بیعت ہو گئے۔

## خلقت خدا دیدار کی منتظر

جوامع الکلم میں حضرت سید محمد گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ ہر وقت خاموش، غمگین اور اداس رہتے تھے۔ کسی دم آپ رحمۃ اللہ علیہ کو رونے سے فرصت نہ تھی۔ دروازہ بند کئے بیٹھے رہتے تھے۔ جب زیارت کرنے والوں کا ہجوم ہوتا اور اشتیاق دیدار پایا جاتا تو خادم آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرتا کہ خلقت خدا حضور کہ دیدار کی منتظر ہے۔ اس وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ ایک سرد آہ بھر کر اجازت دیتے۔ جب زائرین سامنے نظر آتے تو ان پر نظر شفقت فرماتے اور خادم کو اشارہ کرتے کہ ان کی پانی کے پیالے سے تواضع کرو۔ جب تک پانی تقسیم ہوتا آپ رحمۃ اللہ علیہ کھڑے رہتے۔ لوگوں کو پسند و نصیحت کرتے۔ جب پانی تقسیم ہو لیتا تو سب کو رخصت فرما دیتے تھے۔

## جس قدر ضرورت ہو لے لو

حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ پیر و مرشد حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ تیس برس تک عالم توکل میں رہے۔ خلقت سے عزت اختیار کئے رکھا۔ نذر نذرانہ قبول نہیں فرماتے تھے۔ باورچی خانہ کیلئے خرچ کی ضرورت ہوتی تو خادم زمین بوس ہو کر عرض کرتا تھا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ مصلے کا کونہ اٹھا کر فرماتے تھے کہ جس قدر ضرورت ہو لے لو۔ مہمانوں کیلئے خرچ کی ضرورت ہوتی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ مصلے کے نیچے سے ایک مٹھی دینا اٹھا کر دے دیتے تھے جس سے صبح و شام تک کا خرچ پورا ہو جاتا تھا۔ کوئی مسافر اور ضرورت مند آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں سے خالی ہاتھ واپس نہ جاتا تھا۔

## عشق کی بارش

حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک روز مجھے مرشد

پاک کی سعادت پابوسی حاصل ہوئی۔ قاضی حمید الدین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ مولانا علاؤ الدین کرمانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت خواجہ شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے صوفی حاضر خدمت تھے۔ سلوک اور اہل سلوک کا ذکر نکلا۔ پیر و مرشد حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ساکنان راہ وہ لوگ ہیں جو سر سے لے کر ناخنوں تک دریائے محبت میں غرق ہیں۔ کوئی ساعت ایسی نہیں گزرتی کہ ان پر عالم محبت سے عشق کا مینہ نہیں برستا۔

## مردانِ غیب

ایک مرتبہ مریدوں نے مردانِ غیب کے بارے میں دریافت کیا تو حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مردانِ غیب اس شخص کو کہتے ہیں جو درجہ کمال تک پہنچ گیا ہو کہ اس میں راسخ ہو گیا ہو اور اس آواز غیب پر مکاشفہ نہ کرتا ہو۔ پھر اس کو بلا کر اپنے مجمع میں بٹھالیتے ہیں۔ پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمائے کہ شیخ عثمان سجری رحمۃ اللہ علیہ میرے دوست اور پیر بھائی ہیں۔ جب ان کی مشغولیت حد کو پہنچی تو مردانِ غیب نے ان سے ملاقات شروع کی۔ ایک روز کا قصہ ہے کہ وہ اپنے دوستوں کے مجمع میں بیٹھے ہوئے تھے اور یہ فقیر بھی ان کے پاس برابر میں بیٹھا ہوا تھا۔ یکا یک مردانِ غیب کی آواز آئی:

”شیخ عثمان رحمۃ اللہ علیہ! آؤ ہم جا رہے ہیں۔“

یہ آواز سنتے ہی وہ اٹھ کھڑے ہوئے اور فوراً ہی ایک سمت چل دیئے اور ہماری نظروں سے غائب ہو گئے۔ ہمیں کچھ پتا نہ چل سکا کہ وہ کدھر گئے ہیں۔ اس کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے راستے کا چلنے والا ترقی پر ہے تو وہ یقیناً راہ سلوک کا سالک ہے۔ اگر کمال رکھتا ہے تو امید ہے اسے درجہ کمال نصیب ہوگا۔

## درویشی حاصل کرنے کا طریقہ

حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ نے درویشی حاصل کرنے کے بارے میں

فرمایا کہ درویشی پردہ پوشی کا نام ہے۔ درویشی کے معنی یہی ہیں کہ بندگان خدا کی پردہ پوشی کی جائے۔ درویش کو ان چار باتوں کی پابندی لازمی ہے۔

- ۱۔ اپنی آنکھوں کو اندھا کر لے تاکہ کسی کا عیب دکھائی نہ دے۔
- ۲۔ اپنے کانوں کو بہرہ کر لے تاکہ جو بات سننے کے قابل نہ ہو وہ نہ سن سکے۔
- ۳۔ زبان کو گنگ کر لے تاکہ غلط بات زبان سے نہ نکلے۔
- ۴۔ پاؤں کو لنگڑا کر لے تاکہ کو جگہ نہ جانے کی ہو وہاں نہ جا سکے۔

## ایمان کی نشانی

ایک مرتبہ حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ سے ایمان کی نشانی دریافت کی گئی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اللہ کا ذکر زبان پر جاری رہنا ہی ایمان کی نشانی ہے۔ نفاق سے بیزاری دیو اور شیطان سے حصار اور آتش ان دونوں میں کھینچا تانی شروع ہو جاتی ہے۔ اگر دعا میں قوت ہے تو وہ بلا کو لوٹا دیتی ہے ورنہ بلا اتر آتی ہے۔

## امروز پیش خلق شرمندہ کر دی

حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ نے بوقت وصال وصیت کی کہ میری نماز جنازہ اور مجھے غسل وہ شخص دے گا جس نے ہمیشہ کسب حلال کھایا ہو جس کی عصر کی سنتیں اور تکبیر اولیٰ کبھی فوت نہ ہوئی ہو اس نے کبھی بے وضو آسمان کو نہ دیکھا اور کبھی حرام پر اپنے ازار کو نہ کھولا ہو۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد ملک بھر سے اولیاء اللہ اور علماء اکٹھے ہوئے مگر آپ رحمۃ اللہ علیہ کی وصیت کی وجہ سے کوئی بھی غسل دینے کی جرأت نہ کر سکا۔ اس دوران شہنشاہ ہند سلطان شمس الدین التمش رحمۃ اللہ علیہ جو کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مریدوں میں سے تھا وہ صفیں چیرتا ہوا آگے بڑھا اور لوگوں نے دیکھا کہ اس کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور وہ کہتا جاتا تھا کہ ”امروز پیش خلق شرمندہ کر دی“ یعنی مرشد پاک نے آج میرا حال لوگوں کے سامنے

بیان کر کے مجھے شرمندہ کر دیا۔

## عشق کی حقیقت

ایک مرتبہ ایک محفل میں ہر شخص عشق کے بارے میں اپنے تجربات بیان کر رہا تھا۔ حضرت شیخ غوث بہاؤ الدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ نے عشق کی حقیقت کے بارے میں فرمایا کہ دوستو! عشق میں ہر شخص کے تجربات نئے نئے اور انداز جدا جدا ہوتے ہیں مگر حقیقی عشق وہی ہے کہ عارف حق تعالیٰ کے سوا کسی کو نہ دیکھے۔ ابھی آپ رحمۃ اللہ علیہ اس قدر ہی کہہ پائے تھے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ پر حیرت غلبہ عشق طاری ہو گیا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زبان سے ذیل کی رباعی جاری ہو گئی اور اسی حالت میں آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنی نشست سے اٹھ کھڑے ہوئے:

آں کس کہ شناخت جاں را چہ کند  
فرزند و عیال و خانماں را چہ کند  
دیوانہ کنی ہر دو جہانش بدہی  
دیوانہ تو ہر دو جہاں را چہ کند

”جو تجھے پہچان گیا ہے وہ اس جان کا کیا کرے گا۔ بیوی بچوں اور گھر کا کیا کرے گا۔ تو نے اسے اپنا دیوانہ بنا کر دونوں جہان بخش دیے مگر تیرا دیوانہ دونوں جہان کا کیا کرے گا؟“

## فرشتہ کا لقب

حضرت غوث بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ جن دنوں حصول علم کے لئے بخارا میں موجود تھے تو لوگ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اوصاف سے بے حد متاثر ہوئے اور انہوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ”بہاؤ الدین فرشتہ“ کا لقب دیا۔ یہ ایک ایسا لقب تھا جو ایک طالب علم کے لئے اعلیٰ درجے کی سند فضیلت رکھتا تھا کیونکہ خراسان اور بخارا اکناف عالم میں علم و فضل کے لحاظ

سے یکتائے روزگار تھے اور جہاں سے ایک سے ایک بڑھ کر ماہر علم موجود تھا اور وہاں کے عربی زبان کے ماہر علماء و فضلاء سے ایک غیر عربی شخص کا اس طرح کا لقب پانا کم حیرت انگیز بات نہ ہے۔

## استعداد اور صلاحیت کے مطابق فیض حاصل کرنا

حضرت شیخ غوث بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کا دسترخوان بے حد شاندار تھا۔ اسی طرح آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ذوق عبادت بھی حاصل تھا۔ ایک مرتبہ ایک حاسد آپ رحمۃ اللہ علیہ کو آزمانے کے لئے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس نے جب دسترخوان پر کوئی شے موجود نہ پائی تو عرض کرنے لگا کہ کیا یہ حدیث پاک صحیح ہے کہ جس شخص نے کسی زندہ کی زیارت کی اور اس کے پاس سے کوئی شے نہ چکھی تو گویا اس نے کسی مردے کی زیارت کی۔ حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی بات سننے کے بعد فرمایا کہ ہاں یہ حدیث معتبر ہے مگر عوام اس کے معانی سے آگاہ نہیں۔ مخلوق کی دو قسمیں ہیں اول عوام اور دوم خواص عوام سے مجھے غرض نہیں ہے۔ البتہ خواص جب آتے ہیں تو اپنی استعداد اور صلاحیت کے مطابق فیض پاتے ہیں اور ذوق حاصل کرتے ہیں۔

## عاشقوں کی گردن

ایک مرتبہ حضرت شیخ غوث بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ پر عشق کی ایسی کیفیت طاری ہوئی کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ قیامت کے روز بعض عاشقوں کی گردن میں نوری زنجیر ڈال کر فرشتے جنت کی جانب کھینچیں گے مگر وہ لوگ زنجیر کو ہاتھ سے ہٹاتے ہوئے عرش کے نیچے کھسک جائیں گے کہ دیدار الہی سے دل کو ٹھنڈا کریں پھر حکم ہوگا کہ نور کی اور زنجیریں انہیں پہنائی جائیں۔ چنانچہ ان کی گردن میں ایسی ہزار ہا زنجیریں اور ڈالی جائیں گی مگر جب ان کو کھینچا جائے گا تو یہ شور مچائیں گے۔ اس وقت ندا آئے گی کہ دیدار کا وعدہ تو

جنت میں تھا۔ یہ سن کر وہ لوگ جنت میں داخل ہو کر اپنے ولی مقصد کو پائیں گے۔

## چراغ جلائے کی کیا ضرورت ہے؟

ایک مرتبہ جب شام ڈھلنا شروع ہوئی تو ایک خادم چراغ جلائے کے لئے حضرت شیخ غوث بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کے حجرہ میں داخل ہونے لگا۔ ایسے میں حضرت شاہ رکن الدین والعمام رحمۃ اللہ علیہ کی نظر اس پر پڑ گئی۔ حضرت شاہ رکن الدین والعمام نے اس سے فرمایا کہ حجرہ انوار الہی سے منور ہے تو بھلا چراغ جلائے کی کیا ضرورت ہے؟ حضرت شاہ رکن الدین والعمام رحمۃ اللہ علیہ کے فرمان کے باوجود اس خادم نے اصرار کیا تو حضرت شاہ رکن الدین والعمام نے فرمایا کہ تم حجرہ کے اندر جا کر بے ہوش ہو جاؤ گے کیونکہ تم میں نور کو برداشت کرنے کی طاقت نہیں ہے۔

## قرآن مجید کا حفظ ہونا

کتب سیر میں منقول ہے کہ حضرت شیخ جمالی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دفعہ عالم رویا میں حضرت شیخ صدر الدین عارف رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کی کہ عمر ضائع ہو گئی اور کچھ حاصل نہ کر سکا۔ دعا فرمائیے کہ قرآن مجید حفظ کر لوں۔ حضرت شیخ صدر الدین عارف رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ کھیر کھاؤ اور سورۃ یوسف پڑھا کرو۔ شیخ جمالی رحمۃ اللہ علیہ نے کھیر کا پیالہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ سے لے کر کھا لیا۔ جب بیدار ہوئے تو بہت جلد سورۃ یوسف حفظ ہو گئی اور اس کے بعد جلد ہی حافظ قرآن بن گئے۔ یوں حضرت شیخ جمالی رحمۃ اللہ علیہ کا فیضان معرفت عام ہوا۔

## سبق ازبر ہونا

ایک روز حضرت شیخ صدر الدین عارف رحمۃ اللہ علیہ دریا کے کنارے بیٹھے تھے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند حضرت رکن الدین والعمام رحمۃ اللہ علیہ بھی ہمراہ تھے۔ وضو کرنے کے بعد

نماز پڑھی اور بچے کو قرآن پاک پڑھانا شروع کر دیا۔ یہ آپ ﷺ کی زندہ کرامت تھی کہ ایک ہی دفعہ میں کئی پارے پڑھا دیئے۔ حضرت رکن الدین والی العالم ﷺ صرف چار مرتبہ سبق دہراتے تھے اور حفظ ہو جاتا تھا لیکن اس وقت خلاف معمول ان کو سبق یاد نہ ہو سکا۔ پتہ لگا کہ ہرنوں کی ایک ڈار سامنے سے گزر رہی تھی جس کی وجہ سے ذہن رجوع نہیں رکھ پارہا۔ حضرت شیخ صدر الدین عارف ﷺ نے سر جھکایا ہی تھا کہ اس ڈار میں سے ایک ہرنی اپنے بچے کو لئے ہوئے دوڑی آئی اور سامنے آ کر کھڑی ہو گئی۔ حضرت رکن الدین والی العالم ﷺ نے بچے کو گود میں لے لیا اور اسی وقت سبق ازبر ہو گیا۔

## قلب کی موافقت

حضرت شیخ صدر الدین عارف ﷺ نے ایک مرتبہ کچھ لوگوں کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جس بندے کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے تو اس کو بندہ سعید لکھ دیتا ہے اور اسے زبان کے ذکر کے ساتھ قلب کی موافقت کی توفیق عطا فرماتا ہے اور زبان کے ذکر سے قلب کے ذکر کی جانب ترقی دیتا ہے یہاں تک کہ اگر اس کی زبان ذکر سے خاموش ہوتی ہے تو اس کے قلب سے ذکر جاری رہتا ہے۔

## غیبی امداد

حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر ﷺ کے والد بزرگوار کا وصال آپ ﷺ کے بچپن میں ہی ہو گیا تھا اور آپ ﷺ کی ابتدائی تربیت آپ ﷺ کی والدہ ہی کی نگرانی میں ہوئی۔ والدہ نے چاہا کہ آپ ﷺ بچپن ہی سے نماز کے عادی ہو جائیں اس لئے والدہ آپ ﷺ کی جائے نماز کے نیچے شکر کی پڑیا رکھ دیا کرتی تھی اور اپنے بچے کو فرمایا کرتیں کہ جو بچے نماز پڑھتے ہیں ان کی جائے نماز کے نیچے سے روزانہ شکر کی پڑیا ملتی ہے۔ ایک دن ایسا ہوا کہ والدہ شکر کی پڑیا رکھنا بھول گئیں اور انہوں نے گھبرا کر آپ ﷺ



سے دریافت کیا کہ مسعود! تم نے آج نماز پڑھی یا نہیں؟ آپ ﷺ نے جواب دیا کہ ہاں! اماں نماز بھی پڑھ لی اور شکر کی پڑیا بھی مل گئی۔ یہ جواب سن کر آپ ﷺ کی والدہ کو بہت تعجب ہوا اور وہ سمجھیں کہ اس بچے کی غیب سے مدد ہوتی ہے۔ اس کے بعد اکثر ایسا ہوتا کہ جب آپ ﷺ کی والدہ شکر کی پڑیا رکھنا بھول جاتیں تو وہ پڑیا بدستور آپ ﷺ کو مل جاتی۔ چنانچہ اسی وجہ سے آپ ﷺ ”گنج شکر“ کے لقب سے مشہور ہوئے۔

## انشاء اللہ نافع ہوگا

جن دنوں حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر ﷺ ملتان میں دینی علم کے حصول میں شب و روز مصروف تھے۔ انہی دنوں قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی ﷺ ملتان تشریف لائے۔ وہ جب مسجد میں تشریف لائے تو انہوں نے حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر ﷺ کو قرآن مجید کی تلاوت میں مصروف دیکھا تو دریافت کیا کہ اے جوان! کیا پڑھ رہے ہو؟ حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر ﷺ نے سر جھکائے ہوئے جواب دیا کہ حضرت! نافع پڑھ رہا ہوں۔ حضرت قطب الدین بختیار کاکی ﷺ نے فرمایا کہ انشاء اللہ نافع ہوگا۔ حضرت قطب الدین بختیار کاکی ﷺ کا یہ فرمانا تھا کہ آپ ﷺ بے خود ہو گئے اور حضرت قطب الدین بختیار کاکی ﷺ سے بیعت کی درخواست کی۔ جس پر حضرت قطب الدین بختیار کاکی ﷺ نے آپ ﷺ کو بیعت سے سرفراز فرمایا اور مزید علم حاصل کرنے کی نصیحت کی۔

## اسرارِ عشق

حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر ﷺ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ مجھے بغداد میں ایک بزرگ کی صحبت میں چند دن گزارنے کا موقع ملا۔ ہر بار جب وہ بزرگ سربہ جسدہ ہوتے تو خدائے کریم کی بارگاہ میں نہایت عجز و انکساری سے مناجات پڑھتے کہ اے اللہ!

اگر تو نے مجھے قیامت کے دن دوزخ میں بھیج دیا تو اسرارِ عشق میں سے ایک بھید ایسا ظاہر کروں گا کہ دوزخ مجھ سے ہزار سال کی راہ دور بھاگ جائے گی۔ اس لئے کہ محبت کی آگ کے سامنے کوئی آگ سر اٹھانے کے قابل نہیں اور اگر سر اٹھائے تو تباہ ہو جائے گی۔

## عشق الہی کی انتہاء

حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ غزنی میں میری ملاقات ایک ایسے درویش سے ہوئی جو اہل محبت میں سے تھا۔ میں نے سوال کیا کہ اے درویش! عشق الہی کی انتہا ہے یا نہیں۔ فوراً چیخ پڑے اور مجھے کہا اے چھوٹے! عشق الہی کی کوئی انتہا نہیں۔ محبت خدا کی آگ وہ تلوار ہے جو جس جسم سے بھی گزرتی ہے اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیتی ہے۔

## چلہ معکوس

سیر الاولیاء میں منقول ہے کہ ایک مرتبہ حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ پر مزید ریاضت و مجاہدات کا شوق غالب ہوا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پیرو مرشد حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کیا کہ اگر فرمان ہو تو ایک چلہ کر لوں۔ یہ بات مرشد پاک کونا گوار گزری اوز فرمایا کہ ضرورت نہیں ہے ان چیزوں سے شہرت ہوتی ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا کہ حضور گواہ ہیں کہ مجھے شہرت کی طلب نہیں ہے۔ اس کے بعد حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے ساری زندگی اس بات کی پریشانی رہی کہ پیرو مرشد کی خدمت میں کیوں ایسی بات کہی جو آپ رحمۃ اللہ علیہ کی طبع مبارک کونا گوار معلوم ہوئی۔ اس واقعہ کے کچھ عرصہ بعد حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اب جاؤ اور ایک چلہ معکوس کر لو لیکن اس آپ رحمۃ اللہ علیہ کو معلوم نہ تھا کہ چلہ معکوس کیا ہوتا ہے؟ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت شیخ بدر الدین غزنوی رحمۃ اللہ علیہ

سے کہا کہ مجھے پیر و مرشد نے چلہ معکوس کا حکم فرمایا ہے۔ لیکن میں پیر و مرشد کے رعب و جلال کی وجہ سے یہ نہیں پوچھ سکا کہ چلہ معکوس کیا ہوتا ہے۔؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ مجھے بتائیں یا پیر و مرشد سے دریافت کریں؟ شیخ بدر الدین رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ سے چلہ معکوس کی کیفیت دریافت کی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ چلہ معکوس یہ ہوتا ہے کہ چالیس دن یا چالیس رات پاؤں میں رسی باندھ کر کسی کنوئیں میں الٹا لٹک کر عبادت کرے۔ یہ سن کر حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے چلہ معکوس کرنے کا مصمم ارادہ کر لیا اور کچھ عرصہ کے بعد اوج شریف میں واقع ایک مسجد کے کنویں میں الٹا لٹک کر چلہ معکوس مکمل کیا۔

## عشق الہی میں ثابت قدمی

عشق الہی میں ثابت قدم رہنا مردان خدا کا خاصا ہے۔ اسی طرح حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ عشق الہی میں تادم آخر ثابت قدم رہے۔ اس ثابت قدمی کے بارے میں خود ہی ایک مرتبہ انہوں نے فرمایا کہ آج کم و بیش بیس سال ہو رہے ہیں کہ ہر شب شراب معرفت کا ایک پیالہ پینا میرا معمول ہے اور کبھی از خود رفتہ نہیں ہوا۔ بلکہ دل مزید پکارا اٹھتا ہوں۔ اس کے بعد ان کی مبارک آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں فریاد کرنے لگے اور بے ہوش ہو گئے۔ جب ہوش میں آئے تو فرمایا کہ اے درویش! راہ فقر میں ایسے مرد بھی گزرے ہیں جو لاکھوں دریا اسرار الہیہ کے پی گئے لیکن انہوں نے کوئی نشان ظاہر نہ ہونے دیا۔ اے درویش! جو عاشق اپنی محبت میں صادق اور ثابت قدم نہیں ہے۔ قیامت کے دن عشاق کے درمیان شرمسار رہے گا۔

## دریائے محبت میں غرق ہونا

حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ پیر و مرشد حضرت

قطب الدین بختیار کا کی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ ایک دفعہ مجنوں نے سنا کہ یلیٰ خیرات دے رہی ہے تو مجنوں فوراً اٹھا اور لکڑی کا پیالہ ہاتھ میں لے کر یلیٰ کے دروازے پر پہنچ گیا۔ یلیٰ نے سب کو کچھ نہ کچھ دیا لیکن مجنوں کو کچھ نہ دیا اور اٹھ کر اندر چلی گئی۔ مجنوں نے ناچنا شروع کر دیا۔ لوگ طعنہ دینے لگے کہ یہ کیسا ناچ ہے۔ تجھے کچھ عطا نہیں ہوا بلکہ یلیٰ نے تو تیری طرف توجہ تک نہیں کی اور تو رقص کر رہا ہے۔ مجنوں نے جواب دیا چلو اس نے اگر کچھ نہیں دیا اتنا تو دیکھ لیا کہ یہ مجنوں ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ پیر و مرشد کی اس بات کو سن کر مجھ پر رقت طاری ہو گئی۔ پیر و مرشد نے فرمایا کہ فرید (رحمۃ اللہ علیہ)! اس بات کی قدر وہی جانتا ہے جو دریائے محبت میں غرق ہو اور اس کا رزق عالم غیب سے مقرر ہو۔

## اسرار و انوارِ دوست

حضرت بابا فرید الدین مسعودی گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عاشقوں کے دل میں جو دلولہ و زمزمہ عشق موجود ہے۔ اسی دن سے ہے جب یہ اس کے والہ و شیفۃ ہو گئے۔ تم اندازہ نہیں کر سکتے کہ اتنی خوبصورت نعمتیں تمہارے دل میں سکونت پذیر ہو گئی ہیں۔ روح جو جملہ اعضائے انسانی کی بادشاہ ہے۔ تخلیق کے وقت ہی دل دے چکی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جہاں عشق ہے وہاں دل ہے۔ ان باتوں کی قدر وہی جانتا ہے جس کے دل میں اسرار و انوار دوست مسکن پذیر اور عشق کے ڈیرے ہوں۔

## اپنی عاقبت کیوں خراب کرتا ہے؟

ایک مرتبہ ایک شخص حضرت بابا فرید الدین مسعودی گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے قتل کے ارادہ سے خانقاہ میں آیا اور خرافات بکنے لگا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اس سے نہایت محبت سے پیش آئے اور اس کی گالیوں کا جواب دُعا سے دیا پھر نہایت نرمی سے فرمایا کہ بھائی میں نے تیرا کچھ نہیں بگاڑا جو تو یہ چھری بغل میں چھپائے ہوئے میرے قتل کے لئے آیا ہے۔ ایک مسلمان کو قتل

کر کے کیوں اپنی عاقبت خراب کرتا ہے۔ اس شخص نے یہ سنا تو فوراً آپ ﷺ کے قدموں میں گر پڑا اور معافی کا خواستگار ہوا۔ آپ ﷺ نے اسے اٹھا کر گلے سے لگایا اور اس کی خطا معاف کر دی۔

## درویشی کا سرمایہ ناز

جو دو سخا کے بارے میں حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر ﷺ نے اسرار الاولیاء میں ایک مقام پر فرمایا ہے کہ درویش اسے کہتے ہیں جو روزانہ فتوحات کو شام تک خرچ کر دے۔ یہاں تک کہ رات کے لئے کوئی رقم باقی نہ ہے اور اگر رات ہے تو دن کے لئے کچھ باقی نہ رہے۔ سب اللہ کی راہ میں خرچ کر دے۔ ایسے لوگ درویش کہلانے کے مستحق نہیں ہوتے ہیں۔ جو لنگوٹی باندھ کر چمڑے کی تھیلی گلے میں ڈال کر گلی گلی روٹی کے دو لقموں کی خاطر پھرتے رہتے ہیں اور اپنے جیسے انسانوں کے سامنے دست سوال دراز کرتے ہیں۔ بلکہ ایسے لوگ درویشی کا سرمایہ ناز ہیں جو اپنے مسند سے جدا نہیں ہوتے اور لطیف لباس زیب تن کرتے ہیں اور جو موجود ہو اس سے کھانا تیار کر کے درویشان خدا کی تواضع کرتے ہیں اور کچھ بچا کر نہیں رکھتے۔ جو ملتا ہے اسے آگے پہنچا دیتے ہیں۔

## آخرت کا خوف

حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر ﷺ فرماتے ہیں کہ آخرت کا خوف ایسا ہونا چاہئے جس طرح امام اعظم حضرت امام ابوحنیفہ ﷺ تیس برس تک نیند سے کنارہ کش رہے۔ جب بھی حضرت امام ابوحنیفہ ﷺ پر نیند کا غلبہ ہوتا تو آپ ﷺ فرماتے کہ اے نفس! تو نے اگر اللہ تعالیٰ کے شایانِ شان اطاعت نہ کی تو قیامت کے دن نجات نہ پاسکے گا اور اللہ کے پہچاننے کا حق ادا کرتا رہتا کہ دنیا و آخرت میں کامیاب ہو۔ ایک موقع پر حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر ﷺ نے امام اعظم حضرت امام ابوحنیفہ ﷺ کی گریہ کا ذکر

کرتے ہوئے فرمایا کہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ قرآن مجید کی تلاوت کے دوران جب عذاب والی آیت کی تلاوت فرماتے تو ان پر گریہ طاری ہو جاتا اور غشی طاری ہو جاتی۔ ہوش آتا تو فرماتے کہ اگر روز قیامت ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ رہا ہو گیا تو یہ حیرانی والی بات ہوگی۔

## دنیا عورت کے روپ میں

حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ شب میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک عورت جماعت خانہ کے صحن میں جھاڑو دے رہی ہے۔ میں نے پوچھا کہ تو کون ہے تو اس نے جواب دیا کہ میں دنیا ہوں اور مخدوم کے مکان میں جا رہی ہوں۔ میں نے اس سے کہا کہ میرے گھر میں تیرا کیا کام ہے؟ تو میرے گھر سے نکل جا۔ ہر چند کے میں نے اسے کہا مگر وہ باہر نہ نکلی۔ آخر میں نے ایک انگلی اس کی گدی پر رکھ کر اسے باہر دھکیلا اور باہر نکال کیا۔ الغرض یہ کہ ایک انگلی جو اس کی گدی پر لگی تھی اس کے موافق اثر ظاہر ہوا ہے۔

## مہمان نوازی کی فضیلت

مہمان نوازی کی فضیلت کے بارے میں حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حاضر ہوتے تھے تو کچھ کھائے پئے بغیر واپس نہ جاتے تھے۔ نیز فرمایا کہ ایک دفعہ حضرت جبرائیل علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پوچھا کہ جبرائیل علیہ السلام کیا خبر لائے ہو؟ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ آج حکم ہوا ہے کہ آج اللہ کے بندے کو خلعت کا خلعت پہناؤں اور خلیل اللہ کا خطاب دوں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دریافت کیا کہ وہ کون سا بندہ ہے مجھ کو تو بتاؤ؟ تاکہ میں اس کی خاک پا کا سرمہ بناؤں۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ وہ آپ خود ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب یہ بات

سنی تو بے ہوش ہو گئے۔ جب ہوش میں آئے تو پوچھا کہ مجھے یہ بزرگی کس عمل سے نصیب ہوئی؟ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ کھانا کھلانے سے فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قاعدہ تھا کہ جب کھانا کھانے کا قصد کرتے تھے تو پہلے مہمان کو دو میل سے بھی دور سے ڈھونڈ کر لایا کرتے تھے اور پھر اس کے ساتھ کھانا کھاتے تھے۔ خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جس شخص نے مسلمان بھوکے کا پیٹ بھرا تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں پھلوں سے اس کا پیٹ بھرے گا۔ یہ بھی حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو شخص کسی زندہ کے پاس گیا اور کچھ نہ کھایا تو گویا وہ مردود کے پاس گیا تھا اور پھر فرمایا کہ تین کھانے بے حساب ہیں۔ ایک سحری کا کھانا اور ایک افطار کا کھانا اور ایک وہ جو دوستوں کے ساتھ کھایا جائے۔

## نفس اور قلب

حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ آدمی کے پاس دو چیزیں ہیں ایک نفس اور ایک قلب۔ جب کوئی اس کے ساتھ نفس سے پیش آتا ہے تو اس کو چاہئے کہ قلب کے ساتھ پیش آئے۔ کیونکہ نفس میں سراسر فتنہ اور لڑائی جھگڑا بھرا ہوا ہے۔ قلب سکونت و ملاحظت سے پر ہے۔ جب کوئی نفس کے ساتھ پیش آئے اور درویش اس کے جواب میں قلب کے ساتھ پیش آئے تو ضرور اس کا نفس مغلوب ہوگا۔ اگر وہ بھی نفس سے ہی کام لے گا تو فتنہ و فساد میں ترقی ہوگی۔

## اہل تصوف کا لباس

حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کپڑوں میں سے بہتر کپڑا سفید رنگ کا ہے۔ کیونکہ سفید رنگ نہایت پاکیزہ اور صاف ستھرا ہوتا ہے۔ اسی میں اپنے مردوں کو کفن دو۔ پھر فرمایا کہ مشائخ اپنے مریدوں کے لئے نیلگوں رنگ کئی وجہ سے اختیار کیا

ہے۔ ایک تو یہ کہ یہ میلا جلد نہیں ہوتا اور اس کے دھونے میں وقت زیادہ خرچ نہیں ہوتا اور دوسرا یہ کہ یہ رنگ اہل مصائب کا رنگ ہے اور مرید اپنے گزشتہ وقت میں یا دحق سے غیر مشغولی کی وجہ سے مصیبت میں ہوتا ہے اور تیسری وجہ یہ کہ نفس کا رنگ بھی نیلگوں ہے مگر نفس مطمئنہ کے رنگ میں سیاہی ہے۔

حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ صوف یعنی ادنیٰ کپڑا پہننا سنت ہے اور حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی جب وفات ہوئی تھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ادنیٰ سا جبہ پہنا ہوا تھا اور اس میں گیارہ پیوند لگے تھے اور جبکہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے جبہ مبارک میں بارہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے جبہ مبارک میں تیرہ پیوند تھے۔

## اللہ تعالیٰ کی رضامندی کا حصول

ایک مرتبہ حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ سے صبر کے بارے میں دریافت کیا گیا تو فرمایا کہ صبر یہ ہے کہ جب کوئی بلا یا مصیبت اس کو پہنچے تو جزع و فزع نہ کرے نہ روئے اور رضایہ ہے کہ دل میں اس مصیبت کو بلا و مصیبت نہ جانے اور دل کے حال میں تغیر نہ لائے یعنی گویا کہ اس کو وہ مصیبت پہنچی ہی نہیں۔ نیز فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی رضا تلاش کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ تمام لوگوں کو اس سے راضی کر دیتا ہے اور جو لوگوں کی رضامندی تلاش کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس سے ناراض ہو جاتا ہے اور تمام لوگوں کو بھی اس سے ناراض کر دیتا ہے۔ پس انسان کو چاہئے کہ سب کی رضامندی سے جدا ہو کر اللہ تعالیٰ کی رضامندی میں کوشش کرے۔

## نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کا اشتیاق

حضرت شیخ رکن الدین وال عالم رحمۃ اللہ علیہ، حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ سے بوقت وصال ملاقات کے لئے حاضر ہوئے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ پلنگ پر تشریف فرما تھے۔ آپ



ﷺ نے شیخ رکن الدین و العالم ﷺ کو اپنے ساتھ بیٹھنے کا کہا تو شیخ رکن الدین و العالم ﷺ نے فرمایا کہ وہ پاس ادب کی وجہ سے نہیں بیٹھ سکتے۔ چنانچہ کرسی لائی گئی اور شیخ رکن الدین و العالم ﷺ اس کرسی پر تشریف فرما ہوئے۔ اس ملاقات کے دوران تمام مرید حیران و پریشان تھے کہ اس عالم میں گفتگو کس طرح ہوگی لیکن حضرت نظام الدین اولیاء ﷺ اور شیخ رکن الدین و العالم ﷺ نے سلسلہ کلام جاری رکھا۔ شیخ رکن الدین و العالم ﷺ نے حضرت نظام الدین اولیاء ﷺ سے فرمایا کہ انبیاء ﷺ کو اس چیز کا اختیار ہے کہ وہ چاہیں تو موت کو اختیار کریں اور چاہیں تو زندگی کو اختیار کریں اور اولیاء اللہ انبیاء ﷺ کے جانشین ہوتے ہیں اس لئے ان کو بھی زندگی اور موت پر اختیار ہوتا ہے کہ وہ جسے چاہیں اختیار کریں۔ آپ ﷺ بھی کچھ عرصہ کے لئے زندگی کو اختیار کریں تاکہ آپ ﷺ کی ذات سے ناقصوں کو کمال حاصل ہو۔ حضرت نظام الدین اولیاء ﷺ نے جب شیخ رکن الدین و العالم ﷺ کی یہ بات سنی تو ان کی آنکھوں میں آنسو آگئے اور انہوں نے آبدیدہ لہجے میں فرمایا کہ میں نے خواب میں حضور نبی کریم ﷺ کو دیکھا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا اے نظام الدین (ﷺ)! ہمیں تم سے ملاقات کا اشتیاق ہے کیا تمہیں مجھ سے ملاقات کا اشتیاق نہیں ہے؟ حضرت نظام الدین اولیاء ﷺ کی یہ بات سن کر شیخ رکن الدین و العالم ﷺ زار و قطار رونا شروع ہو گئے۔ شیخ رکن الدین و العالم ﷺ کی اس کیفیت کو دیکھ کر تمام حاضرین پر بھی گریہ طاری ہو گیا۔ اس واقعہ کے کچھ عرصہ کے بعد آپ ﷺ کا وصال ہو گیا۔

## مقام تسلیم و رضا

حضرت علی احمد صابر کلیری ﷺ پر چھ سال کی عمر میں مکمل حالت جذب طاری ہو گئی اور آپ ﷺ ہمہ وقت مدہوش رہنے لگے۔ کسی وقت حالت استغراق سے نکل کر کسی کو مخاطب کر لیتے اور ان کی بات کا جواب دے دیتے۔ بعض اوقات حسب ضرورت والدہ

سے کچھ طلب بھی کر لیتے۔ ساتویں برس میں آپ ﷺ کی گزراوقات نہایت تنگی سے ہوتی تھی لیکن آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ کسی سے کسی بھی قسم کا تذکرہ نہ فرماتیں تھیں۔ چوتھے یا پانچویں روز کبھی کبھی کچھ میسر آ جاتا جس سے گزر بسر ہو جاتی وگرنہ آٹھ پہر کے بعد مغرب کے آپ ﷺ صرف پانی ہی نوش فرماتے تھے۔ اس دور میں آپ ﷺ زمین پر سویا کرتے تھے۔ آپ ﷺ بے باکان افراد و ساعباد کا ملین میں سے تھے۔ وہ اہل صفا کے طریقہ میں بڑی شان و اونچا مقام اور قوی ہمت رکھتے تھے۔ آپ ﷺ جانگداری، تسلیم و رضا کے مرتبہ سے واصل تھے۔ آپ ﷺ نے راہ سلوک میں اتنے مجاہدے کئے اور ریاضتیں کیں اور ترک دنیا و تجرد اپنے اوپر لازم کر لئے تھے جس کی کچھ انتہا نہیں تھی۔ آپ ﷺ تمام ظاہری و باطنی پابندیوں سے پاک رہنے والوں کی طرح زندگی گزارتے تھے۔ لطف و قہر کی جو بات زبان سے نکلتی تھی وہ پوری ہو جاتی تھی۔

## مسئلہ فنا و بقا اور اس کی حقیقت

حضرت شمس الدین ترک نے پیر و مرشد حضرت علی احمد صابر کلیری ﷺ سے دریافت کیا تھا کہ حضور! مجھ پر حقیقت مسئلہ فنا و بقا کی واضح کریں تو انہوں نے فرمایا کہ تمہیں زبانی طور پر اس کی سمجھ نہیں آئے گی بلکہ ایک وقت آئے گا کہ تم بظاہر خود ساری بات سمجھ جاؤ گے۔ اس بات کو کافی غرصہ گزر گیا اور یہ بات حضرت شمس الدین ترک ﷺ کے ذہن سے خارج ہو گئی۔ بوقت وصال حضرت علی احمد صابر کلیری ﷺ، حضرت شمس الدین ترک ﷺ کے دل میں یہ بات اتفاقاً آئی کہ میں نے پیر و مرشد سے مسئلہ فنا و بقا کی حقیقت کے بارے میں دریافت کیا تھا اور انہوں نے فرمایا تھا کہ وہ مجھے اس کے بارے میں بتائیں گے۔ چنانچہ جس وقت حضرت علی احمد صابر کلیری ﷺ کا وصال ہوا تو آپ ﷺ کلیر شریف پہنچے۔ جب نماز جنازہ پڑھنے کا وقت ہوا تو آپ ﷺ کو ملال ہوا کہ اپنے پیرو مرشد کی نماز جنازہ پڑھنے والا میں اکیلا شخص ہوں۔ اسی دوران ایک گھڑ سوار جس نے نقاب

اوڑھ رکھا تھا گھوڑا دوڑاتا ہوا آیا اور نمازِ جنازہ کی امامت کرنے کی درخواست کی۔ آپ ﷺ نے اجازت دے دی۔ بعد از نمازِ جنازہ اس نقاب پوش گھڑسوار نے آپ ﷺ کے ساتھ مل کر حضرت علی احمد صابر کلیری ﷺ کو قبر مبارک میں اتارا۔ حضرت علی احمد صابر کلیری ﷺ کی رسوم تدفین سے فارغ ہونے کے بعد وہ نقاب پوش گھڑسوار واپس روانہ ہونے لگا تو آپ ﷺ نے اس کے گھوڑے کی لگام تھام لی اور عرض کیا کہ مجھے اپنا چہرہ دکھائیں تاکہ جب لوگ مجھ سے سوال کریں کہ تمہارے پیرومرشد کی نمازِ جنازہ کس نے پڑھائی تھی تو میں ان کو جواب دے سکوں؟ حضرت شمس الدین ترک ﷺ کے بے حد اصرار پر نقاب پوش سوار نے جب اپنی نقاب اٹھایا تو اس وقت حضرت شمس الدین ترک ﷺ حیران رہ گئے کیونکہ نقاب پوش سوار درحقیقت خود حضرت علی احمد صابر کلیری ﷺ تھے۔ حضرت علی احمد صابر کلیری ﷺ نے فرمایا:

”شمس الدین (ﷺ)! تم نے ایک مرتبہ مجھ سے مسئلہ فنا و بقا کی حقیقت دریافت کی تھی تو اس مسئلہ کی حقیقت یہ ہے کہ تم نے جس کو دفنایا ہے وہ فنا ہے اور جو تمہارے سامنے موجود ہے وہ بقا ہے۔ میں نے تم سے کہا تھا کہ تم بظاہر یہ مسئلہ اپنی آنکھوں سے دیکھ لو گے۔“

یہ فرما کر حضرت علی احمد صابر کلیری ﷺ نے دوبارہ نقاب اوڑھا اور جس سمت سے آئے تھے اس سمت دوبارہ روانہ ہو گئے۔

## گستاخی کے مرتکب کو سزا

اقتباس الانوار میں تحریر ہے کہ بعد از وصال حضرت علی احمد صابر کلیری ﷺ ایک ہندو جوگی کہیں سے پھرتا پھراتا آپ ﷺ کی قبر مبارک کے پاس آیا۔ اس نے پہلے تو خیال کیا کہ یہ کہیں زمانہ قدیم کی ہماری عبادت گاہ نہ ہو۔ ساتھ ہی یہ خیال بھی آیا کہ کسی مسلمان کی قبر بھی ہو سکتی ہے۔ پھر اس نے خیال کیا کہ اگر کسی مسلمان کی قبر ہوئی تو اس کو

برابر کر دوں۔ چنانچہ اس نے آپ ﷺ کی قبر پر ایک طرف سے سوراخ کر دیا اور اس کے اندر اپنا چہرہ داخل کر کے دیکھنا چاہا کہ اس میں کیا ہے؟ اس ہندو جوگی کا چہرہ اندر جانا تھا کہ اس کی گردن وہیں پھنس گئی۔ اس ہندو نے بہتیرا زور لگایا لیکن گردن باہر نہ نکلی۔ وہ ہندو اسی خوف سے مر گیا۔ رات کے وقت حضرت علی احمد صابر کلیری ﷺ نے نزدیکی گاؤں میں موجود اپنے ایک عقیدت مند کو خواب میں حکم دیا کہ صبح میری قبر مبارک پر آکر ایک کتے کو جو میری قبر مبارک کی گستاخی کا مرتکب ہوا ہے اس کو دور پھینک آؤ۔ چنانچہ وہ عقیدت مند صبح جب قبر پر آیا تو اس نے ایک شخص کو دیکھا جس کی گردن قبر مبارک میں پھنسی ہوئی تھی۔ اس عقیدت مند نے جب اس شخص کی گردن کو نکالا تو اس کی شکل کتے کی مانند تھی۔ چنانچہ اس نے اس نجاست کو قبر مبارک سے دور پھینک دیا۔

## ساتویں آسمان پر قدم

ایک مرتبہ حضرت شیخ رکن الدین وال عالم ﷺ کو علم ہوا کہ سلطان غیاث الدین تغلق حضرت نظام الدین اولیاء ﷺ کو نقصان پہنچانے پر آمادہ ہے تو فوراً دہلی تشریف لے گئے۔ دہلی پہنچے تو خانقاہ میں حضرت بابا فرید الدین گنج شکر ﷺ کے عرس کے سلسلے میں محفل سماع منعقد تھی۔ حضرت نظام الدین اولیاء ﷺ کو حال آگیا اور وہ کھڑے ہو گئے۔ آپ ﷺ نے آستین سے پکڑ کر انہیں بٹھا دیا۔ جوش میں حضرت نظام الدین اولیاء ﷺ پھر کھڑے ہو گئے آپ ﷺ نے انہیں پھر آستین سے پکڑ کر بٹھا دیا۔ کچھ دیر کے بعد حضرت نظام الدین اولیاء ﷺ پھر کھڑے ہوئے تو آپ ﷺ نے بھی اٹھ کر نوافل ادا کرنے شروع کر دیئے۔ آپ ﷺ نوافل میں اس قدر مشغول ہوئے کہ سماع کی آواز بھی نہ سنائی دے رہی تھی۔ جب آپ ﷺ سے اس بارے میں سوال کیا گیا تو فرمایا کہ بھائی نظام الدین (ﷺ) جب دوسری مرتبہ کھڑے ہوئے تو ساتویں آسمان پر قدم مار رہے تھے اور جب بھائی نظام الدین (ﷺ) دوبارہ کھڑے ہوئے تو نظروں سے اوجھل ہو گئے۔ اس

لئے میں نوافل میں مصروف ہو گیا۔

## جنتی اور دوزخی

بچپن میں حضرت شیخ رکن الدین وال عالم رحمۃ اللہ علیہ اپنے دادا حضرت شیخ غوث بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ نماز کے لئے تشریف لے جاتے۔ ایک مرتبہ آپ رحمۃ اللہ علیہ مسجد کے باہر ہی تشریف فرما ہو گئے۔ حضرت شیخ غوث بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ نماز سے فارغ ہو کر تشریف لائے تو دیکھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ جنتی اور دوزخی نمازیوں کے جوتے علیحدہ علیحدہ قطار میں لگا رہے تھے۔ عام لوگوں نے تو اسے بچے کا کھیل سمجھا لیکن جو صاحب نظر تھے وہ یہ منظر دیکھ کر رو پڑے۔ حضرت شیخ غوث بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ نے جلدی سے سارے جوتے غلط کر دیئے اور حضرت شیخ رکن الدین وال عالم رحمۃ اللہ علیہ کو اٹھا کر سینے سے لگالیا اور مسجد سے لے کر باہر نکل گئے اور پیار سے سمجھانا شروع کیا کہ بیٹا! اللہ کے راز فاش کرنا گناہ ہے۔

## روحانی غذا

حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک درویش حضرت شیخ رکن الدین وال عالم رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کے لئے آیا۔ جب اس کی نگاہ حضور کے چہرہ انور پر پڑی تو جمال ظاہری اور کمال باطنی کو دیکھ کر وہ دنگ رہ گیا اور اس نے اندازہ لگایا کہ حضرت شیخ رکن الدین وال عالم رحمۃ اللہ علیہ کے چہرے کی رعنائی ان کی اس غذا کی بدولت ہے جو وہ تناول فرماتے ہیں۔ چنانچہ اس درویش نے دل میں یہ عہد کر لیا کہ میں لوگوں کی دی ہوئی غذا نہ لوں گا بلکہ وہ غذا استعمال کروں گا جو کہ حضرت شیخ رکن الدین وال عالم رحمۃ اللہ علیہ استعمال کرتے ہیں۔ آخر صبح کو جب مہمانوں کے لئے کھانا پیش کیا گیا تو اس درویش نے کھانا کھانے سے انکار کر دیا اور کہا میں تو وہی کھانا کھاؤں گا جو قطب الاقطاب رحمۃ اللہ علیہ کے لئے خاص تیار

ہوتا ہے۔ خدام نے اسے سمجھایا لیکن وہ بعض نہ آیا۔ خدام نے کہا بھی کہ ان کے کھانے میں کچھ تکلف نہیں ہوتا مگر وہ راضی نہ ہوتا تھا۔ چنانچہ حضرت شیخ رکن الدین والعالَم عسلیہ کو اطلاع دی گئی۔ حضرت شیخ رکن الدین والعالَم عسلیہ نے اپنے دسترخوان سے اس کے لئے کھانا بھیج دیا۔ اس درویش نے جب آپ عسلیہ کا کھانا دیکھا تو وہ ایک نان تھا جو نمک کے بغیر تھا اور تلخ سبزی تھی۔ وہ درویش یہ دیکھ کر شرمندہ ہو گیا اور اس نے اپنا سر جھکا لیا۔ جب سب لوگ کھانے سے فارغ ہو کر اپنی اپنی خواہگاہ کی طرف چلے گئے تو آپ عسلیہ نے اس درویش کو بلایا اور فرمایا:

”اے درویش! غور سے سنو ہماری شکل و شبابت لطیف و مزیدار خوراک کی مرہون منت نہیں بلکہ یہ اس روحانی غذا کے سبب ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے عطا کی ہے۔“

## حقیقی محبت

حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت عسلیہ فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ رکن الدین والعالَم عسلیہ آتش عشق اور محبت حقیقی سے اس قدر حرارت رکھتے تھے گویا ہر وقت تپ محرقہ کی سی کیفیت رہتی تھی اور یہ گرمی کبھی مزاج اقدس سے علیحدہ نہ ہوتی۔

## دنیا ایک سرائے ہے

حضرت شیخ رکن الدین والعالَم عسلیہ کا وصال کا وقت قریب آیا تو آپ عسلیہ نے اپنے ارادت مندوں کے ایک ہجوم سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

”دوستو! یہ دنیا ایک سرائے ہے۔ جو لوگ اس دنیا میں مسافروں کی طرح رہتے ہیں اور اس کی کسی چیز سے دل نہیں لگاتے تو جب داعی اجل سے بلاوا آتا ہے تو وہ خوشی سے اپنے اصلی ملک کا سفر کرتے

ہیں اور انہیں اس دنیا کو چھوڑنے کا ذرہ برابر بھی ملال نہیں ہوتا لیکن جو لوگ اس دنیا کو اپنا مسکن بنا لیتے ہیں انہیں اس دنیا کو چھوڑتے وقت ضرور تکلیف محسوس ہوتی ہے۔ دوستو! میں تم ہی میں پیدا ہوا اور تم ہی جو ان ہوا اور تم ہی میں رہ کر بڑھاپے کی منزلیں طے کر رہا ہوں۔ آج میں اس مقام پر پہنچ چکا ہوں جہاں سے انسان اپنے ملک کی طرف بڑھ جائے جہاں پر اس کا ابدی سکون موجود ہے۔ ممکن ہے کہ آج کے بعد ہم پھر ایک دوسرے سے نہ مل سکیں اس لئے اگر کسی نے مجھ سے کچھ لینا ہو تو وہ مانگ لے اور اگر کسی کو مجھ سے کوئی تکلیف پہنچی ہو تو وہ اسی دنیا میں ہی اپنا بدلہ چکالے۔“

## جدھر منہ کرو ادھر اللہ ہے

حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش سے کچھ عرصہ قبل قلندر حضرت جمال شاہ رحمۃ اللہ علیہ پانی پت تشریف لائے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نعرہ لگاتے تھے ”اللہ بس باقی ہوس“ اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کا لباس گرد آلود تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ پانی پت کی گلیوں میں گھومتے رہتے اور جہاں کہیں بھی خوشی کی تقریب نظر آتی تو کچھ دیر رک کر جائزہ لیتے اور پھر سر کو جھٹک کر نعرہ لگاتے ”اللہ بس باقی ہوس“ لوگوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھنے کی کوشش کی کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کس کو تلاش کر رہے ہیں مگر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کسی کو کچھ جواب نہ دیا۔ ایک روز آپ رحمۃ اللہ علیہ یونہی پھرتے ہوئے حضرت شیخ سالار فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ کے گھر جا پہنچے۔ حضرت شیخ سالار فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا ہاتھ چومنا چاہا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اسے منع کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ سعادت مجھے حاصل کرنے دو پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ سالار فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ کا ہاتھ والہانہ چومنا شروع کر دیا اور ساتھ ہی نعرہ بلند کرتے جاتے ”اللہ بس باقی ہوس“ حضرت شیخ سالار فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو نہایت عزت و احترام کے ساتھ اپنے گھر کے اندر لائے۔

آپ ﷺ نے فرمایا کہ اے سالار (ﷺ)! تمہیں فرزند مبارک ہو کہاں ہے وہ؟ حضرت شیخ سالار فخر الدین ﷺ نے ڈبڈباتی ہوئی آنکھوں کے ساتھ عرض کیا کہ بے شک اللہ نے مجھے فرزند عطا کیا ہے مگر تین دن گزرنے کے باوجود میرے بیٹے نے آنکھیں نہیں کھولیں اور نہ ہی ماں کا دودھ پیا ہے قدرت شاید ماں کی گود زیادہ دیر تک ہری نہیں رکھنا چاہتی۔ آپ ﷺ نے ہاتھ کے اشارہ سے ان کو منع کرتے ہوئے فرمایا کہ تم قدرت کے بھید نہیں جانتے کیا تم میری جلتی ہوئی آنکھیں نہیں دیکھ رہے؟ حضرت شیخ سالار فخر الدین ﷺ زناں خانے میں گئے اور بچہ لا کر حضرت جمال شاہ ﷺ کی بانہوں میں تھا دیا۔ آپ ﷺ نے والہانہ بچے کو چومنا شروع کر دیا اور پھر قرآن مجید کی آیت تلاوت کی جس کا مفہوم تھا کہ جدھر منہ کرو ادھر اللہ ہے۔

حضرت بوعلی قلندر ﷺ اپنی ولادت سے مسلسل رورہے تھے اور اس دوران آنکھیں کچھ دیر کے لئے بھی نہ کھولیں تھیں۔ آپ ﷺ نے جب یہ آیت سنی تو آنکھیں کھول دیں اور رونا بند کر دیا۔ حضرت جمال شاہ ﷺ نے حضرت بوعلی قلندر ﷺ کو حضرت شیخ سالار فخر الدین ﷺ کو دیتے ہوئے فرمایا کہ اس کی ماں سے کہنا یہ اللہ کا مہمان ہے اس کی خاطر مدارت میں کوئی کسر باقی نہ رکھے۔ جس وقت حضرت بوعلی قلندر ﷺ والدہ کی آغوش میں پہنچے اور انہوں نے دودھ پلانا چاہا تو آپ ﷺ والہانہ دودھ پینا شروع ہو گئے۔ حضرت شیخ سالار فخر الدین ﷺ نے حضرت جمال شاہ ﷺ کی خاطر تواضع کرنا چاہی تو آپ ﷺ نے انکار کرتے ہوئے فرمایا کہ برادر! آج تو نے جو میری تواضع کی ہے وہ مجھے قیامت تک یاد رہے گی۔ یہ فرما کر آپ ﷺ وہاں سے رخصت ہو گئے۔ حضرت جمال شاہ ﷺ کا مزار پاک اٹک شہر کے نزدیک دریائے اٹک پر واقع ہے۔

## مجھے علی بناوے

کتب سیر میں منقول ہے کہ حضرت بوعلی قلندر ﷺ بارہ برس تک پانی میں



کھڑے رہے یہاں تک کہ آپ ﷺ کے جسم مہاوک کا سارا گوشت مچھلیاں کھا گئیں اور آپ ﷺ کو مطلقاً کچھ خبر نہ ہوئی۔ بارہ برس بعد ندائے غیبی آئی کہ اے شرف الدین (ﷺ)! مانگ کیا مانگتا ہے؟ آپ ﷺ نے کہا کہ الہی! مجھے علی بنادے۔ ندا آئی کہ تجھے علی کیسے بنایا جاسکتا ہے کیونکہ علی تو ایک ہی ہے۔ آپ ﷺ نے اپنا اصرار جاری رکھا۔ ندائے غیبی آئی کہ ہم تجھے علی کو بوعطا کرتے ہیں۔ چنانچہ آپ ﷺ کو امیر المومنین حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی بوعطا کر دی گئی اور آپ ﷺ کے پاس سے امیر المومنین حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خوشبو آیا کرتی تھی۔ کچھ عرصہ بعد لوگوں نے از حد آپ ﷺ کو ”بوعلی“ کے لقب سے پکارنا شروع کر دیا اور آپ ﷺ اپنے نام سے زیادہ اپنے لقب سے مشہور ہو گئے۔

## حضور اسی بات کا رونا ہے کہ سمجھ نہیں آئی

ایک مرتبہ علاؤ الدین خلجی نے حضرت بوعلی قلندر ﷺ کی خدمت میں کچھ تحائف بھیجنے کا ارادہ کیا لیکن اُس کو اپنے دربار میں کوئی بھی اس قابل نہ لگا کہ جس کو وہ حضرت بوعلی قلندر ﷺ کی خدمت میں بھیجتا۔ بالآخر اتفاق رائے سے یہ طے ہوا کہ حضرت امیر خسرو ﷺ کو حضرت بوعلی قلندر ﷺ کی خدمت میں بھیجا جائے۔ چنانچہ حضرت امیر خسرو ﷺ سے عرض کی گئی تو انہوں نے کہا کہ میں اپنے مرشد پاک حضرت محبوب الہی خواجہ نظام الدین اولیاء ﷺ کی اجازت کے بغیر ان کی خدمت میں حاضر نہیں ہو سکتا۔ سلطان علاؤ الدین خلجی نے ایک امیر کو حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء ﷺ کی خدمت میں اجازت کے لئے بھیجا تو انہوں نے اجازت دے دی۔ چنانچہ چند روز بعد حضرت امیر خسرو ﷺ دہلی سے تین دن کی مسافت پر موجود پانی پت پہنچے۔ حضرت بوعلی قلندر ﷺ نے ان کا والہانہ استقبال کیا اور نہایت ہی شفقت و محبت سے پیش آئے۔ حضرت امیر خسرو ﷺ نے علاؤ الدین خلجی کے بھیجے ہوئے تحائف خدمت میں پیش کئے تو حضرت

بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ خسرو (عسلیہ)! اگر خواجہ نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ درمیان میں نہ ہوتے تو میں یہ تحفے ہرگز قبول نہ کرتا۔ حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ کی خاطر مدارت کی اور ان سے کلام سنانے کی فرمائش کی۔ حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی یہ غزل سنائی:

اے کہ گوئی ہچ مشکل چون فراق یار نیست  
گر امید وصل باشد ہم چناں دشوار نیست  
اسی نشست میں حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی غزل سنائی:

وہیم خسروان بر ما لعل استراست  
خسرو کسے کہ خلقت تجرید بر سراست

حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ پر یہ غزل سنتے ہی رقت طاری ہو گئی۔ حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے دریافت کیا کہ عزیزم کچھ سمجھ آئی؟ حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا کہ حضور! اسی بات کا تو رونا ہے کہ سمجھ نہیں آئی۔

## بے عیب ذات

حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کا ایک مرید اولاد سے محروم تھا۔ اس مرید کے دل میں کئی مرتبہ خیال آیا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنا یہ مسئلہ بیان کرے مگر ہمت نہ پاتا۔ ایک روز اس مرید نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ میں اور میری بیوی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی دعوت کرنا چاہتے ہیں کیا آپ رحمۃ اللہ علیہ ہمارے گھر آنا پسند فرمائیں گے۔ نیز میری بیوی یہ چاہتی ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ جب ہمارے گھر تشریف لائے تو وہ خود آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ دھلوائے۔ حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے اس مرید کی طرف دیکھا اور دعوت قبول فرماتے ہوئے کہا کہ دیکھو! میں تمہارے گھر ضرور آؤں گا، دعوت بھی کھاؤں گا اور تمہاری بیوی کی خواہش بھی پوری ہو جائے گی۔ حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ مقررہ دن پر اس مرید کے گھر پہنچے

تو مرید نے عرض کیا کہ حضور! میری بیوی اور میری بھی یہ خواہش ہے کہ آپ ﷺ ہمارے لئے اولاد کی دعا فرمادیں۔ اس دوران اس مرید کی بیوی کھانا تیار کرتی رہی اور جب وہ کھانا پکا چکی تو اس نے غسل کیا اور پاک صاف لباس زیب تن کیا اور اپنے ہاتھوں میں طشت و آفتابہ پکڑے حضرت بوعلی قلندر ﷺ کی بارگاہ میں آپ ﷺ کے ہاتھ دھلوانے کے لئے حاضر ہوئی۔ اس عورت کا حسن قیامت خیز تھا۔ حضرت بوعلی قلندر ﷺ نے جب اس عورت کی طرف دیکھا تو آپ ﷺ پر جذب و مستی کا عالم طاری ہو گیا آپ ﷺ کو نہ کھانے کا ہوش رہا نہ دعا کا خیال آیا۔ بس ایک ہی فقرہ آپ ﷺ کی زبان پر جاری تھا:

”بے عیب ذات اللہ کی! اللہ بس باقی ہوس“

یہ حالت جذب و مستی اس قدر گہری طاری ہوئی کہ آپ ﷺ نے ہر چیز حتیٰ کہ نماز بھی ترک کر دی اور اپنی حالت میں ہی مست و بیگانہ ہو گئے۔

## عاشقانِ الہی کا مقام

ایک مرتبہ حضرت شیخ جلال الدین پانی پتی ﷺ حضرت بوعلی قلندر ﷺ سے ملاقات کے لئے جنگل میں تشریف لے گئے۔ جب وہ حضرت بوعلی ﷺ کی قیام گاہ کے نزدیک پہنچے تو انہیں ایک شیر نظر آیا۔ آپ ﷺ نے شیر کو دیکھ کر فرمایا:

”یہ عاشقانِ الہی کا مقام ہے تیرا ادھر کچھ کام نہیں۔“

شیر نے یہ سنا تو حضرت بوعلی قلندر ﷺ کی قیام گاہ کی طرف بڑھ گیا۔ شیخ جلال الدین پانی پتی ﷺ بھی شیر کے پیچھے پیچھے حضرت بوعلی قلندر ﷺ کی قیام گاہ کی جانب بڑھے۔ حضرت شیخ جلال الدین پانی پتی ﷺ جب قیام گاہ کے اندر داخل ہوئے تو دیکھا کہ مزید چار شیر حضرت بوعلی قلندر ﷺ کی قیام گاہ کے اندر موجود ہیں۔ یہ میت ناک منظر دیکھ کر حضرت شیخ جلال الدین پانی پتی ﷺ کو قدرے دہشت معلوم ہوئی اور آپ ﷺ گھبرا کر پیچھے کی جانب ہٹے۔ اسی دوران حضرت بوعلی قلندر ﷺ تشریف لے آئے۔ انہوں

نے یہ منظر دیکھا تو حضرت شیخ جلال الدین پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

”تم ہمارے رازداروں میں سے ایک ہو۔ آؤ ہم تمہیں شیروں کا تماشا

دکھائیں۔“

حضرت شیخ جلال الدین پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ جب میں نے شیروں کی جانب دوبارہ دیکھا تو وہ آپس میں کھیل کود کر رہے تھے۔ کچھ دیر بعد وہ چاروں شیر حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں سے لپٹ گئے اور ان کے قدموں میں کھینے لگے۔ حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

”جلال الدین رحمۃ اللہ علیہ! یہ اللہ عزوجل کے عاشقوں کا مقام ہے۔“

## عبادت میں سکون

حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر کسی کنویں میں چوہا گر کر مر جائے تو مردہ چوہا کنویں سے نکالنے کے بعد چند ڈول پانی بھی نکالتے ہیں اس طرح کنویں کا پانی صاف ہو جاتا ہے اور ہرگز پلید نہیں رہتا اس طرح اگر تم اپنے گناہوں سے توبہ کر لو اور وہ گناہ دوبارہ دہراؤ نہیں اور حلال کو حلال سمجھو اور حرام کو حرام اور اپنے مردہ نفس کو باہر نکال پھینکو تو یقیناً تمہیں عبادت میں راحت اور سکون ملے گا۔

## داڑھی کی شرعی حالت

حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ پر اکثر کیفیت جذب و سکر طاری رہتی تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کئی کئی دن اس حالت میں مستغرق رہتے تھے اور اپنے ظاہر کے بارے میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کو کچھ ہوش باقی نہ رہتی تھی۔ کتب سیر میں مذکور ہے کہ ایک مرتبہ کیفیت جذب و سکر میں آپ رحمۃ اللہ علیہ اس قدر مغلوب ہوئے کہ کئی دنوں تک ظاہری ہوش نہ رہا۔ اس حالت میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ریش مبارک بہت بڑھ گئی۔ پانی پت کے مفتی حضرات نے آپ رحمۃ اللہ علیہ پر بہت زور دیا

کہ اپنی ریش مبارک کو کٹوائیں اور اسی شرعی حالت میں لائیں۔ چونکہ آپ ﷺ پر کیفیت سکرطاری تھی اسی لئے آپ ﷺ نے ان کی باتوں پر کچھ توجہ نہ دی اور اپنی حالت میں مست رہے۔

ایک دن تنگ آ کر پانی پت کے مشہور مفتی، مفتی ضیاء الدین نے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر قینچی منگوائی اور آپ ﷺ کی ریش مبارک کو پکڑ کر قینچی سے کاٹ کر شرعی حالت میں کر دیا۔ آپ ﷺ اس دوران خاموش بیٹھے رہے۔ جب مفتی ضیاء الدین واپس چلے گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا:

”اے ریش! تو کتنی مبارک ہے جو دوبارہ شرعی حالت میں آگئی۔“

## حضرت رابعہ بصریہ علیہا السلام کی بشارت

روایات میں بیان کیا گیا ہے کہ حضرت لعل شہباز قلندر ﷺ جب والدہ کے پیٹ میں موجود تھے تو ان کو ایک رات حضرت رابعہ بصریہ پپیا کی زیارت ہوئی اور انہوں نے آپ ﷺ کی والدہ سے فرمایا:

”اے میری بیٹی! میں تم کو یہ بشارت سنانے آئی ہوں کہ تمہارا فرزند اللہ عزوجل کا محبوب اور اس کی مخلوق کا برگزیدہ نامور قلندر ہوگا اور اس کی ذات پاک سے اللہ عزوجل بہت سے گنہگاروں کی توبہ قبول کرے گا۔ اے میری بیٹی! جب یہ پیدا ہو تو اس کے دونوں کانوں میں بلند آواز سے کلمہ طیبہ کی آواز پہنچا دینا اور اپنے فرزند کو میرا سلام کہنا۔“

چنانچہ جب حضرت لعل شہباز قلندر ﷺ پیدا ہوئے تو آپ ﷺ کی والدہ نے حضرت رابعہ بصریہ ﷺ کے فرمان کے مطابق عمل کیا اور یہ یقین کر لیا کہ میرا فرزند اللہ عزوجل کا محبوب اور اس کے دین کا خیر خواہ ہوگا۔

## ہماری روٹی بھی پک چکی ہوگی

ایک مرتبہ حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ روٹی پکا رہے تھے کہ اسی اثناء میں شہر کا قاضی ادھر سے گزرا۔ اس نے جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کو روٹی پکاتے ہوئے دیکھا تو کہنے لگا کہ یہ رمضان المبارک کا مہینہ ہے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ روٹی پکا رہے ہیں؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے قاضی کی بات سنی تو اسی وقت روٹی کو آگ میں دبا دیا اور خود اپنا چہرہ چادر سے ڈھانپ لیا اور مراقبے میں بیٹھ گئے۔ جب رمضان المبارک کا سارا مہینہ گزر گیا اور عید الفطر کا دن آ گیا تو قاضی ایک مرتبہ پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس سے گزرا۔ اس نے اسی طرح آپ رحمۃ اللہ علیہ کو عبادت میں مشغول دیکھا تو کہنے لگا کہ یا حضرت! رمضان المبارک کا مہینہ تو اب ختم ہو گیا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فوراً اپنا سر مبارک اٹھایا اور فرمایا کہ پھر تو اب ہماری روٹی بھی پک چکی ہوگی۔ اتنا کہتے ہی آپ رحمۃ اللہ علیہ نے آگ میں سے روٹی نکالی تو وہ اسی حالت میں تھی۔

## محبوب کا عشق حقیقی

حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ اپنی کیفیت کے بارے میں اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ میں محبوب کے عشق حقیقی میں ہمہ وقت آگ پر محور قص ہوں۔ کبھی غلطی سے خاک میں لوٹتا ہوں اور کبھی سولی پر چڑھتا ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ میں اس عشق میں اس قدر بدنام ہو گیا ہوں اور اب پکار رہا ہوں۔ اے پاکباز! اب تو میرے پاس آ جا۔ میں رسوائی سے کسی بھی طرح نہیں ڈرتا اور بازار میں کھلے عام رقص کر رہا ہوں۔ اے مطرب ساقی! آ اور اپنے سماع و شوق سے مجھے نواز تا کہ میں اس کے وصل کی خوشی میں قلندرانہ طور پر رقص میں محور ہوں۔ اگر تم صوفی بننا چاہتے ہو تو آؤ تا کہ میں تمہیں خرقہ پہنا دوں۔ یہ کیسی خوبصورت زنا رہے جس کو دیکھ دیکھ کر میں محور قص ہوں۔ لوگ بار بار مجھ سے پوچھ رہے ہیں کہ اے گداگر! کیوں ناچ رہے ہو؟ وہ نہیں جانتے میرے دل میں وہ راز کی طرح پوشیدہ

ہے جس کی وجہ سے میں مجور قص ہوں۔ گو کہ دنیا والے مجھ پر اس کے باعث ملامت کرتے ہیں مگر مجھے اپنے اس ذوق و شوق پر بے حد ناز ہے کہ میں اپنے محبوب کے سامنے مجور قص ہوں۔

## توحید و رسالت کی حقیقت

حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ توحید و رسالت کی حقیقت کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ دونوں جہاں کے سورج نے ہمیں روشن کر دیا۔ عرش سے لے کر فرش تک ہر جسم اس کے نور میں شرا بور ہے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے ہیں اور ہمیں رات دن اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے کا عادی بنا دیا ہے۔ فرشتوں کے لئے کام مشکل اور دشوار ہے وہ ہم پر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کے باعث آسان کر دیا گیا ہے۔ انبیاء کرام علیہم السلام کی راہ میں جو چیز دشوار تھی رفتہ رفتہ وہ ہمارے لئے آسان کر دی گئی۔ آسمانوں اور ستاروں میں جانا ہمارے لئے کوئی دشوار نہیں ہے اس لئے کہ حضور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم عرشِ علاء پر تشریف لے گئے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ہر طور پر۔ یہ سب پروردگارِ عالم کا فضل و کرم ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مہمان بن کر عرش پر تشریف لے گئے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام فرشتوں کی معیت میں ان کے دربان ہیں اور تیز رفتار براق ان کے نیچے ہے۔ ہمارے لئے صحرائے لایزال ایک میدان بن گیا۔ اس بارگاہِ الہی میں وحدت و کثرت کا کیا کام ہے؟ وہاں تو لاکھوں بھی ہوں تو سب ایک ہو جاتے ہیں۔ جس ذاتِ اقدس کی ظاہری شکل و صورت نہیں تھی وہ ہمارے لئے آشکارا ہو گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا دیدار اس کے شیدائی خلوتوں میں کرتے ہیں۔ ہمارے لئے اس کا دیدار سہل ہو گیا۔ اس ذاتِ برتر و عالی کا دیدار مسکراتی ہوئی کلیوں میں پایا جاتا ہے۔ اس کے دیدار کرنے سے عجب عجب طرح کے کاموں کے بھید ظاہر ہوتے ہیں اس لئے کہ اس کی بنائی ہوئی صفات سے ہم نے اس کا دیدار کر لیا ہے۔ مگر یہ سب کچھ معرفت کے باعث حاصل ہوتا ہے۔ میں نے دنیا کے صنم کدوں کی بڑی سیر کی ہے لیکن افسوس کہ خود پرستی کو ہی لوگوں نے ایمان سمجھ لیا ہے۔ اس کی رحمتوں کا سمندر تو بہت ٹھاٹھیں مارتا ہے۔

اس کو جو کوئی دیکھنا چاہے تو ایسی کشتی سے دیکھے کہ جس کی کوئی انتہاء نہ ہو۔

## اللہ تعالیٰ کے عشق کی مستی

حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ اللہ تعالیٰ کے عشق کی مستی کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ میں بے نام اور بے زبان ہوں۔ میں اپنی دھن میں مگن رہتا ہوں۔ میں اللہ تعالیٰ کے عشق میں مست ہوں۔ میں پاک ورد میں مشغول رہتا ہوں۔ اگر ساقی مجھے جام پلا دے تو میں مست ہو جاؤں۔ میں اللہ تعالیٰ کا بندہ ہوں، بادشاہ بھی ہوں، گداگر بھی ہوں۔ جدائی کے غم کے باوجود میں اس کے عشق میں ڈوبا ہوا ہوں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ایک ایسا مرغ ہوں جس کا کوئی ٹھکانہ نہیں، لامکان کے سوا میں کسی کو نہیں جانتا، میں قدسیوں کے تخت پر بیٹھا ہوا ہوں اور اپنی مستی کے رنگ میں ڈوبا ہوا ہوں۔

## غیبت نے تمام ثواب ضائع کر دیا

حضرت شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میں اپنے والد صاحب کے ساتھ سفر پر تھا۔ دوران سفر ہم نے ایک سرائے میں قیام کیا۔ رات کے وقت میرے والد بزرگوار نے مجھے تہجد کی نماز کے لئے اٹھلایا۔ میں نے وضو کیا اور تہجد کی نماز ادا کی۔ تہجد کی نماز کے بعد والد بزرگوار تو اپنے معمول کے اور دو وظائف میں مشغول ہو گئے جبکہ میں فارغ تھا۔ میں نے سرائے میں گھومنا پھرنا شروع کر دیا تو دیکھا کہ تمام مسافر اس طرح سوئے ہوئے تھے جیسے ان کی حالت مردوں کی سی ہو۔ میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ کاش یہ بھی اٹھ کر تہجد کی نماز پڑھ لیتے تو کیا حرج ہوتا؟ میں نے اس بات کا ذکر اپنے والد بزرگوار سے کیا تو انہوں نے فرمایا کہ اگر تم بھی ان مسافروں کی طرح سوئے رہتے تو بہتر تھا کیونکہ یہ سوئے ہوئے مسافر تم سے بہتر ہیں جبکہ تم جاگ کر تہجد پڑھتے ہوئے بھی غیبت کر کے اپنا تمام ثواب ضائع کر رہے ہو جن کی تم غیبت کر رہے ہو وہ تمہاری تہجد کا ثواب لے گئے ہیں۔



## حق بندگی کی ادائیگی

حضرت شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں جنگل سے گزر رہا تھا کہ میں نے ایک نورانی چہرے والے بزرگ کو بھاری بھر کم چیتے پر سوار آتے دیکھا۔ میں نے جب چیتا دیکھا تو میں نے درخت کے پیچھے چھپنے کی کوشش کی۔ ان بزرگ نے مجھے آواز دے کر بلایا اور کہا کہ اس جانور سے مت ڈرو بلکہ اللہ سے ڈرو کیونکہ اگر انسان اللہ کے احکام کی پابندی کرتا ہے تو یہ چیتا اس شخص کا حکم بجالاتا ہے اور مجھے بھی یہ مقام صرف حق بندگی کو ادا کرنے کی وجہ سے حاصل ہوا ہے۔

## عقل کے اندھے دل کے نزدیک ہو کر بھی

### دور ہوتے ہیں

حضرت شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں جامع مسجد میں تقریر کر رہا تھا۔ اہل محفل مردہ دل تھے اور کسی کے دل پر میری تقریر کا کچھ اثر نہ ہو رہا تھا۔ میں نے اس وقت اپنا بیان اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے متعلق شروع کیا ہوا تھا کہ ہم انسان کی شہ رگ سے بھی زیادہ نزدیک ہیں۔ میں سامعین کی بے حسی پر افسوس کر رہا تھا۔ دوران تقریر میں نے ایک شعر پڑھا جس کا مفہوم تھا کہ میرا دوست میرے زیادہ قریب ہے جبکہ میں اس سے دور ہوں اور کس قدر بدنصیب ہوں میں کہ دوست پہلو میں ہے اور میں اس سے جدا ہوں۔ اس دوران ایک مرد قلندر وہاں سے گزرا۔ اس نے جب میرا شعر سنا تو اس نے بے اختیار نعرے لگانے شروع کر دیئے۔ اس مرد قلندر کے نعروں نے حاضرین محفل پر بھی مستی کی کیفیت طاری کر دی اور وہ بھی بے اختیار نعرے لگانا شروع ہو گئے۔ میری کیفیت بھی اس وقت کچھ مختلف نہ تھی میری زبان سے اس وقت بے اختیار نکلا کہ اہل دل اگرچہ دور

رہتے ہوئے بھی دل کے قریب رہتے ہیں مگر عقل کے اندھے دل کے نزدیک ہو کر بھی دور رہتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ لوگ خدا کو تلاش کرتے ہیں کبھی جنگلوں میں، کبھی پہاڑوں میں مگر ان کو یہ معلوم نہیں ہوتا کہ اللہ تعالیٰ تو ان کے دل کے اندر ہے اور اسے جب بھی دیکھنا ہو ذرا سی گردن خم کرنے کی ضرورت ہوتی ہے اور اسے ہر وقت دیکھا جاسکتا ہے۔

## علم کی قدر و قیمت

حضرت شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میرا گزر ملک عراق کے کسی شہر سے ہوا۔ میں نے دیکھا کہ قاضی شہر محفل لگائے بیٹھا ہے اور اس محفل میں امراء کی کثیر تعداد موجود ہے۔ میرے کپڑے اس وقت پھٹے ہوئے تھے اور میری حالت نہایت خراب تھی۔ ان لوگوں نے مجھے کم حیثیت جانتے ہوئے مجھے اس محفل سے باہر نکال دیا۔ میں محفل سے نکلنے کے بعد ایک طرف جا کر بیٹھ گیا۔ اس وقت محفل میں کسی نقطہ پر زور و شور سے بحث جاری تھی اور وہ اس مسئلہ کا حل تلاش کرنے میں ناکام تھے۔ میں نے دور سے صدا لگائی کہ اگر قاضی شہر پسند کریں تو میں یہ مسئلہ حل کر سکتا ہوں۔ قاضی شہر نے میری صدا سن کر مجھے اجازت دے دی اور میں نے ان کا وہ مسئلہ حل کر دیا۔ قاضی شہر نے اپنا عمامہ مجھے دینا چاہا تو میں نے انکار کر دیا کہ اگر میں نے عمامہ پہن لیا تو پھر میری آنکھوں پر بھی چربی چڑھ جائے گی اور غریب لوگ مجھے حقیر و کمتر محسوس ہوں گے اور پھر مجھے لوگوں کی لعنت و ملامت کے الفاظ سننے پڑیں گے۔

## حقیقت حال

حضرت شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں بغداد شہر کی جامع مسجد کی سیڑھیاں اس حالت میں چڑھ رہا تھا کہ میرے پاؤں میں جوتی نہ تھی۔ میں نے اللہ عز و جل سے اس کا گلہ کیا کہ یا الہی! اب میرا یہ حال ہے کہ میرے پاؤں میں جوتی بھی نہیں

ہے۔ اللہ عزوجل سے دل میں یہ گلہ کرتے ہوئے میں جب جامع مسجد کے دروازے پر پہنچا تو میں نے ایک شخص کو دیکھا جس کے دونوں پاؤں نہ تھے میں فوراً سجدہ میں گر پڑا اور اللہ عزوجل سے معافی مانگی اور شکر ادا کیا کہ الہی! کیا ہوا جو تو نے مجھے جوتی نہ دی مگر چلنے کو دونوں پاؤں تو دیئے ہیں جن سے تو نے اس شخص کو محروم رکھا ہے۔

## پسینہ کی جگہ خون بہا دو

حضرت شیخ بدرالدین موئے تاب رحمۃ اللہ علیہ کے دوستوں نے دوران سفر کھیر پکائی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے پیش کی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کھیر دیکھتے ہوئے فرمایا کہ اس میں خیانت ہوئی ہے اس لئے میں اسے نہیں کھا سکتا۔ احباب پریشان تھے کہ ان سے کیا خیانت سرزد ہو گئی ہے۔ اس دوران دو خاد میں آگے بڑھے اور انہوں نے عرض کیا کہ حضور! دودھ ابل رہا تھا اور لگ رہا تھا کہ باہر گر پڑے گا اس لئے ہم نے تھوڑا سا دودھ اس خیال سے پی لیا کہ کہیں زمین پر گر کر ضائع نہ ہو جائے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جاؤ اور تیز دھوپ میں کھڑے ہو جاؤ جب تک تمہارے جسموں سے اتنا پسینہ خارج نہ ہو جائے۔ کچھ دیر بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حجام کو بلوایا اور اس سے کہا کہ ان کا جتنا پسینہ زمین پر گرا ہے اتنا ہی میرا خون نصد کے ذریعہ سے جسم سے نکال کر زمین پر گرا دے۔

حضرت شیخ بدرالدین موئے تاب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ محبت و عزیزداری کا مقصد ہرگز یہ نہیں کہ نامناسب رعایت کی جائے ہر لغزش و خطا پر گوشمالی ضروری ہے اور کسی کو بخشایا گناہوں پر دلیر کرنا ہے محبت کرو مگر اتنی کرو کہ پسینہ کی جگہ خون بہا دو مگر غلطیوں اور گناہوں پر اغماض نہ کرو کہ یہ محبت نہیں بلکہ عداوت ہے۔

## صد ہا اولیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہم کو ان کی کھوئی ہوئی دولت مل گئی

حضرت شیخ بدرالدین موئے تاب رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ میں ایک مرتبہ ایک زبردست

اور صاحب حال ولی آئے جو کہ بہت جلالی تھے اور ان کی خصوصیت یہ تھی کہ وہ جب کسی ولی سے گفتگو کرتے تو ذرا سی اختلافی بات پر اس ولی کا سب کچھ ضبط کر کے آگے چل پڑتے۔ اس طرح انہوں نے کئی اولیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہم کی ولایت ضبط کی۔ جس وقت وہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ میں آئے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو جنگل کی اُبلی ہوئی گھاس کھانے کے لئے پیش کی جو ان کے خلق سے نیچے نہ اتری۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جلال میں آ کر فرمایا کہ تو اولیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہم کی متاع حیات چھینتا پھرتا ہے اور پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی تمام ولایت سلب کر لی۔ وہ مہینوں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ میں بیٹھے رہے بالآخر ایک روز آپ رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں میں گر پڑے اور رحم کی درخواست کی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں تمہیں اس شرط پر معاف کروں گا کہ تم نے جن جن لوگوں کی ولایت کو سلب کیا ہے انہیں لٹا دو۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بدولت صد ہا اولیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہم کو ان کی کھوئی ہوئی دولت مل گئی۔

## حضرت سید شمس الدین امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ کی

### بیعت کا واقعہ

حضرت سید شمس الدین امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ اپنی بیعت کا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ابتدائے جوانی میں میں کشتی لڑا کرتا تھا۔ ایک روز رامپن میں کشتی لڑنے میں مصروف تھا کہ حضرت خواجہ بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ کا گزر اس اکھاڑے سے ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ایک دیوار کے سائے میں کھڑے ہو گئے اور مجھ پر غور کرنا شروع کر دیا۔ حضرت خواجہ بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ کے خدام نے دریافت کیا کہ مخدوم! آپ رحمۃ اللہ علیہ ان لوگوں میں جو کہ بدعت میں مشغول ہیں انہیں دیکھ رہے ہیں؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ نہیں اس میدان میں ایک مرد ہے اور اس صید گاہ میں ایک ایسا شکار ہے کہ کالمین زمانہ اس کی صحبت سے فیضیاب ہوں گے کیونکہ اس کی پرواز نہایت بلند ہے اور میں اسی مرد مومن کے انتظار میں ہوں کہ وہ میرے

جال میں پھنس جائے۔ اسی دوران میری نظر آپ ﷺ پر پڑی تو میرے دل کا پردہ ایک ہی نظر میں آپ ﷺ کی محبت کے جال میں پھنس گیا۔ آپ ﷺ کی قوتِ جذبہ نے مجھے اپنی جانب کھینچ لیا اور میں والہانہ آپ ﷺ کے پیچھے پیچھے آپ ﷺ کی خانقاہ میں جا پہنچا۔ آپ ﷺ نے مجھے بیعت سے سرفراز فرمایا اور ریاضت و مجاہدے کے بعد حضرت بابا صاحب ﷺ نے مجھے خلافت سے سرفراز فرمایا۔

## یہ عمل خلافِ شریعت ہے

رامتین کے ایک باغ میں حضرت سید شمس الدین امیر کلال ﷺ نے اپنے کپڑے دھوئے۔ بعد ازاں جب آپ ﷺ نے انہیں خشک کرنا چاہا تو احباب سے فرمایا کہ انہیں کانٹوں کی باڑ پر نہ پھیلانا کہیں ایسا نہ ہو کہ باڑ کو نقصان پہنچ جائے۔ اسے درختوں کی شاخوں پر بھی نہ پھیلانا کہیں شاخیں ٹیڑھی نہ ہو جائیں۔ اسے زمین پر بھی نہ پھیلانا تاکہ مویشیوں کی گھاس خراب نہ ہو جائے۔ آپ ﷺ کی باتیں سن کر احباب عاجز آگئے اور کہنے لگے کہ پھر انہیں کس طرح خشک کیا جائے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ انہیں میں اپنی پیٹھ پر پھیلا لیتا ہوں اور پیٹھ سورج کی جانب کر لیتا ہوں اس طرح یہ خشک ہو جائیں گے۔ چنانچہ آپ ﷺ اپنے کپڑے اسی طرح سکھاتے تھے۔

حضرت سید شمس الدین امیر کلال ﷺ فرماتے تھے کہ اگر میری وجہ سے باڑ کو نقصان پہنچا یا کسی درخت کی شاخ ٹیڑھی ہو گئی یا پھر مویشیوں کی گھاس خراب ہو گئی تو پھر میں کیا جواب دے سکوں گا؟ کیا عذر پیش کروں گا؟ یہ عمل خلافِ شریعت ہے اور دوسروں کی ملکیت میں تصرف جائز نہیں ہے۔

## توبہ بندگیوں کا سر ہے

حضرت سید شمس الدین امیر کلال ﷺ فرماتے ہیں کہ توبہ کرتے رہو کیونکہ یہ

تمام بندگیوں کا سر ہے۔ توبہ یہ نہیں ہے کہ تم زبان سے کہو کہ میں توبہ کرتا ہوں بلکہ توبہ یہ ہے کہ تم اپنے گناہوں پر دل میں پشیمان ہو اور نیت کرو کہ آئندہ اس گناہ کی جانب نہ لوٹو گے اور ہمیشہ اللہ عزوجل سے ڈرتے رہو اور اپنے گناہوں کی معافی مانگتے رہو۔ گریہ و زاری کثرت سے کرو اور ایسی کرو کہ توبہ کا اثر اپنے باطن میں مشاہدہ کرو تا کہ تائب کا نام تم پر صادق آسکے۔

## علماء امت محمدیہ ﷺ کے چراغ ہیں

حضرت سید شمس الدین امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تمہیں چاہئے کہ تم علماء کی خدمت میں رہو اور ان کی صحبت سے فیض حاصل کرو کیونکہ علماء امت محمدیہ ﷺ کے چراغ ہیں۔ جاہلوں کی صحبت سے بچو اور دنیا داروں کی صحبت اختیار نہ کرو کیونکہ ان کی صحبت تمہیں اللہ عزوجل سے دور کر دیتی ہے۔

## مردِ مومن کی بشارت

حضرت سید بہاؤ الدین نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کا شمار نامور اولیاء اللہ میں ہوتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ۷۱۸ ہجری میں شہر بخارا میں پیدا ہوئے۔ حضرت شیخ عارف باللہ عبداللہ بلخی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ حضور سیدنا غوث الاعظم حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ایک دن مریدوں کے ہمراہ کھڑے تھے کہ اچانک آپ رحمۃ اللہ علیہ بخارا شریف کی جانب متوجہ ہوئے اور فضا میں کچھ سوگھنا شروع کر دیا۔ پھر کچھ دیر توقف کے بعد فرمایا کہ میرے وصال کے ایک سو ستاون برس بعد بخارا میں ایک مردِ مومن جس کا نام بہاؤ الدین محمد نقشبندی (رحمۃ اللہ علیہ) پیدا ہوگا جو میری نعمت خاص سے سرفراز ہوگا۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے فرمان کے مطابق آپ رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے ایک سو ستاون برس بعد بخارا میں حضرت سید بہاؤ الدین محمد نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ پیدا ہوئے اور وہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے روحانی فیوض و برکات سے مالا مال ہوئے۔

## عنایت الہی کے دروازے کھل گئے

حضرت سید بہاؤ الدین نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ابتداء میں ایک مرتبہ نو ماہ تک مجھ پر فیض کا دروازہ بند ہو گیا۔ اس دوران میری حالت دیدنی تھی میں بے حد کمزور ہو گیا تھا۔ میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ مجھے مخلوق کی خدمت کرنی چاہئے۔ ایک دن اسی حال میں میرا گزرا ایک مسجد پر ہوا جہاں میں نے یہ شعر لکھا دیکھا:

اے دوست بیا کہ ماترا نیم

بیگانہ مشکو کہ آشنا نیم

میں نے جب یہ شعر پڑھا تو مجھ پر رقت طاری ہو گئی اور پھر عنایت الہی کے بند دروازے مجھ پر دوبارہ کھل گئے۔

## گائے گو سالہ سفید پیشانی جنے گی

حضرت خواجہ سید بہاؤ الدین نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ ماجدہ روایت کرتی ہیں کہ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ چار برس کے ہوئے تو اس وقت میرے پاس ایک گائے تھی جو حاملہ تھی۔ ایک روز آپ رحمۃ اللہ علیہ اس کی جانب متوجہ ہوئے اور کہا کہ یہ گائے گو سالہ سفید پیشانی جنے گی چنانچہ چند ماہ بعد جب گائے کے بچھڑا ہوا تو وہ گو سالہ تھا۔ اس وقت جنہوں نے بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بات سنی تھی وہ اب حیران ہو رہے تھے۔

## ہم بھی قربانی کرتے ہیں

حضرت سید بہاؤ الدین نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ حج کے لئے بیت اللہ شریف تشریف لے گئے۔ جس روز حاجی قربانی کر رہے تھے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ آج ہم بھی قربانی کرتے ہیں اور ہمارا ایک لڑکا ہے ہم اسی کو قربان کر دیتے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ جو مریدین تھے

انہوں نے آپ ﷺ کی اس بات کو تاریخ کے ساتھ لکھ لیا۔ جب آپ ﷺ واپس بخارا پہنچے تو معلوم ہوا کہ جس روز آپ ﷺ نے یہ بات فرمائی تھی اسی روز آپ ﷺ کا بیٹا فوت ہو گیا تھا۔

## ان کی جانب توجہ نہ کر سکا

حضرت خواجہ سید بہاؤ الدین نقشبندی ﷺ فرماتے ہیں کہ میں ایک روز بخارا سے نسف کی جانب جا رہا تھا تا کہ حضرت سید میر کلال ﷺ کی صحبت سے فیض یاب ہوں۔ جب میں رباط جغرافی میں پہنچا تو میری ملاقات ایک سوار سے ہوئی۔ وہ چرواہوں کی مانند ایک بڑی لکڑی ہاتھ میں لئے اور منہ پہنے میرے پاس آیا اور اس لکڑی سے مجھے مارا اور ترکی زبان میں مجھ سے فرمایا کہ کیا تو نے گھوڑے دیکھے ہیں؟ میں نے کوئی جواب نہ دیا۔ اس نے کئی مرتبہ میرا راستہ روکا اور لکڑی ماری۔ میں نے اس سے کہا کہ میں آپ کو پہچانتا ہوں۔ وہ رباط قر اول تک میرے پیچھے آئے اور مجھ سے کہا کہ آؤ کچھ دیر بات کریں مگر میں نے کچھ توجہ نہ کی۔ جب میں حضرت سید امیر کلال ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے فرمایا کہ تم نے حضرت خضر علیہ السلام کی جانب کچھ توجہ نہ کی۔ میں نے عرض کیا کہ میں اس وقت آپ ﷺ کی جانب متوجہ تھا اس لئے ان کی جانب توجہ نہ کر سکا۔

## جو کچھ پایا محبت فقر سے پایا

حضرت سید بہاؤ الدین نقشبندی ﷺ فرماتے ہیں کہ میں نے جو کچھ پایا وہ محبت فقر سے پایا۔ آپ ﷺ کے دولت خانہ میں موسم سرما میں خاشاک مسجد ہوا کرتا اور موسم گرما میں پرانا بوریہ ہوتا تھا۔ ہر چیز بالخصوص طعام میں حلال کی رعایت اور شبہات سے اجتناب میں نہایت احتیاط فرمایا کرتے تھے۔ آپ ﷺ اکثر و بیشتر حضور نبی کریم ﷺ کے اس فرمان کو بیان کرتے تھے:



”عبادت کے دن جزو ہیں جن میں سنے نو کسب حلال ہیں اور ان میں سے ایک باقی عبادات ہیں۔“

## ولایت ایک نعمت ہے

حضرت سید بہاؤ الدین نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی ولی باغ میں آئے اور باغ میں موجود درختوں کے پتے اسے ”یا ولی اللہ“ کہہ کر پکاریں تو اسے چاہنے کہ وہ ان کی جانب کچھ التفات نہ کرے بلکہ بندگی و تضرع میں اس کی کوشش ہر لحظہ زیادہ ہو۔ اس مقام کا کمال صرف حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ عزوجل کا جتنا بھی انعام و اکرام ہوتا آپ صلی اللہ علیہ وسلم میں عاجزی اور بندگی اسی قدر بڑھتی جاتی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسی وجہ سے فرماتے تھے کہ کیا میں شکر گزار بندہ نہ ہوں۔

حضرت سید بہاؤ الدین نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ولایت ایک نعمت ہے اور ولی کو چاہئے کہ وہ یہ جانے کہ میں ولی ہوں تاکہ اس نعمت کا شکر ادا کرے۔ عنایت الہی ولی کے شامل حال ہوتی ہے اور اس کے لئے افعال و اقوال میں استقامت درکار ہوتی ہے اور خوارق عادات اور احوال و کرامات کے ظہور کا کچھ اعتبار نہیں ہے۔

## بے شمار فوائد روحانی حاصل ہوئے

حضرت خواجہ محمد باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت خواجہ خواجگی املنگی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہونے سے بیشتر ہندوستان بھی تشریف لائے تھے اور یہاں آپ رحمۃ اللہ علیہ کو مختلف مناصب کی پیش کش بھی ہوئی مگر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں ٹھکرا دیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے اس سفر کے دوران لاہور بھی تشریف لائے۔ ان دنوں لاہور شہر کے ایک باغ و قبرستان کے قریب ایک مجذوب صاحب احوال تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اس کے حال سے آگاہی ہوئی تو اس کے پیچھے پیچھے پھرنا شروع کر دیا۔ وہ جس وقت بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھتا تو گالیاں دینا شروع کر دیتا۔ کبھی وہ

آپ ﷺ کو پتھر مارنا تاکہ آپ ﷺ اس سے متنفر ہو کر بھاگ جائیں۔ آپ ﷺ اپنی طلب صادق کی وجہ سے ابن کا پیچھا نہ چھوڑتے یہاں تک کہ ایک روز اس مجذوب کی رگ مہربانی حرکت میں آئی اور اس نے آپ ﷺ کو اپنے پاس بلا کر حصول مراد کے لئے دعائیں دیں جن کی برکت سے آپ ﷺ کو بے شمار فوائد روحانی حاصل ہوئے۔

## بے نفسی اور بردباری میں بے مثل

”صاحب زبدة المقامات“ بیان کرتے ہیں کہ ایک روز میں مسجد کے ایک گوشہ میں تنہا بیٹھا اور ادو وظائف میں مشغول تھا کہ مجھ سے کچھ فاصلے پر ایک فقیر دوسرے فقیر سے اولیاء اللہ کا تذکرہ کر رہا تھا اور اس نے اپنی بات کے دوران کہا کہ میں نے عمر بھر میں ایک شخص کو دیکھا ہے جو بے نفسی اور بردباری میں اس زمانہ میں بے مثل ہے اور پھر اس نے حضرت خواجہ محمد باقی باللہ ﷺ کا نام لیا۔

## چبوترے سے نیچے گر جاؤں گا

روایات میں آتا ہے کہ ایک عمر رسیدہ بزرگ مسجد میں نماز کے لئے تشریف لے گئے۔ جب جماعت کے لئے صف بندی شروع ہوئی تو حضرت خواجہ محمد باقی باللہ ﷺ جو کہ پہلی صف میں تشریف فرما تھے ان کے مریدین نے ان کے گرد کچھ جگہ بوجہ ادب خالی چھوڑ دی۔ وہ عمر رسیدہ بزرگ فرماتے ہیں کہ مجھے اس وقت آپ ﷺ سے کچھ عقیدت نہ تھی اور میں آپ ﷺ کو اپنے سے کم عمر خیال کرتا تھا کہ یہ میرے سامنے بڑا ہوا ہے۔ میں اس خالی جگہ میں گھس گیا اور نیت کر کے ہاتھ باندھ لئے۔ ابھی کچھ دیر ہی گزری تھی کہ مجھ پر آپ ﷺ کی عظمت کا اثر ہونا شروع ہو گیا۔ میں نے اس سے بچنے کی بے حد کوشش کی مگر کچھ فائدہ نہ ہوا۔ بالآخر میں دوران نماز پیچھے کی جانب کھسکا شروع ہو گیا یہاں تک کہ مجھے ایسا محسوس ہوا کہ اگر میں مزید ایک قدم بھی پیچھے ہوا تو چبوترے سے نیچے گر جاؤں گا۔ نماز

سے فراغت کے بعد آپ ﷺ نے مجھ پر نظر التفات فرمائی اور میں آپ ﷺ کے حلقہ ارادت میں داخل ہو گیا۔

## خرقہ غوثیہ ملنا

حضرت سید عبدالقادر جیلانی المعروف حضور سیدنا غوث الاعظم ﷺ نے ایک مرتبہ جنگل میں مراقبہ کے دوران ساعت بساعت بڑھنے والے نور کا مشاہدہ کیا۔ القاء ہوا کہ اس نور کا صاحب وہ عزیز امت ہے جو پانچ سو سال بعد ہمارے پیغمبر کے دین کی تجدید کرے گا اور اس کے فرزند اور خلفاء بارگاہ احدیت کے صدر نشینوں میں سے ہوں گے۔ حضور سیدنا غوث الاعظم ﷺ نے اس مشاہدہ کے بعد اپنا ایک خرقہ اپنے خلیفہ اکبر کے سپرد کیا اور کہا کہ یہ خرقہ امانت ہے اس شخص کی جس کے بارے میں ارشاد ہوا ہے۔ چنانچہ وہ خرقہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی ﷺ کو بوساطت حضرت شاہ کمال کیتھلی ﷺ ملا اور اس طرح یہ فرمان غوثیہ پورا ہوا۔

## باطل خداؤں کی نفی کر کے معبود برحق کا اثبات کرے

حضرت مجدد الف ثانی ﷺ فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے باطل خداؤں کی نفی کر کے معبود برحق کا اثبات کرے اور جو کچھ چونی و چندی کے داغ سے موسوم ہو اسی کو لا کے نیچے داخل کر کے خدائے بیچون کے ایمان لائے سب سے بڑھ کر عبادت کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ کی نفی و اثبات میں ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ اللہ تعالیٰ عزوجل فرماتا ہے کہ اگر میرے سوا سات آسمانوں اور سات زمینوں کو ایک پلہ میں اور کلمہ لا الہ الا اللہ کو دوسرے پلہ میں رکھا جائے تو کلمہ والا پلہ بھاری ہوگا کیوں افضل و راجح نہ ہو جب کہ اس کا ایک کلمہ تمام ماسوائے حق یعنی آسمانوں زمینوں عرش و کرسی و لوح و قلم و آدمی کی نفی کرتا ہے اور اس کا دوسرا کلمہ

حق تعالیٰ کا اثبات کرتا ہے جو آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کرنے والا ہے۔ حق تعالیٰ کے ماسوا جو کچھ نفس آفاق میں ہے سب چونی چندی کے داغ سے لتھرا ہوا ہے پس جو کچھ نفس و آفاق کے آئینوں میں جلوہ گز ہو بطریق اولیٰ چند و چوں ہوگا جو نفی کے لائق ہے۔

حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کا فرمان ہے کہ کیا تم ان چیزوں کی عبادت کرتے ہو جو تم اپنے ہاتھ سے بناتے ہو۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ عزوجل نے تم کو اور تمہارے عملوں کو پیدا کیا ہمارا اپنا تراشا ہوا اور بنایا ہوا خواہ ہاتھ کے ذریعے ہو خواہ عقل و وہم کے ساتھ سب حق تعالیٰ کی مخلوق ہے اور عبادت کے لائق نہیں عبادت کے لائق وہی خدائے بیچون و بیچگون ہے جس کے دامن اور ادراک سے ہماری عقل و وہم کا ہاتھ کوتاہ ہے اور ہماری کشف و شہود کی آنکھ اس کی عظمت و جلال کے مشاہدہ سے خیرہ ہے۔ ایسے خدائے بیچون و بیچگون کے ساتھ غیب کے طریق کے سوا ایمان میسر نہیں ہوتا کیونکہ ایمان شہود حق تعالیٰ کے ساتھ ایمان نہیں ہے بلکہ اپنی تراشیدہ اور بنائی ہوئی شے کے ساتھ ہے کہ وہ بھی حق تعالیٰ کے مخلوق کی ہے گویا ایمان شہود غیر کے ایمان کو حق تعالیٰ کے ایمان کے ساتھ شریک کرنا ہے بلکہ صرف بغیر ہے۔

## شفاعت برحق ہے

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ سے شفاعت کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ انبیاء علیہم السلام و صالحین کی شفاعت برحق ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے اذن سے اول پیغمبر گناہ گار مومنوں کی شفاعت کریں گے پھر صالحین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری شفاعت میری امت سے کبیرہ گناہ کرنے والوں کے لئے ہوگی۔

## حقوق اللہ اور حقوق العباد

حقوق اللہ اور حقوق العباد کے بارے میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے کہ اگر گناہ اس قسم کے ہیں کہ جن کا تعلق اللہ تعالیٰ کے حقوق کے ساتھ ہے جیسے کہ زنا اور

شراب پینا اور سرور اور علاہی کا سننا اور غیر محرم کی طرف بنظر شہوت دیکھنا اور بغیر وضو کے قرآن مجید کو ہاتھ لگانا اور بدعت پر اعتقاد رکھنا وغیرہ وغیرہ تو ان کی توبہ ندامت اور استغفار اور حسرت افسوس اور بارگاہ الہی میں عذر خواہی کرنے سے ہے اور اگر فرائض میں سے کوئی فرض ترک ہو گیا تو توبہ میں اس کا ادا کرنا ضروری ہے اور اگر گناہ اس قسم کے ہیں جو بندوں پر مظالم اور ان کے حقوق سے تعلق رکھتے ہیں تو ان سے توبہ کا طریق یہ ہے کہ بندوں کے حقوق اور مظالم ادا کئے جائیں اور ان سے معافی مانگیں اور ان پر احسان کریں اور ان کے حق میں دُعا کریں اور اس کا مال اس کے وارثوں اور اولاد کو دے دیں اور اگر اس کا وارث معلوم نہ ہو تو مال کے برابر صاحب مال اور اس شخص کی نیت کر کے جس کو ناحق ایذا دی، فقراء و مساکین پر صدقہ خیرات کر دے۔

## ولایت کا نشان

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ وہ علامت ہے جس سے اس گروہ کا سچا یا جھوٹا جدا ہو سکے یہ ہے کہ جو شخص شریعت پر استقامت رکھتا ہو اور اس کی مجلس میں دل کو حق تعالیٰ کی جانب رغبت و توجہ پیدا ہو جائے اور ماسوا کی طرف سے دل سرد ہو جائے وہ شخص سچا ہے اور درجات کے اختلاف کے موجب اولیاء کے شمار میں ہے مگر یہ بھی ان لوگوں کے لئے ہے جو اس گروہ کے ساتھ مناسبت رکھتے ہیں اور جن کو اس گروہ کے ساتھ مناسبت نہیں وہ محروم مطلق ہیں۔

## باطن کی صفائی بھی ضروری ہے

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ غرض ظاہر کو احکام شرعیہ سے آراستہ کر کے باطن کی طرف متوجہ ہونا چاہئے تاکہ غفلت کے ساتھ آلودہ نہ رہے کیونکہ باطن کی امداد کے بغیر احکام شرعی سے آراستہ ہونا مشکل ہے علماء فتویٰ دیتے ہیں اور اہل اللہ تعالیٰ

باطن کا کام کرتے ہیں باطن میں کوشش کرنا ظاہر کی کوشش کو مستلزم ہے اور جو کوئی باطن ہی کی دوستی میں لگا رہے اور ظاہر کی پرواہ نہ کرے وہ ملحد ہے اور اس کے وہ باطنی احوال استدراج ہیں۔ باطنی حالات کے درست ہونے کی علامات ظاہر کو احکام شرعیہ سے آراستہ کرنا ہے استقامت کا طریق یہی ہے۔

## صحبت کے اثرات

ایک درویش صفت آدمی جو کہ ابھی تک حضرت مجدد الف ثانی قطب ربانی قدس سرہ النورانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت عالیہ میں حاضر نہ ہوا تھا آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عریضہ لکھا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کی وجہ سے بڑے سے بڑے اولیاء سے افضل ہیں تو آخر اس کی کیا وجہ ہے شاید پہلی ہی صحبت میں ان کو وہ سب کچھ دیا جاتا ہوگا جو تمام اولیاء کے مقامات سے زیادہ ہوگا۔ حضرت مجدد الف ثانی قطب ربانی قدس سرہ النورانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے جواب میں تحریر فرمایا:

”اس مسئلہ کا حل صحبت پر موقوف ہے۔“

وہ درویش طبع آدمی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس پر پہلی ہی صحبت میں عجیب سی حالت طاری ہو گئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اسی دن اس کو خلوت میں طلب کر کے فرمایا کہ آج ہی ہم نے تمہارا اورق لوٹ دیا ہے اور تمہارے حالات کو بدل دیا ہے اور یہ بات تمہاری سمجھ میں آئی ہے یا نہیں۔ درویش نے یہ بات سنتے ہی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں پر سر رکھتے ہوئے تمام اسرار و رموز بیان کر دیئے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت کی فضیلت کا اعتراف کرنے لگا۔

اس کا کیا حال ہوگا جو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہے

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۰۳۳ ہجری میں ۱۵ شعبان المعظم شب براءت

کی رات کو شب بیداری کی۔ آدھی رات گزرنے کے بعد آپ ﷺ گھر میں آئے مخدوم زاہدوں کی والدہ کی زبان سے یہ بات نکلی کہ آج ارزاق کی تقدیر کی رات ہے خدا جانے کس کا نام ورق ہستی سے محو کیا گیا ہے اور کس کا ثابت رکھا گیا ہے؟ یہ سن کر آپ ﷺ نے فرمایا کہ آپ تو بطور شک و تردید کے کہہ رہی ہیں اس شخص کا کیا حال ہوگا جو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہے کہ اس کا نام اس دنیا کی زندگانی کے صحیفہ سے محو کر دیا گیا ہے اور پھر اشارہ اپنی جانب فرمایا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور اس بات کے قریباً چھ ماہ بعد آپ ﷺ کا وصال ہوا۔

## ایک ساعت بیس سال کی ریاضت سے بہتر

مولانا محمد حنیف کابلی ﷺ جو کہ حضرت مجدد الف ثانی ﷺ کے مریدین میں سے ہیں بیان کرتے ہیں کہ مجھے ایک کامل درویش نے بتایا کہ میں حرمین شریفین کے لئے عازم سفر ہوا۔ جب میں سرہند شریف پہنچا تو حضرت مجدد الف ثانی ﷺ کے آستانہ عالیہ پر بھی حاضری کا شرف حاصل ہوا۔ حضرت مجدد الف ثانی ﷺ اس وقت عشاء کی نماز سے فارغ ہو چکے تھے اور خلوت نشینی اختیار کرنا چاہتے تھے۔ میں نے آپ ﷺ کی خدمت میں سلام عرض کیا اور دست بستہ کھڑا ہو گیا۔ آپ ﷺ نے مجھے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ اے درویش! یہ وقت اچھا ہے یہی روٹی تمہارے لئے مرشد کی حیثیت سے تمہاری تربیت کے لئے کافی ہے۔ اس کے بعد میں رخصت ہو گیا۔ پھر ہر گھڑی میری کیفیت بدلنا شروع ہو گئی اور جو کچھ میں نے ایک ساعت میں حاصل کیا بیس سال کی ریاضت جو میں نے کی تھی اس میں نہ پاسکا تھا۔

## اس کے ہاتھ کو بھی تکلیف پہنچی ہوگی

حضرت نصیر الدین چراغ دہلوی ﷺ سے ایک قلندر جس کا نام تراب تھا دشمنی رکھتا تھا اور آپ ﷺ کو نقصان پہنچانے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیتا تھا۔ ایک دن

اس نے آپ ﷺ کو حجرہ میں تنہا پا کر آپ ﷺ پر چھریوں کے گیارہ وار کئے اور اپنی طرف سے آپ ﷺ کو ختم کر کے باہر نکلا۔ مریدوں نے اسے بھاگتے ہوئے پکڑ لیا اور وہ اس وقت بہت غضبناک تھے۔ آپ ﷺ اس وقت زخموں سے نڈھال تھے اور زخموں سے خون بہہ رہا تھا۔ آپ ﷺ کے سامنے جب اسے لایا گیا تو آپ ﷺ نے اسے انعام و اکرام سے نوازا اور فرمایا کہ اس کے ہاتھ کو بھی تکلیف پہنچی ہوگی۔

## حضرت میاں میر عیسیٰ کا توکل

حضرت میاں میر عیسیٰ کے توکل کا یہ عالم تھا کہ ایک مرتبہ آپ ﷺ کا ایک مرید آپ ﷺ کے لئے لکڑی کا ایک خوبصورت عصا خدمت میں پیش کیا۔ آپ ﷺ اس عصا کو لے کر کچھ قدم چلے پھر اس کو پھینک دیا اور فرمایا کہ لاٹھی پر تو اس شخص کو بھروسہ کرنا چاہئے جو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ نہیں کرتا اور جو شخص اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتا ہے اس کو لاٹھی کی ضرورت نہیں ہوتی۔

## درویشوں کی بھوک کو ختم کرنا

سکیتہ الاولیاء کے مصنف ”دار الشکوہ“ تحریر فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت میاں میر عیسیٰ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ چار درویش آپس میں ملے اور اکٹھے پہاڑ کی جانب چل پڑے۔ یہ پہاڑ سیوستان میں واقع ہے۔ ان درویشوں کو تین دن تک اس پہاڑ پر کھانے کو کچھ نہ ملا۔ تیسرے دن ان میں سے ایک درویش نے باقی درویشوں سے کہا کہ آپ لوگ تشریف رکھیں میں آگے جا کر کھانے کی کچھ چیز تلاش کرتا ہوں۔ چنانچہ وہ درویش ان درویشوں سے آگے نکل گیا اور ابھی وہ چند قدم ہی دور گیا تھا کہ اس کو نہر شیریں پانی کی دکھائی دی جبکہ نہر کی دوسرے کنارے پر ایک پھل دار درخت بھی تھا جس کی شاخیں نہر کے اوپر جھکی ہوئی تھیں۔ اس اثناء میں باقی تین درویش بھی اس جگہ پہنچ گئے اور انہوں نے وہاں



سے اپنے حسب حال پانی پیا اور پھل کھایا۔ جب وہ تینوں درویش پھل کھا چکے اور پانی پی چکے تو انہوں نے پہلے درویش سے کہا کہ تم بھی کچھ کھا لو اور پانی پی لو۔ پہلے درویش نے کہا مجھے اس پھل اور پانی کی کوئی حاجت نہیں۔ شہزادہ دارالشکوہ تحریر فرماتا ہے کہ اس واقعہ کو بیان کرنے کے بعد حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ پانی کی نہر اور پھل کا درخت وہ درویش خود تھا جو دوسرے درویشوں کی بھوک اور پیاس مٹانے کے لئے آیا تھا۔ شہزادہ دارالشکوہ تحریر کرتا ہے کہ وہ درویش حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ خود تھے۔

## جنت الفردوس کی سیر

ایک مرتبہ بچپن کے دنوں میں حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ مویشی لے کر پہاڑ کے دامن میں چرانے کے لئے تشریف لے گئے اور اپنے معمول کے مطابق مویشیوں کو چرانے کے لئے کھلا چھوڑ دیا اور خود ایک گوشہ میں بیٹھ کر عبادتِ الہی میں مشغول ہو گئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نہایت یکسوئی کے ساتھ عبادتِ الہی میں محو تھے کہ اس دوران مویشی ایک قریبی کھیت میں گھس گئے اور اس کھیت کی فصل کو تباہ کر دیا۔ کھیت کے مالک نے جب یہ صورتحال ملاحظہ کی تو اس نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد محترم کی خدمت میں جا کر ساری صورتحال بیان کر دی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد محترم اس جگہ تشریف لائے جس جگہ آپ رحمۃ اللہ علیہ عبادتِ الہی میں مشغول تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد محترم نے دیکھا کہ عبداللطیف (رحمۃ اللہ علیہ) دنیا سے بے نیاز ہو کر بیٹھا ہوا ہے تو انہوں نے ایک ضرب لگائی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی توجہ ہٹ گئی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جب والد محترم کو دیکھا تو فرمایا کہ ابا جان! میں جنت الفردوس کی سیر کر رہا تھا آپ رحمۃ اللہ علیہ نے میری توجہ ہٹا دی۔ والد محترم نے فرمایا کہ بیٹا! تمہاری وجہ سے اس بیچارے کی فصل تباہ ہو گئی تم مویشیوں کو کھلا چھوڑ کر عبادت میں مشغول ہو گئے اور انہوں نے اس کی فصل تباہ کر دی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے والد محترم کی بات سن کر فرمایا کہ اس کی فصل تو بالکل ٹھیک ہے اور اگر آپ کو یقین نہیں تو جا کر دیکھ لیں۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد محترم نے جب

جا کر دیکھا تو فصل بالکل درست حالت میں تھی۔

## حلال کھانا کھاؤ تمہاری دعائیں قبول ہوں گی

شہنشاہ شاہجہاں کسی مہم کے سلسلے میں ہزارہ آیا تو اس کے ساتھ شہزادہ اورنگ زیب عالمگیر بھی تھا۔ اورنگ زیب عالمگیر حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور نہایت ہی عقیدت کا اظہار فرمایا۔ بعد ازاں اورنگ زیب عالمگیر نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے دعا کے قبول نہ ہونے کے بارے میں بات کی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

”حلال کھانا کھاؤ تمہاری دعائیں قبول ہوں گی۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے جب آدمی اپنے پیٹ میں حرام کا لقمہ ڈالتا ہے تو اس کی وجہ سے اس کی چالیس دن کی عبادت قبول نہیں ہوتی اور جو بندہ حرام سے اپنا گوشت بڑھاتا ہے (جہنم کی) آگ اس کے انتہائی قریب ہوتی ہے۔“

حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مبارکہ سنانے کے بعد فرمایا کہ انسان اپنے گناہوں اور کمزوریوں کا اقرار بارگاہ الہی میں کرے اور توبہ کا خواستگار ہو اور گناہوں سے ہر ممکن بچنے کی کوشش کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی دعا ضرور قبول فرمائے گا۔

## اللہ ہر شے پر قدرت رکھتا ہے

ایک مرتبہ حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ نور پور شاہاں کے ایک جنگل میں شیشم کے ایک درخت کے نیچے تشریف فرما تھے کہ اس دوران ہندو یاتریوں کا ایک قافلہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس سے گزرا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے دریافت فرمایا کہ تم لوگ کہاں جا رہے ہو؟ ان ہندو یاتریوں کے سردار نے جواب دیا کہ ہم گنگا اشنان کے لئے جا رہے ہیں اور وہاں پر

اشنان کرنے سے ہمارے گناہ مٹ جائیں گے اور ہم پاک صاف ہو جائیں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ نہانے سے گناہ صاف نہیں ہوتے اگر انسان پانی میں نہانے سے پاک ہو جائے تو اللہ تعالیٰ کی عبادت کی ضرورت کیوں محسوس کرے۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت اور نیکی کے کام کرنے سے ہی گناہ صاف ہو سکتے ہیں۔ حسن عبادت سے ہی گناہوں سے چھٹکارا مل سکتا ہے اور انسان گناہوں سے پاک ہو سکتا ہے۔ حضرت بری امام ﷺ کی باتیں سن کر ہندو یا تریوں نے آپ ﷺ سے دریافت کیا کہ اگر مخفی خدا کی عبادت سے انسان خدا کے قریب ہو سکتا تو پھر آپ ﷺ کئی برسوں سے اس درخت کے نیچے عبادت کر رہے ہیں مگر خدا نے آپ ﷺ پر تو رحم نہیں کیا اور نہ وہ اس درخت کو ہرا بھرا کر کے آپ ﷺ کے سر پر چھاؤں کا بندوبست ضرور کرتا۔ آپ ﷺ ان کی بات سن کر مسکرائے اور فرمایا کہ ہم مسلمان اس کی ذات پر توکل رکھتے ہیں اور وہ بڑا غفور و رحیم ہے۔ کائنات کا ہر ذرہ اسی کا تابع ہے اور وہ ہر شے پر قدرت رکھتا ہے۔ اگر وہ چاہے تو اس وقت درخت کو ہرا بھرا کر دے۔ آپ ﷺ کا یہ فرمانا تھا کہ شیشم کا وہ سوکھا درخت اسی وقت ہرا بھرا ہو گیا۔ آپ ﷺ کی یہ کرامت دیکھ کر وہ ہندو یا تری معافی کے خواستگار ہوئے اور اسی وقت دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔

## علم صفات کی تعریف

حضرت بری امام ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ قرآن مجید اور سنت رسول اللہ ﷺ کی اہمیت و افادیت کو سمجھنے کے لئے ظاہری علوم کے ساتھ ساتھ باطنی علوم کا حصول بھی بہت ضروری امر ہے۔ یہی وجہ تھی کہ آپ ﷺ نے اپنی تعلیمات میں عقیدہ توحید و رسالت کی اہمیت پر بے حد زور دیا ہے۔ حضرت بری امام ﷺ کے اقوال عالم تصوف میں چاند ستاروں کی مانند اہمیت رکھتے ہیں۔ حضرت بری امام ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا علم ہے اور اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا اس کا کوئی شریک نہیں اور وہ ہر شے پر قادر ہے

وہ جانتا اور دیکھتا ہے اور یہی علم صفات کی تعریف ہے۔

## رضائے الہی کا حصول

اللہ عزوجل کے افعال کے علم کے بارے میں حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ اللہ عزوجل ہی کل کائنات کی تخلیق کرنے والا ہے اور اس نے ہی اپنے محبوب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو شریعت و طریقت کا علم عطا فرمایا۔ علم شریعت میں کتاب حکمت یعنی قرآن مجید عطا فرمائی سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم دی اور اجماع امت کی اہمیت کو اجاگر کیا۔ حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ اپنے مریدوں کو ہمیشہ صراطِ مستقیم پر چلنے کی ہدایت کرتے تھے۔ حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ چشمہ رشد و ہدایت تھے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بھلائی کے لئے ہیں جن پر چل کر امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم رضائے الہی حاصل کر سکتی ہے۔

## بادشاہ وقت کو پانچ نصیحتیں

کتب سیر میں منقول ہے کہ شہنشاہ ہند بہادر شاہ اول نے جب حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ کی روحانیت کا شہرہ سنا تو وہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور قدم بوسی کے بعد ہیرے جواہرات سے بھرا ایک تھال نذرانے کے طور پر پیش کیا۔ حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ نے جب ہیرے جواہرات دیکھے تو مسکراتے ہوئے فرمایا: بہادر شاہ! یہ ہیرے جواہرات تو دنیا والوں کے لئے ہیں درویشوں کے نزدیک یہ سب عام پتھر کنگریوں سے زیادہ نہیں ہیں۔ بہادر شاہ اول نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے استدعا کی کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ یہ نذرانہ قبول فرمائیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پھر بہادر شاہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ میرے نزدیک ان کی کچھ حیثیت نہیں ہے۔ بہادر شاہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کو نظر انداز کرتے ہوئے اپنا اصرار جاری رکھا۔ حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ نے جب دیکھا کہ بہادر شاہ کسی بھی صورت نہیں ٹل رہا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مصلیٰ کے ایک کونے کو ہٹلایا اور بہادر شاہ سے کہا کہ وہ ادھر دیکھے۔

جب بہادر شاہ نے دیکھا تو مصلیٰ کے نیچے بیٹھ بہا جواہرات ہیرے اور موتی موجود تھے۔ بہادر شاہ یہ دیکھ کر شرمندہ ہو گیا اور آپ ﷺ سے معافی کا خواستگار ہوا۔ حضرت بری امام ﷺ نے بہادر شاہ کو نام دیکھ کر فرمایا: دنیا کے ہیرے جواہرات سے زیادہ وہ جواہرات قیمتی ہیں جو اللہ عزوجل کی اطاعت اور نبی کریم ﷺ کے اسوۂ حسنہ پر عمل کرنے سے حاصل ہوتے ہیں۔ بہادر شاہ نے حضرت بری امام ﷺ سے نصیحت اور دعا کی درخواست کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: بہادر شاہ! میں تمہیں صرف پانچ باتوں کی نصیحت کرتا ہوں اگر تم ان پر عمل کرو گے تو فلاح پاؤ گے۔

- ۱۔ بادشاہ کے اولین فرائض میں شامل ہے کہ وہ صوم و صلوة کا پابند ہو۔
- ۲۔ بادشاہ غیر مسلموں، ناداروں، بیواؤں، یتیموں اور مفلسوں کا خیر خواہ ہو۔
- ۳۔ بادشاہ کو چاہئے کہ وہ رعایا کی فلاح و بہبود کا ہر ممکن خیال رکھنے کی کوشش کرے۔
- ۴۔ بادشاہ اسلام کی ترقی اور فروغ کے لئے اپنے تمام تر وسائل بروئے کار لائے۔
- ۵۔ بادشاہ کو عوام الناس کے سامنے سیرت و کردار کا بہترین نمونہ ہونا چاہئے تاکہ عوام الناس اس کی پیروی کر کے گناہوں سے بچیں اور نیک اعمال کریں۔

## پیدائشی ولی

آپ ﷺ کی ولایت کی پہلی پہچان یہ تھی کہ جب شیر خوارگی کے زمانے میں رمضان المبارک کا مہینہ آیا تو حضرت سلطان باہو ﷺ نے روزے کے اوقات میں دودھ نہیں پیا۔ حضرت سلطان بازید ﷺ نے گھبرا کر طبیب کو بلوایا تو طبیب نے بعد از معائنہ اپنے تجربات کی روشنی میں حضرت سلطان بازید ﷺ کو بتایا کہ آپ کے فرزند کو کوئی بیماری نہیں ہے۔ کبھی کبھی یہ ہوتا ہے کہ بغیر کسی وجہ کے بچہ چوبیس گھنٹے دودھ نہیں پیتا۔ اگر اگلے چوبیس گھنٹے بھی یہ حالت رہے تو مجھے بتائیں۔ یہ کہہ کر طبیب چلا گیا۔ حضرت سلطان باہو ﷺ نے دن بھر دودھ نہ پیا اور جب افطار کا وقت ہوا تو بی بی راستی ﷺ نے جب

دودھ پلایا تو بڑے شوق سے پی لیا۔ دوسرے دن بھی یہی واقعہ پیش آیا۔ حضرت سلطان بازید رحمۃ اللہ علیہ طبیب کو بلوانے کے لئے جانے لگے تو بی بی راستی رحمۃ اللہ علیہا نے ان کو روکتے ہوئے فرمایا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا بیٹا کسی مرض میں مبتلا نہیں بلکہ اس کا روزہ ہے اور کوئی روزہ داروں کے وقت کیسے کھا پی سکتا ہے۔ حضرت بی بی راستی رحمۃ اللہ علیہا نے حضرت سلطان بازید رحمۃ اللہ علیہ کو تسلی دی کہ دیکھنا یہ افطار کے وقت دودھ پئے گا اور پھر ایسا ہی ہوا۔ حضرت سلطان بازید رحمۃ اللہ علیہ کو یقین ہو گیا کہ ان کا بیٹا پیدائشی ولی ہے۔

## براہِ راست ہمارے دلوں کو متاثر کرتا ہے

سلطان العارفين حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ جب اس قابل ہوئے کہ خود اپنے پاؤں پر چل کر گھر سے باہر جانے لگے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کی آنکھوں میں موجود ستاروں جیسی چمک نے اور چاند جیسی روشن پیشانی نے شور کوٹ میں ایک ہنگامہ پا کر دیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی یہ عادت تھی کہ گھر سے نکلتے ہی سر جھکا کر چلنے لگتے لیکن اگر راستہ میں چلتے ہوئے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے نظر اٹھا کر اگر کسی مسلمان کی طرف دیکھ لیا تو اس کے جسم پر لرزہ طاری ہو جاتا تھا اور پھر وہ بے ساختہ پکار اٹھتا تھا کہ یہ کوئی عام بچہ نہیں ہے بلکہ اس کی آنکھوں میں ایک عجیب سی چمک ہے اور ایسا نور ہے جو کہ براہِ راست ہمارے دلوں کو متاثر کرتا ہے۔ اگر آپ رحمۃ اللہ علیہ کی نظر کبھی کسی ہندو یا غیر مسلم پر پڑ جاتی تھی تو وہ فوراً اپنا مذہب چھوڑ کر کلمہ طیبہ پڑھتا اور دائرہ اسلام میں داخل ہو جاتا۔

## حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی سعادت

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ شوز کوٹ کے گرد و نواح میں ایک ٹیلے پر کھڑے تھے ایک اچانک ایک نورانی صورت گھر سوار تشریف لائے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کا ہاتھ پکڑ کر اپنے ساتھ گھوڑے پر سوار کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے دریافت کیا کہ آپ کون ہیں

اور مجھے کہاں لے جا رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ میں علی ابن ابی طالب (رضی اللہ عنہ) ہوں اور تمہیں حضور نبی کریم ﷺ کی محفل میں لے جا رہا ہوں۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ میں نے اسی وقت اپنے آپ کو حضور نبی کریم ﷺ کی مجلس میں موجود پایا جس میں خلفائے راشدین اور اہل بیت رضی اللہ عنہم موجود تھے۔ اس نورانی محفل میں سب سے پہلے مجھے حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فیض یاب کیا اور تشریف لے گئے اس کے بعد حضرت سیدنا عمر فاروق اور پھر حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہم نے فیض یاب کیا اور تشریف لے گئے۔ اس کے بعد اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم نے فیض یاب کیا اور تشریف لے گئے۔ اس کے بعد فقط حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور حضرت محمد مصطفیٰ رضی اللہ عنہم رہ گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد حضرت محمد مصطفیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنے دونوں بازوؤں کو پھیلاتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ میرے ہاتھ پکڑو۔ پھر مجھے بیعت فرمایا اور تلقین کی خلق خدا سے محبت کرنا کیونکہ یہ حکم سروری ہے۔

## ذکر ہو

حضرت شیخ کالو رضی اللہ عنہ جو کہ حضرت سلطان العارفين سلطان باہو رضی اللہ عنہ کے مرید تھے۔ ایک مرتبہ شور کوٹ میں آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضری کی سعادت کے لئے آئے تو آپ رضی اللہ عنہ کے حجرہ مبارک سے ذکر ”ہو“ کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ وہ تیزی سے آپ رضی اللہ عنہ کے حجرہ مبارک میں داخل ہوئے لیکن یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ حجرہ مبارک میں کوئی بھی موجود نہ تھا۔ ابھی اسی سوچ میں گم تھے کہ حجرہ مبارک کے باہر سے ذکر ”ہو“ کی آواز سنائی دینے لگی۔ فوری طور پر باہر آ کر دیکھا تو باہر بھی کوئی موجود نہ تھا۔ اس دوران پھر حجرہ مبارک سے ذکر ”ہو“ کی آواز سنائی دینے لگی۔ حجرہ مبارک میں جا کر دیکھا تو پھر کوئی نظر نہ آیا۔ اتنے میں دوبارہ حجرہ مبارک کے باہر سے ذکر ”ہو“ کی آوازیں دوبارہ آنا شروع ہو گئیں۔ باہر آئے تو کوئی دکھائی نہ دیا۔ وہ بے حد پریشان ہوئے کہ یہ کیا ماجرا ہے۔ جب معاملہ ان کی سمجھ سے بالاتر ہو گیا تو حیرانگی کی حالت میں یوں گویا ہوئے کہ الہی! یہ کیا ماجرا ہے۔ پھر

قدرے حیرانگی کے بعد شیخ کالو رحمۃ اللہ علیہ نے یہ شعر پڑھا:

اندر ہو باہر ہو باہو کتھ لبھیندا

ہو دا داغ محبت والا دم دم نال سریندا

جیسے ہی شیخ کالو رحمۃ اللہ علیہ کی زبان سے یہ شعر ادا ہوا تو حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ

کی آواز سنائی دی اور ذیل کا شعر سنائی دیا:

جتھے ہو کرے روشنائی چھوڑ اندھارا دیندا

دوہیں جہان غلام تھیندے باہو جیہڑہ نوں صحیح کریندا

اس شعر کے فوری بعد ہی حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ کالو رحمۃ اللہ علیہ کے

درمیان پردہ حجاب ہٹ گیا اور سلطان العارفین حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو اپنی

زیارت سے فیضیاب فرمایا۔

## چوبیس حروف کلمہ طیبہ

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ کلمہ طیبہ کے چوبیس حروف ہیں

اور دن و رات میں گھڑیاں بھی چوبیس ہوتی ہیں۔ دن رات میں انسان کم و بیش چوبیس ہزار

مرتبہ سانس لیتا ہے۔ جب فقیر صدقِ دل سے کلمہ طیبہ کا ورد کرتا ہے تو کلمہ کے ہر حرف کے

بدلے میں اس کے ہر گھڑی کے گناہ اس طرح جل جاتے ہیں جس طرح خشک ایندھن سے

آگ۔ کلمہ طیبہ کے صدقِ دل سے پڑھنے کی وجہ سے اس پر ہر حرف کے بدلے ایک ہزار علم

منکشف ہوتے ہیں اور ہر علم سے ہزار عمل جو کہ بارگاہِ الہی میں مقبول ہوتے ہیں۔ کلمہ طیبہ

کے ذکر سے فقیر عارف باللہ اور مقربِ حق ہو جاتا ہے اور اس پر انوارِ الہی کی بارش ہوتی رہتی

ہے اور رازِ الہی اس پر منکشف ہوتے رہتے ہیں۔ حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

مجھے ان احمق اور بے شعور آدمیوں پر تعجب ہوتا ہے جو کہ مردہ دل اور مغرور ہیں اور حضور نبی

کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت اور دست بیعت و حکم کے بغیر اور تلقین و تعلیم کی قوت نہ رکھتے ہوئے



اندھی تقلید کرتے ہیں۔ ایسے لوگ جب ذکر الہی کی نصیحت کرتے ہیں تو ان کے مریدوں پر اس کا کچھ اثر نہیں ہوتا اور ان کا نفس گناہوں کی خواہش کو رو نہیں کرتا جس کی وجہ سے معرفت الہی کے بھیدان پر نہیں کھلتے۔

## نظر مرشد اور اسم ذات اللہ

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ واضح رہے کہ اسم ذات اللہ کا تصور اور مرشد کامل کی نظر کے سبب وجود کے نو دروازوں سے خون جاری ہو جاتا ہے۔ ناک اور نتھنوں سے خون نکلتا ہے، کانوں سے خون جاری ہوتا ہے اور بول و براز کے دونوں راستوں سے خون بہنے لگتا ہے۔ جب ذکر اسم ذات اللہ کے طالب کا سارا وجود خون میں غرق ہو جاتا ہے تو اس کے وجود کے ساتوں اعضاء ایک ہو جاتے ہیں اور یہی تمام اذکار کا مجموعہ ہے یعنی ذکر قربانی، ذکر سلطانی، ذکر روحانی، ذکر خفی، ذکر تنہی، ذکر نور اور ذکر حضور۔ ان تمام اذکار کا ذکر بارگاہ الہی میں مقبول و منظور ہوتا ہے اور ہمیشہ خلوت میں رہ کر حق کا مشاہدہ کرتا ہے۔

## فنائی اللہ عشق کا آخری مقام

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ فنائی اللہ کو روحانی ارتقاء کا تیسرا اور آخری درجہ سمجھتے ہیں۔ جب مرد راہ حق میں اپنے آپ کو تربیت کے لئے کسی بزرگ کے حوالے کر دیتا ہے اور اس کی ہدایت کے مطابق تمام دنیاوی خواہشات سے منہ موڑ لیتا ہے تو اسے فنائی الشیخ کا درجہ حاصل ہو جاتا ہے۔ پھر جب وہ شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل پیرا ہو کر قلب کو زندہ کر لیتا ہے تو اس کو فنائی الرسول کا مرتبہ حاصل ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد جب وہ اللہ تعالیٰ کی معرفت کا ادراک کر لیتا ہے اور اسے علم الیقین، عین الیقین سے آگے حق الیقین کی صفت حاصل ہو جاتی ہے تو وہ فنائی اللہ کے مرتبے پر پہنچ جاتا ہے اور فنائی اللہ وہ ہوتا ہے جسے بقا باللہ کا مرتبہ حاصل ہو اور یہ اصل میں ”غرق فی التوحید“ کا مقام ہے۔ حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے

ہیں کہ اس مقام پر اللہ اور اس بندے کے درمیان سے حجاب اٹھ جاتے ہیں اور اللہ اس کو دوست رکھتا ہے۔ فانی اللہ عشق کا آخری مقام ہے۔

## مراقبہ اور اس کی منازل

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے مراقبہ کی چار منازل بیان کی ہیں۔ اول وہ مراقبہ جو شریعت طاعت و عبادت و مشاہدہ ناسوت ہے اور اس مراقبہ میں طالب جو کچھ دیکھتا ہے وہ مقام ناسوت سے ہوتا ہے۔ دوم وہ مراقبہ جو ملکوت ہے۔ اس مراقبہ والا طالب صاحب ورد و وظائف و طہارت ہوتا ہے اور فرشتوں کی طرح ملکوتی صفت رکھتا ہے اور جو کچھ دیکھتا ہے وہ ملکوت سے ہوتا ہے۔ سوم وہ مراقبہ ہوتا ہے جو اہل جبروت اور اہل اللہ ہے اور اس مراقبہ والا جس چیز کا بھی مشاہدہ کرتا ہے وہ مقام جبروت سے ہوتا ہے۔ چہارم مراقبہ لاہوت و اہل معرفت ہے اور اس مراقبہ والا جس شے کا مشاہدہ کرتا ہے وہ مقام لاہوت سے ہوتا ہے۔

## عارف حق کی علامت

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عارف حق کی علامت یہ ہے کہ وہ تمام دنیاوی امور کو ترک کر دیتا ہے۔ عارف کی دو نشانیاں ہوتی ہیں۔ اول تو اس کی زبان فضول کلام سے بند رہتی ہے۔ دوم یہ کہ ہمیشہ اسرار مع اللہ میں مگن رہتا ہے۔

## معراج کی رات

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ دنیا کی فکر سے آزاد سیر و سیاحت میں مصروف رہتے تھے۔ انہی دنوں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دو مرتبہ کھیتی باڑی کی غرض سے بیلوں کی جوڑی خریدی اور خود اپنے ہاتھوں سے محنت کر کے زمین جوتی۔ مگر دونوں مرتبہ ایسا ہوا کہ جب فصل پکنے کے قریب آئی وہ بیلوں کی جوڑی آپ کو چھوڑ کر کسی نہ کسی جانب چلے جاتے جس سے فصل اور

نیل دوسرے لوگ لے جاتے۔ ایک مرتبہ آپ ﷺ کے عزیز واقارب نے اس کی شکایت آپ ﷺ سے کی تو آپ ﷺ نے فرمایا:

”قاتے کی رات فتیر کے لئے معراج کی رات ہوتی ہے۔“

نیز فرمایا:

”صبر و شکر یہ ہے کہ فقیر دنیا اور حب دنیا سے صابر بنا کر ہو۔“

## عالم اور فقیر کا فرق

حضرت سلطان باہو ﷺ فرماتے ہیں کہ علماء میں کثرت مطالعہ سے جلالت پیدا ہو جاتی ہے اور فقیر کو ذکر اسم ذات الہی سے معرفت الہی کا نور حاصل ہوتا ہے۔ اس کی باطن کی بینائی تیز ہو جاتی ہے۔ جو شخص غیض و غضب کی حالت کو چھوڑ دیتا ہے وہ نور الہی کو پالیتا ہے۔ علماء لوگ صرف کتابیں پڑھ کر ان کا بیان کرتے ہیں جبکہ فقیر ذات الہی میں غرق ہو کر عشق حقیقی کی منازل طے کرتا ہے اور اس پر اسم ذات اللہ کے تمام راز منکشف ہوتے ہیں اور ایک دائمی نعمت اس کے ہاتھ آ جاتی ہے۔

## قبور سے فیض یابی

حضرت سلطان باہو ﷺ قبور سے فیض یابی کے شدت سے قائل ہیں اور سلوک میں اسے انتہائی اہم خیال کرتے ہیں اور آپ ﷺ کی تحریروں میں اس بات کی جا بجا عکاسی ہوتی ہے کہ اہل قبر کی ہم نشینی زندہ اولیاء کی صحبت و ہم نشینی کے برابر ہے۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ چالیس بار ریاضت اور چلوں سے کسی ولی اللہ کی قبر پر کسی صاحب اجازت کے حکم سے دعوت پڑھنا بہتر ہے۔ حضرت سلطان باہو ﷺ قبور پر دعوت کا پڑھنا اس لئے ضروری فرماتے ہیں کہ ان کے نزدیک ولی اللہ کی قبر شمشیر برہنہ ہوتی ہے۔ جس طرح زندگی میں تلوار نیام میں ہوتی ہے وہ بھی نفسانی جسم میں ہوتے ہیں۔ حالت مہمات میں وہ تلوار

بالکل ننگی ہو جاتی ہے اور پہلے کی نسبت زیادہ کام کرتی ہے۔ حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ اس موضوع کی تشریح کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ طالب فیض کی شخصیت میں عشق ایک فعال قوت کی شکل میں موجود ہونا چاہئے اور جب وہ کسی ولی اللہ کی قبر پر حاضر ہو تو اس کے دل میں شوق کی شدت ہونا ضروری ہے ورنہ اس کا روحانی رابطہ ممکن نہیں اور جب کوئی متلاشی اس طرح تیار ہو کر قبر پر جا کر نغمہ عشق چھیڑتا ہے تو مردِ خدا کی قبر زندہ ہو جاتی ہے اور زندہ ولی کی طرف زائر کے روح و قلب کو نور و حضور سے معمور کر دیتا ہے۔

سلطان العارفين حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ صاحب ولی کی قبر پر دعوت پڑھنے کے بے شمار فوائد ہیں کیونکہ اس سے بڑے بڑے اسراروں سے پردے اٹھتے ہیں، ماضی و حال و مستقبل کے حالات معلوم ہوتے ہیں اور ہر قسم کی مہم طلب برآوری ہوتی ہے۔

## نورِ عرفان کی روشنی

حضرت بابا بلھے شاہ رحمۃ اللہ علیہ جب حضرت شاہ عنایت قادری شطاری رحمۃ اللہ علیہ کے مرید ہوئے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے عزیز و اقارب اور بہنوں نے طعنے دیئے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ سید ہو کر ایک ارائیں کے مرید ہو گئے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے خاندان والوں کے طعنوں سے تنگ آ کر کچھ کھوتے خرید لئے اور ان کو لے کر پھر بنے لگے جس سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کھوتیاں والے مشہور ہو گئے۔ ایک روز کچھ لوگ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آئے اور اپنا مدعا عرض کیا کہ ان کے بھائی ایک بیوی بہت خوبصورت ہے جسے ایک ظالم حکمران زبردستی اٹھا کر لے گیا ہے۔ اس ظالم حکمران نے اس غریب کی بیوی واپس کرنے سے انکار کر دیا ہے اور اس غریب کو بہت مارا پیٹا ہے۔ حضرت بابا بلھے شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے فرمایا کہ جاؤ دیکھو شہر میں کوئی طبیبہ نوازیہ سارنگی بجانے والا ہے۔ انہوں نے شہر میں تلاش کیا تو انہیں ایک جگہ پیچڑے ناچتے ہوئے نظر آئے۔ انہوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے آکر عرض کیا کہ فلاں جگہ پیچڑے ناچ رہے ہیں۔

آپ ﷺ ان کے ساتھ اس جگہ ہوئے جہاں ہیجڑے ناچ رہے تھے۔ جب آپ ﷺ پر وجدانی کیفیت طاری ہو گئی تو آپ ﷺ نے پوچھا کہ وہ ظالم حکمران کس جگہ رہتا ہے۔ انہوں نے بتایا کہ فلاں جگہ کھجوروں اور آموں والے باغ میں رہتا ہے۔ آپ ﷺ نے ان کی بات سن کر اس جگہ توجہ دی اور اونچی آواز میں گانا شروع کر دیا۔

امباں والی باغیچی سنی دی کھتی والا باغ

کھوتیاں والے سد بلائی ستی اس تاں جاگ

چنیا ایوں چھڑیندا یار چنیا ایوں چھڑیندا

حضرت بابا بلھے شاہ ﷺ کا یہ کہنا تھا کہ وہ عورت بھاگتی ہوئی چلی آئی۔ آپ ﷺ نے اس شخص سے کہا کہ جاؤ اپنی زوجہ کو لے جاؤ۔ اس بات کی خبر جب حضرت سیدنی شاہ محمد درویش ﷺ کو ہوئی اور لوگوں نے جب انہیں طعنہ دیا کہ تمہارے بیٹے نے تو گدھے پال لئے ہیں اور ہیجڑوں کے ساتھ ناچ کر سیدوں کی عزت خاک میں ملا رہا ہے تو آپ ﷺ کو شدید صدمہ پہنچا۔ آپ ﷺ ایک ہاتھ میں لاشی اور دوسرے ہاتھ میں تسبیح لئے اس جگہ پہنچے۔ حضرت بابا بلھے شاہ ﷺ نے جب والد بزرگوار کو آتا دیکھا تو گانا شروع کر دیا۔

لوکاں دے ہتھ مالیاں تے بابے دے ہتھ مال

ساری عمراں پٹ پٹ مر گیا کھس نہ سکیا وال

چنیا ایوں چھڑیندا لال چنیا ایوں چھڑیندا

حضرت سیدنی شاہ محمد درویش ﷺ نے جب یہ سنا تو لاشی اور تسبیح کو پھینک دیا اور خود بھی والہانہ ناچنا شروع کر دیا اور ساتھ ہی ساتھ گانے لگے۔

پتر جہاں دے رنگ رنگیلے پے وی دیندے تار

چنیا ایوں چھڑیندا یار چنیا ایوں چھڑیندا

حضرت سیدنی شاہ محمد درویش ﷺ کے دل سے ظلمت کا پردہ ہٹ چکا تھا اور نور

عرفان کی روشنی سے دل کی دنیا روشن ہو چکی تھی۔ حضرت سیدنی شاہ محمد درویش رحمۃ اللہ علیہ بھی معرفت اور عشق کے رنگ میں رنگ چکے تھے۔

## مرشد پاک سے والہانہ عقیدت

حضرت بابا بلھے شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے مرشد پاک کا تعلق اراٹھ میں برادری سے تھا جبکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا تعلق سادات گھرانے سے تھا۔ حضرت بابا بلھے شاہ رحمۃ اللہ علیہ پر مرشد کے عشق کا ایسا گہرا رنگ چڑھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ہر در کو خیر باد کہہ کر مرشد کے در کو ہی اپنا قبلہ مان لیا۔ چونکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ سید تھے اور عالم فاضل بھی تھے ایسے میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا ایک اراٹھ میں کو اپنا مرشد ماننا دھماکہ خیز بات تھی۔ اس پر مصداق یہ کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اہل خاندانی کی نظروں میں اپنا مقام جو بنا رکھا تھا وہ بھی عشق مرشد میں گر لیا۔ شادی سے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے انکار کر دیا اور گھریلو ذمہ داریوں سے اجتناب برتنا شروع کر دیا ہمہ وقت یاد الہی اور مرشد کامل کے گن گانے میں صرف ہونے لگا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ہمیشہ گان اور دوسرے اہل خانہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو شاہ عنایت رحمۃ اللہ علیہ سے والہانہ عقیدت رکھنے سے بہت زیادہ منع فرمایا مگر آپ رحمۃ اللہ علیہ کی سرمستی اور مرشد کے ساتھ والہانہ عقیدت میں کوئی فرق نہ آیا جس پر آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے مذہب ذات اور برادری کے لوگوں کی شدید مخالفت کا سامنا کرنا پڑا اور بے شمار قسم کے طعنے برداشت کرنے پڑے بقول آپ رحمۃ اللہ علیہ:

عشق اسان نال کہی کیتی

لوک مریدے طعنے

متر پیارے دے کارن نی

میں لوک الہمیں سہنی ہاں

ایک روز خاندان کے افراد بمعہ ہمیشہ گان بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ سے اس معاملے میں

لڑنے آن حاضر ہوئے جس کو آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنی کافی میں اس طرح بیان کرتے ہیں:

بلھے نوں سمجھاوَن آئیاں بھیناں تے بھر جائیاں  
 آل نبی اولاد علی دی توں کیوں لیکاں لائیاں  
 من لے بلھیا ساڈا کہنا چھڈ دے پلہ رائیاں  
 جیہڑا سانوں سید آکھے دوزخ ملن سزائیاں  
 جے توں لوڑیں باغ بہاراں طالب ہو جا رائیاں

## خواہشات کے شکار

حضرت بابا بلھے شاہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ انسان کو اللہ تعالیٰ نے بے شمار فضائل سے نوازا ہے لیکن وہ اللہ تعالیٰ سے عدم تعلق کی بناء پر اپنی تمام فضیلتوں سے ہاتھ دھو بیٹھا ہے اور اللہ تعالیٰ کو وہ تقریباً بھول کر شیطان اور حُب دنیا کے لالچ میں اتنا لگن ہو گیا ہے کہ اسے اپنی سدھ بدھ تک بھول گئی ہے۔ انسان شروع ہی سے دنیاوی خواہشات کا شکار چلا آ رہا ہے اولاد دولت ریشہ حکومت وغیرہ ہر طرح کی دنیاوی خواہشات کا ننھا سانج اس کے من کی دنیا میں اپنی جگہ بناتا ہوا پروان چڑھتا ہے اور بالآخر ایک تناور درخت کا روپ دھار لیتا ہے ایسے میں ہر خواہش کو پورا کرنے کے لئے انسان کو دکھوں اور مصیبتوں کی مسلسل جدوجہد سے گزرنا پڑتا ہے ادھوری خواہش اسے دکھوں اور پریشانیوں کے گڑھے میں دھکیل دیتی ہے اور بڑائی مراد کئی طرح کے بندھنوں اور ذمہ داریوں کا پیش خیمہ بن جاتی ہے۔ ایک خواہش سے کئی خواہشیں پیدا ہوتی ہیں جو انسان کو مضبوطی سے دنیاوی زنجیروں میں جکڑ دیتی ہیں نتیجہ میں انسان کے دل میں ہمیشہ ایسے خوفناک جوار بھانٹے اٹھتے رہتے ہیں کہ اس کو ایک لمحہ بھر کے لئے بھی چین نہیں آتا ایسے میں اگر انسان کو مرشد کامل جیسا کہ شاہ عنایت قادری شطاری رحمۃ اللہ علیہ ہیں مل جائے تو پھر اس کو دنیا کی اصلیت کا علم ہو جاتا ہے اور اس کے دل میں مقام حقیقی تک پہنچنے کی تڑپ پیدا ہو جاتی ہے جس سے اس کی رغبت اور جستجو کا رنگ ہی بدل جاتا ہے اور جیسے جیسے یہ تعلق کامل ہوتا جاتا ہے تو وہ قرب اور حضوری کا شرف پاتا ہے

## شاہ عبداللطیف بھٹائی رحمۃ اللہ علیہ کا نظریہ تصوف

یہ بات تو روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ شاہ عبداللطیف بھٹائی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام میں تصوف کو بنیادی اہمیت حیثیت حاصل ہے۔ اصل بات جو پرکھے کے لائق ہے وہ یہ ہے کہ یہ حیثیت روایتی بازگشت ہے یا کہ ایسے محرکات پر مشتمل ہے جو صرف شاہ عبداللطیف بھٹائی رحمۃ اللہ علیہ ہی کیلئے مخصوص ہے۔ عرفان و مکان کے لحاظ سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عمر کا بیشتر حصہ سندھ اور اس کے گرد و نواح کے علاقے میں گزرا ہے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی زندگی کے تریسٹھ سال میں تجربات ہی تجربات حاصل کئے ہیں جنہوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کو عامیانہ شاعری سے خالصتاً صوفیانہ رنگ میں تبدیل کیا اور ہر سخنے والے کو محو ذوق و شوق عطا کیا۔ چونکہ شاہ عبداللطیف بھٹائی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک صوفی منش گھرانے میں آنکھ کھولی۔ تصوف پسند ماحول میں پروان چڑھے اور گوشہ نشین عارفوں اور چلتے پھرتے سالکوں کے ہم صحبت رہے۔ حال و قال اور شعر و نغمہ کی محفلوں سے لطف اندوز ہوئے۔ جنگل جنگل، صحرا صحرا، وادی وادی، بستی بستی گھومے اور صحیفہ قدرت کے بکھرے ہوئے اوراق کا عمیق مطالعہ کیا۔ لیکن ان سب عوامل سے بڑھ کر شاہ کی تصوف پسندی میں جو شاعرانہ و حیاتی عمل بنیادی محرک کی حیثیت رکھتا ہے وہ اغلباً ان کا جوانی کا ایک حادثہ عشق ہے اور اس حادثہ عشق کی پہلی شکست اور دوسری فتح کے درمیان اور اس محرومی کی ایذا پسندی روحانی ماورائیت اور پراسرار تلاش و تجسس کے جو مرحلے درپیش آئے انہی کی خیالی بازگشت سے شاہ عبداللطیف بھٹائی رحمۃ اللہ علیہ کی شاعرانہ تصوف پسندی عبارت ہے اور وہی خیالی بازگشت نت نئے روپ میں شاہ عبداللطیف بھٹائی رحمۃ اللہ علیہ کے وجدانی کلام کو حقیقی سوز و گداز عطا کرتی ہے۔

### وحدہ لا شریک سے عشق

حضرت شاہ عبداللطیف بھٹائی رحمۃ اللہ علیہ اپنی لازوال شاعری کے ذریعہ لوگوں کو وحدہ



لاشریک سے عشق و قربت کا راستہ دکھلاتے ہیں تاکہ انسان زندگی کی بھول بھلیوں میں بھٹکنے کی بجائے صرف اللہ عزوجل کی مدد اور توفیق سے اس کی راہ پاسکے۔ جب کسی بندے پر اللہ عزوجل کی توفیق تو اور ہو جاتی ہے اور اس کے شامل حال ہو جاتی ہے تو اسے توحید کی وہ نعمت عظمیٰ ملتی ہے جو بندے کو معرفت الہی کے حقیقی اسرار سے روشناس کرواتی ہے اور اس طرح بندہ اس کے احکام کی اتباع اپنے دل و جان سے کرنے لگتا ہے اور پھر اس کی پرواخت میں وہ وقت بھی آجاتا ہے جب اس کو قرب الہی حاصل ہو جاتا ہے۔

حضرت شاہ عبداللطیف بھٹائی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایسے قرب کے ثمرے میں مشاہدہ کی وہ لازوال قوت حاصل ہوتی ہے کہ جس سے وہ ذات باری تعالیٰ کا حقیقی مشاہدہ کر کے اپنی ذات کو اس کی ہستی کے اندر مدغم کر لیتا ہے اور پھر اس کی تمام تر زندگی صفات الہی کا پرتو بن جاتی ہے۔ جب بندہ اس مقام پر پہنچ جاتا ہے تو وہ اپنے آپ سے غائب ہو جاتا ہے اس پر غیب و حضور کی دونوں حالتیں طاری ہوتی ہیں وہ حاضر بھی ہوتا ہے اور غائب بھی ہوتا ہے اور مرنے سے پہلے مر جاتا ہے جس کو باعتبار نفس مردہ کہا جاتا ہے۔ جبکہ باعتبار روح زندہ ہوتا ہے۔ وہ جہاں نہیں ہے وہاں موجود ہے اور جہاں موجود ہے وہاں موجود نہیں ہوتا۔ اللہ عزوجل کی ذات میں بالذات الہی بھی موجود ہو کر وہ اپنی ذات میں یا اپنی ذات کے اعتبار سے معدوم ہو کر وہ ذات الہی کے ساتھ موجود ہوتا ہے اور اپنی ذات میں بھی موجود ہوتا ہے۔ یعنی پہلے وہ نفس پر موت وارد کرتا ہے

## انسان کی خوشحالی کا راز

حضرت شاہ عبداللطیف بھٹائی رحمۃ اللہ علیہ سے انسان کی خوشحالی کا راز دریافت کیا گیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جس طرح آسمان پر پرندے ایک جگہ سے دوسری جگہ جانے کیلئے مل کر ایک قطار میں اڑتے ہیں اور ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوتے اور رات دن اپنی منزل کی جانب بڑھتے چلے جاتے ہیں اسی طرح انسانوں کو آپس میں اتحاد قائم کرنا چاہئے

اور ان پرندوں سے اخوت و محبت اور یکجہتی کا درس لینا چاہئے کیونکہ اسی میں انسان کی خوش حالی اور امن و سکون ہے۔

حضرت شاہ عبدالطیف بھٹائی رحمۃ اللہ علیہ کی نظر میں زندگی ایک امانت ہے جس کیلئے مختصر وقت دیا گیا ہے۔ انسان کو یہ وقت گنوانا نہیں چاہئے اور ہمہ وقت اپنی جدوجہد کو جاری رکھنا چاہئے اور ایک لمحہ بھی انتظار اور سستی انسان کے فائدہ میں نہیں ہے۔

## دنیا مکر و فریب کا گھر

حضرت شاہ عبدالطیف بھٹائی رحمۃ اللہ علیہ کی نظر میں دنیا مکر و فریب کا گھر ہے۔ انسان اس دنیا کے طلسمات سے بچ نہیں سکتا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مثال دی ہے کہ اگر کسی آدمی کے ہاتھ پاؤں باندھ کر اور اسے ہر طرح سے جکڑ کر دریا یا کنویں میں پھینک دیا جائے اور پابندی یہ ہو کہ خبر داز! تمہارا دامن گیلیا نہ ہونے پائے تو اس انسان کو جو ہر طرف سے گھرا ہوا ہے اور مجبور ہے اپنا دامن بچا کر چلتا ہے اور آخرت کیلئے امتحان پاس کرتا ہے اور اپنے محبوب کا درد بڑی اہمیت رکھتا ہے۔

## کائنات کا مطلوب

حضرت شاہ عبدالطیف بھٹائی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ ذات و صفات مل کر ایک ہو گئے ہیں۔ طالب و مطلوب کے درمیان حد امتیاز ختم ہو گئی ہے۔ یہ امتیاز صرف کوتاہ بینوں کیلئے ہے وگرنہ حقیقت کی نظروں سے دیکھا جائے تو خالق اور مخلوق میں ہرگز کوئی دوستی نہیں ہے۔ کسی جگہ وحدت کثرت کے رنگوں میں خود کو آشکارہ کرتی ہے تو کہیں کثرت کے ہنگاموں میں وحدت جلوہ نما ہوتی ہے لیکن ان تمام باتوں کا تعلق ظواہر دیتا ہے کہ جہاں تک حقیقت کی دنیا کا تعلق ہے وہ ہر قسم کی دوئی سے ماورا اور یکتا ہے اس کا حال غیر محدود ہے اور زمانہ اس کا آئینہ جمال ہے اس کا خیال اور فکر ہمہ گیر ہے اور انسان کی روح میں بھی اس کے

حسن بے مثال کا پرتو ہے۔ کائنات کے حسن کو بھی اس نے متعین کیا ہے اور وہ خود ہی کائنات کا مطلوب ہے اور وہ خود ہی آغاز ہے اور خود ہی انجام ہے۔

حضرت شاہ عبدالطیف بھٹائی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک کثرت کے پس پردہ کارفرما وحدت کا ادراک ہر کسی کے بس کا روگ نہیں ہے۔ ظاہر بین اور حسی سطح پر زندگی بسر کرنے والوں کیلئے ظواہر پر ہی حقیقت ہیں۔ وہ کثرت کی دنیا میں رہتے ہیں اور ان کا فہم و ادراک محض ظواہر تک محدود ہے حسی ادراک کی اپنی حقیقت ہے اور ظواہر کی اپنی ایک مخصوص اہمیت ہے اور یہ محض مایا نہیں ہے لیکن صداقت کی متلاشی روحوں کو ان کے پس پردہ چھپی ہوئی وحدت کو تلاش کرنا ہوگا۔

## پچاس برس تک پانی نہ پیا

حضرت مخدوم صفی الدین رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت شیخ فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ کی مصروفیت کا سبب جاننے کی کوشش کی تو حضرت شیخ فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں کچھ بھی بتانے سے انکار کر دیا۔ جب حضرت مخدوم صفی الدین رحمۃ اللہ علیہ کا اصرار حد سے زیادہ بڑھ گیا تو حضرت شیخ فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ پیاس کی حرارت شدت پر ہے۔ حضرت مخدوم صفی الدین رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ پانی موجود ہے اور ماہ رمضان بھی نہیں تو پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ پانی کیوں نہیں پی لیتے؟ حضرت شیخ فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جب سے میں تمہارے ساتھ جوینور میں پڑھتا تھا اس وقت سے لے کر آج تک میں نے پانی نہیں پیا اور جب پیاس کی شدت بڑھتی ہے تو اس وقت اگر میں دریا پر منہ رکھوں تو دریا بھی خشک ہو جائے حتیٰ کہ ساری دنیا میں پانی ختم ہو جائے گا اور یہی وجہ ہے کہ میں پیاس کی ساری حرارت کو خود جذب کر رہا ہوں۔ حضرت مخدوم صفی الدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ کا پانی نہ پینے کا یہ عرصہ پچاس سال سے زیادہ بنتا تھا اور اس واقعہ کے بعد جب حضرت شیخ فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ کا یہ راز فاش ہوا آپ رحمۃ اللہ علیہ خلق سے غائب ہو گئے۔

## مخالفت و خواری نفس

حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ بچپن میں مسجد تشریف لے جاتے اور تمام نمازیوں کے جوتے سیدھے کرتے تھے تاکہ ہر شخص با آسانی اپنا جوتا پہن سکے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اول وقت میں مسجد جا کر صف اول پر بیٹھ جاتے تھے اور جب نمازی جمع ہونا شروع ہوتے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ ہر شخص کے لئے جگہ خالی کرتے جاتے یہاں تک کہ آخری صف میں پہنچ جاتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ اس کام سے میرا مطلب مخالفت و خواری نفس تھا۔

## سردی گرمی کی خبر نہ ہوتی تھی

حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ ابتدائے حال میں فرائض اور سنن موکدہ کے علاوہ روزانہ آٹھ سو رکعت نوافل ادا کیا کرتے تھے۔ ان آٹھ سو نوافل میں سے چار سو نوافل دن کے وقت اور چار سو نوافل رات کے وقت ادا کرتے تھے۔ کثرت نوافل کی بدولت آپ رحمۃ اللہ علیہ کا کپڑا پھٹ گیا تھا۔ موسم سرما میں جب برف باری ہوتی تھی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاؤں اور ٹانگیں پھٹ جاتی تھیں اور اسی حالت میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کھڑے نماز ادا کرتے تھے۔ جب دل میں آگ کی خواہش پیدا ہوتی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نفس کو تسلی دیتے کہ اتنی رکعت کے بعد تیری خواہش پوری کروں گا اور اسی طرح ساری رات گزر جاتی تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بعض معتقدین آگ جلا دیتے لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ یا واللہ میں اس قدر مستغرق ہوتے کہ سردی گرمی کی خبر نہ ہوتی تھی۔

یہ کتاب میری متابعت ہے اس پر قائم ہو جاؤ

لطائف قدسی میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ ابتدائے حال میں میں نے خواب میں حضرت جبرائیل علیہ السلام کو دیکھا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے ایک

کتاب میرے سامنے رکھی۔ میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ حضور نبی کریم ﷺ کے وصال کے بعد حضرت جبرائیل علیہ السلام کا کسی پر کتاب نازل کرنا جائز نہیں ہے ممکن ہے یہ شیطان کا فریب ہو۔ اس خیال کے آتے ہی میں نے دیکھا کہ حضور نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ساتھ کلام کرنا شروع کر دیا۔ میرے دل میں ایک مرتبہ پھر خیال پیدا ہوا کہ شیطان کی کیا مجال ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ ہم کلام ہو۔ اس کے بعد حضور نبی کریم ﷺ اور حضرت جبرائیل علیہ السلام روانہ ہونے لگے تو میں نے حضور نبی کریم ﷺ کا دامن پکڑ کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! جبرائیل علیہ السلام نے مجھے کتاب دی ہے کیا کروں؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ یہ کتاب میری متابعت ہے اس پر قائم ہو جاؤ۔

## مجھے ان لوگوں سے بدبو آتی ہے

حضرت شیخ رکن الدین رحمہ اللہ فرزند حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ابتدائے حال میں جب کبھی والد بزرگوار پر حالت وجد طاری ہوتی تو آپ رحمہ اللہ بیابانوں میں چلے جاتے تھے۔ آپ رحمہ اللہ کے ہمراہ ارادت مندوں کی ایک بڑی جماعت بھی ہوتی تھی اور کسی میں اتنی جرأت نہ ہوتی تھی کہ وہ آپ رحمہ اللہ سے کوئی کلام کرے جب آپ رحمہ اللہ کو اس حالت میں دو یا تین روز گزر جاتے تو ارادت مند درخواست کر کے واپس لاتے تھے۔ جس وقت مددلی شریف کا داروغہ قاضی محمود تھا میری آپ رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ رحمہ اللہ اس وقت اہل دنیا سے اس قدر متنفر تھے کہ گھر سے بھاگ کر ایک یرانے میں تشریف لے گئے۔ اہل دنیا سے اختلاط کو آپ رحمہ اللہ زہر قاتل سمجھتے تھے۔ آپ رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے ان لوگوں سے بدبو آتی ہے اس لئے میں بھاگ جاتا ہوں۔ ایک مرتبہ آپ رحمہ اللہ بیابان میں تشریف لے گئے اور اس وقت آپ رحمہ اللہ پر اس قدر رکویت طاری تھی کہ دنیا و مافیہا کی کچھ خبر نہ رہی اور آپ رحمہ اللہ نئی روڑ تک فاتے اس بیابان میں پڑے رہے۔

## خوفِ خدا اور فکرِ خاتمہ میں کاربند

لطائفِ قدسی میں منقول ہے کہ ایک مرتبہ حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ شغلِ باطن میں مشغول تھے کہ ایک امیر نظام الملک نامی ملاقات کے لئے حاضر ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اس وقت غمِ آخرت اور خوفِ خاتمہ پر گفتگو فرما رہے تھے۔ نظام الملک نے کہا کہ ایمان اللہ تعالیٰ کا عطیہ ہے جب کوئی معمولی سا آدمی بھی کسی کو کوئی چیز عطا کرتا ہے تو واپس نہیں لیتا۔ اللہ عزوجل غفور و رحیم ہے وہ کس طرح اپنا عطیہ واپس لے گا اس لئے خوفِ خاتمہ نہیں ہونا چاہئے۔ حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اے عزیزم! غمِ آخرت فرض ہے یا نہیں؟ اس نے کہا کہ فرض ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس لئے رونے کا مقام ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ فرمانا تھا کہ نظام الملک پر گریہ طاری ہو گیا اور اس کا دل جو سنگِ دلی کی وجہ سے خوفِ خاتمہ سے خالی تھا فوراً نرم ہو گیا اور خوفِ خدا اور فکرِ خاتمہ میں کاربند ہو گیا۔

## آدابِ سماع

حضرت سید محمد گیسو دراز بندہ نواز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ محفلِ سماع کے لئے علیحدہ مکان ہو، اربابِ دنیا، امراء کے لڑکے اور بچے و عورتیں اس محفل میں شامل نہ ہوں۔ اس میں سالکوں اور مریدوں کو غسل کر کے ظاہر اور باوضو ہو کر اور سفید کپڑے پہن کر شریک ہونا چاہئے اور وقار کے ساتھ بیٹھنا چاہئے۔ مراقبہ کریں اور گانے والے پر نظر نہ رکھیں اور نہ ہی ان کی موسیقی پر توجہ دیں۔ اشعار کی ترتیب کو بھی ذہن میں نہ لائیں اور ہر وقت واہ واہ نہ کریں اور نہ ہی گریہ زاری۔ کوشش کریں کہ اعضاء میں جنبش پیدا نہ ہو۔ مزا میر فقہاء کے نزدیک حرام ہے اس لئے اس سے بچنا چاہئے۔ سماع کو پیشہ نہیں بنانا چاہئے اور سماع کے بعد دل کو سماع کے مقصد کی جانب متوجہ کرنا چاہئے اس طرح کرنے سے اسرارِ الہی کے بہت سے بھید معلوم ہوتے ہیں۔

## آدابِ مرشد

حضرت سید محمد گیسو دراز بندہ نواز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرید جب اپنے مرشد کی مجلس میں حاضر ہو تو اس کو اس طرح دیکھے جیسے کوئی اپنے محبوب کو دیکھتا ہو۔ مرشد کے سامنے کسی قسم کی بے ادبی نہ کرنے اور نہ ہی مرشد کی جانب پشت کرے۔ مرشد کے سامنے رو برو کھڑا ہو تو نظریں اپنے پاؤں پر رکھے۔ اگر بیٹھا ہو تو دائیں بائیں نہ دیکھے اور مرشد پاک کے سامنے اونچا نہ بولے۔ اگر مرشد کی جانب سے کچھ کھانے کو عطا ہو تو وہ کھا لے۔ ایک مرید دنیاوی کاموں میں اپنے مرشد کو اپنی طرح ہی سمجھے مگر امورِ الہی میں مرشد کو پیغمبروں اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا قائم مقام جانے۔ مرشد کی محفل کو محفل حق تصور کرے اور کبھی مرشد کے سامنے مراقبہ یا ذکر میں مشغول نہ ہو۔ مرشد کی زندگی میں کوئی دوسرا مرشد یا رہبر تلاش نہ کرے۔

## حضرت سید محمد گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ کا طریقہ بیعت

حضرت سید محمد گیسو دراز بندہ نواز رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جب کوئی مرید ہونے کے لئے آتا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ سب سے پہلے تو یہ دیکھتے کہ وہ لڑکا یا مریض تو نہیں ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنا ہاتھ سالک کے ہاتھ میں دیتے اور فرماتے کہ تم نے اس ضعیف اس ضعیف کے خواجہ اور اس ضعیف کے خواجہ اور اسی سلسلہ کے دوسرے مشائخ کے ساتھ عہد کیا کہ اپنی نگاہ اور اپنی زبان کی حفاظت کرو گے اور شریعت پر قائم رہو گے۔ کیا تم یہ قبول کرتے ہو؟ سالک عرض کرتا ہے کہ جی ہاں میں نے اسے قبول کیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے کہ الحمد للہ۔ پھر اپنے دست مبارک سے تکبیر کہتے ہوئے قینچی سے کان کے نزدیک سے اس کے کچھ بال کاٹتے اور پھر اسی طرح تکبیر کہتے ہوئے بائیں جانب سے کچھ بال کاٹتے۔ بعد ازاں ایک ٹوپی عنایت فرماتے اور اس کو دو رکعت نماز پڑھنے کا حکم دیتے۔ جب سالک نماز سے فارغ

ہو جاتا تو پھر اس کو صدق دل سے توبہ کرنے کا حکم دیتے۔

## ہمارے علم کی پرواہ نہیں

حضرت شیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی بھانجی حضرت شیخ تقی الدین رحمۃ اللہ علیہ کی بیوی سے شکایت کی کہ بھائی مجھے کچھ پڑھاتے نہیں آپ ان سے کہئے کہ وہ مجھے پڑھائیں۔ حضرت شیخ تقی الدین رحمۃ اللہ علیہ کی بیوی نے شوہر کو جب کہا کہ آپ (رحمۃ اللہ علیہ) اپنے چھوٹے بھائی کو کیوں نہیں پڑھاتے؟ تو حضرت شیخ تقی الدین رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ میں اس کو کیسے پڑھاؤں وہ تو مولیٰ کی طلب میں مدہوش ہو چکا ہے اور اس کو کسی چیز کی کوئی خبر نہیں ہوتی۔ پھر انہوں نے حضرت شیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ کو بلایا اور اپنی چاندی کی مہر انہیں رکھنے کے لئے دی۔ حضرت شیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ نے وہ مہر صحن میں گاڑ دی۔ کچھ دیر بعد حضرت شیخ تقی الدین رحمۃ اللہ علیہ نے وہ مہر حضرت شیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ سے طلب کی تو انہوں نے کہا کہ بھائی صاحب! آپ (رحمۃ اللہ علیہ) نے مجھے کوئی مہر نہیں دی؟ حضرت شیخ تقی الدین رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ میں نے تمہیں مہر دی تھی اور وہ تم نے صحن میں گاڑ دی تھی۔ حضرت شیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ مجھے اس کی کچھ خبر نہیں۔ پھر حضرت شیخ تقی الدین رحمۃ اللہ علیہ نے زمین کھود کر وہ مہر نکالی اور اپنی زوجہ سے کہا کہ یہ بھلا مجھ سے کیسے پڑھ سکتا ہے؟ یہ تو ایسے علم میں مستغرق ہے کہ اسے ہمارے علم کی پرواہ نہیں ہے۔

## حسن کے پاس نہ ہو وہ تم سے نہیں مل سکتا

شیخ زین لودھی کے دروازے پر ایک دربان ہر وقت موجود رہتا تھا جو ہر اس آنے والے کو اندر جانے کی اجازت دیتا تھا جو شیخ زین لودھی کے لئے کوئی ہدیہ یا تحفہ لے کر آتا۔ ایک مرتبہ حضرت شیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ ان سے ملنے گئے تو خالی ہاتھ تھے۔ دربان نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو واپس کر دیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے واپس آ کر عمدہ لباس زیب تن کیا اور ایک طشت میں کنکر بھر کر اس پر خوان پوش ڈال کر ایک آدمی کے سر پر رکھوائے اور دوبارہ شیخ زین لودھی کے پاس



پہنچے۔ دربان نے طشت دیکھ کر اندر جانے کی اجازت دے دی۔ شیخ زین لودھی نے جب خوان پوش اٹھا کر دیکھا تو طشت میں کنکر پڑے ہوئے تھے۔ شیخ زین لودھی نے آپ ﷺ سے دریافت کیا کہ یہ کیا ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ تمہارے پاس آنے کا ذریعہ ہیں جس کے پاس نہ ہو وہ تم سے نہیں مل سکتا۔

## زبان تمہاری اور کلام ہمارا ہوگا

حضرت فقیر سید غلام محی الدین بخاری ﷺ سے منقول ہے کہ اثنائے سلوک میں حضرت نوشہ گنج بخش قادری ﷺ کو بارگاہ الہی میں حاضری نصیب ہوئی۔ آپ ﷺ نے عرض کیا: یا الہی! اپنے کلام سے کچھ عنایت فرما۔ ندا آئی: اے نوشہ (ﷺ)! ہم نے حضور نبی کریم ﷺ سے عہد کیا ہوا کہ تمہارے بعد کسی کو پیغمبری عطا نہیں کریں گے اور نہ ہی اپنا کلام بھیجیں گے ہمارا کلام قرآن مجید ہے تم اسی کو پڑھو۔ تم نے ہماری بارگاہ میں سوال کیا ہے جس کو رد کرنا ہماری بارگاہ کے لائق نہیں میرا فرمان ہے کہ مجھ سے مانگو میں تمہاری دعاؤں کو قبول کروں گا اس لئے آخری عمر تک تم جو کچھ بولو گے وہ زبان تمہاری اور کلام ہمارا ہوگا۔

## پڑھو کلمہ سانچ کا

حضرت نوشہ گنج بخش قادری ﷺ سیر و سیاحت کے دوران ایک پہاڑ پر تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ نے پہاڑ پر چڑھ کر دیکھا تو ایک قلعہ نظر آیا جو سورج کی طرح چمک رہا تھا۔ آپ ﷺ پہاڑ سے نیچے اترے اور اس قلعہ کی جانب تشریف لے گئے۔ جب آپ ﷺ قلعہ کے نزدیک پہنچے تو وہ سونے کا قلعہ تھا اس کے سونے کے دروازے تھے آپ ﷺ جب اندر داخل ہوئے تو سونے کے مکان سونے کی دکانیں حتیٰ کہ ہر چیز سونے سے مرین تھی۔ آپ ﷺ جب شاہی تخت کے نزدیک پہنچے تو ایک شخص سفید چادر لئے دیکھا جو سوراہا تھا۔ آپ ﷺ نے تخت پر چڑھ کر اس کے منہ سے کپڑا ہٹایا تو وہ آپ ﷺ خود

تھے۔ آپ ﷺ حیران ہوئے تو وہ بولا کہ اپنے آپ پر حیران ہیں؟ آپ ﷺ نے اپنی جانب دیکھا تو خود کو دوبارہ اسی پہاڑ پر موجود پایا جہاں سے آپ ﷺ نے اس کا قلعہ کا نظارہ کیا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی باتیں اللہ ہی جانے پڑھو کلمہ سانچ کا۔

## ہمارا طریقہ شریعت نبوی ﷺ کے مطابق ہے

حضرت نوشہ گنج بخش قادری ﷺ ایک مرتبہ نماز میں سجدہ تک کر رہے تھے۔ جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو ایک شخص نے آپ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ حضور! مردوں کو سجدہ فراخ کرنے کا حکم دیا گیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر میں سجدہ فراخ کر دوں تو سر کعبہ شریف سے آگے گزر جاتا ہے اور ہمارا طریقہ شریعت نبوی ﷺ کے مطابق ہے کہ سجدہ کعبہ کی طرف ہونہ کہ سر کعبہ سے آگے گزر جائے۔

## ذکر ہو جاری ہو گیا

ایک مرتبہ ایک ہندو جوگی حضرت نوشہ گنج بخش قادری ﷺ کی خدمت میں ہوا اور خود کو بچہ جوان اور بوڑھے کی شکل میں بدل کر دکھایا اور کہا کہ میں نے چھتیس برس کی محنت کے بعد یہ کمال حاصل کیا۔ حضرت نوشہ گنج بخش قادری ﷺ نے فرمایا: تو نے عمر ضائع کر دی پھر آپ ﷺ نے نعرہ ”ہو“ لگایا تو دریا کے پانی، درختوں کے پتوں اور فضا سے اسم ہو کی آواز جاری ہو گئی۔ اس ہندو جوگی نے جب یہ دیکھا تو آپ ﷺ کے قدموں میں گر کر معافی کا خواستگار ہوا اور دائرہ اسلام میں داخل ہو گیا۔

## ”منصور آخر الزماں“ کا خطاب

حضرت پچل سرمست ﷺ نے اپنے نفس پر لگام ڈالنے کیلئے اور راہ حق کی پنہائیوں کو پانے کیلئے اور وصال دیدار الہی کیلئے ایک مدت تک ویرانوں اور جنگلوں میں خود

کو مصروف رکھا اور اس ضمن میں شدید ریاضتیں کیں اور دنیا و مافیہا سے بالکل منہ موڑے رکھا۔ حضرت چل سر مست رحمۃ اللہ علیہ کی پرہیزگاری کا یہ عالم تھا کہ لوگ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ”منصور آخر الزماں“ کے نام سے پکارنے لگے تھے اور اس طرح آپ رحمۃ اللہ علیہ کو مشہور ولی حضرت منصور بن حلاج رحمۃ اللہ علیہ کا ثانی قرار دینے لگے۔ حضرت چل سر مست رحمۃ اللہ علیہ شریعت مطہرہ پر سختی سے کار بند رہتے تھے اور نماز، ہجگانہ کی پابندی سے ادائیگی کرتے تھے اور جنگلوں کو اپنا مسکن بنا کر عبادت الہی کرنا پسند کرتے تھے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ فطرتاً دنیا کی رنگینیوں اور ہنگامہ آرائیوں سے بالکل بے نیاز رہا کرتے تھے۔

## کیفیت جذب و مستی

بہاولپور کے ایک بزرگ حضرت محکم الدین سیرانی رحمۃ اللہ علیہ علاقہ درازن کی جانب سے گزرے۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کے چچا حضرت میاں عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ کو علم ہوا تو انہوں نے حضرت چل سر مست رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت محکم الدین سیرانی رحمۃ اللہ علیہ کے استقبال کیلئے بھیجا۔ حضرت محکم الدین سیرانی رحمۃ اللہ علیہ نے جب ایک نوجوان کو اپنے خیر مقدم کیلئے موجود پایا تو وہیں اپنا گھوڑا روک لیا اور گہری نظروں سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی جانب دیکھتے رہے اور پھر فرمایا کہ اے نوجوان! تم ہمارے استقبال کیلئے آئے ہو تو ہم بھی تمہیں ایک تحفہ دیں گے۔ اتنا فرما کر اپنی سارنگی سے انہوں نے ایک تار نکالا اور حضرت چل سر مست رحمۃ اللہ علیہ کے سینہ مبارک پر پھیرا۔ اتنا کرنے کی دیر تھی کہ حضرت چل سر مست رحمۃ اللہ علیہ پر جذب و مستی کی کیفیت طاری ہو گئی اور اسی جذب و مستی میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی شاعری کا آغاز کیا اور حضرت محکم الدین سیرانی رحمۃ اللہ علیہ کے اس اشارہ روحانی سے آپ رحمۃ اللہ علیہ چل سر مست رحمۃ اللہ علیہ بن گئے۔

## انسان خدا کا نور ہے

حضرت چل سر مست رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ انسان خدا کا نور ہے انسان خاک کا

پتلا ہے اور اسے خدا کی طاقت چلا رہی ہے۔ خدا نے انسان کو خود پیدا کیا ہے اور خدا ہی اپنے پاس بلا رہا ہے۔ وہ خود ہی دریا ہے اور خود ہی سمندر ہے۔ وہ خود ہی گلاب کا پھول ہے اور خود ہی خوشبو ہے۔ وہ خود ہی ابر ہے اور خود ہی باراں ہے۔

## محبت کی بنیاد

حضرت سچل سرمست رحمۃ اللہ علیہ کے بقول محبت کی بنیاد اتحاد روحانی پر مستحکم ہے اور عاشق و معشوق کی روح دو مختلف چیزیں نہیں ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ مزید فرماتے ہیں کہ تو واحد ہے عہد نہیں۔ جس طرح حروف کی پیدائش نون کے نقطہ سے ہوتی ہے اور اس نقطے کے ردو بدل سے حروف کی مختلف صورتیں پیدا ہوتی ہیں یا سونے سے مختلف زیورات کے نمونے بنائے جاتے ہیں اور ان کے نام بھی مختلف ہوتے ہیں۔ بالکل اسی طرح انسان بھی ذات احد کا ایک منظر ہے اور غلبہ عشق کی وجہ سے اس نے مختلف صورتیں اور مختلف نام اختیار کر رکھے ہیں۔

## حضرت سچل سرمست رحمۃ اللہ علیہ کا نظریہ مرشد

حضرت سچل سرمست رحمۃ اللہ علیہ اللہ عزوجل کے عشق کے حصول کیلئے مرشد کامل کی رہبری کو اشد ضروری قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جب تک عاشق عشق ربانی کی انتہا تک پہنچنے کیلئے بتدریج تین مراحل و منازل طے نہ کرے وہ کبھی بھی مرشد حقیقی کی تعلیمات سے روشناس نہیں ہو سکتا اور نہ ہی قرب وصال الہی سے ہمکنار ہو سکتا ہے۔

عاشق کیلئے یہ لازم ہے کہ وہ سب سے پہلے فتانی الشیخ کی منزل طے کرے یعنی اپنے آپ کو اس کی اتباع کا ایسا نمونہ بنائے کہ اس کے اور مرشد کے ظاہر و باطن میں قطعاً کوئی باقی نہ رہے اور جب وہ اس منزل کو طے کر لیتا ہے تو پھر مرشد اس کو اگلی منزل فتانی الرسول سے متعارف کرواتا ہے اور اس راہ پر چلنے کے گرا اور اسرار سے آگاہی دیتے ہوئے

اپنی باطنی نگاہ سے اس کے سفر کو بخوبی انجام کرواتا ہے اور اس طرح فنا فی الرسول کا حامل بن جاتا ہے۔ جب اس منزل پر مرید استقامت پکڑ لیتا ہے تو مرشد پھر اپنی باطنی بصیرت سے اس کو سفر وحدت کی تیسری منزل کی جانب گامزن کرتا ہے اور اس سفر کی صعوبتوں اور کٹھنائیوں سے آگاہی دیتے ہوئے اسے منزل مراد قرب وصال الہی یعنی فنا فی اللہ تک پہنچا دیتا ہے اور یہی وہ مقام حقیقی ہوتا ہے جس تک رسائی مرشد کامل کی رہبری و راہنمائی، تشخیص و علاج کے بغیر ناممکن ہوتی ہے اور یہی روز آفرینش کا وہ پیغام ابدی ہے جس کا وعدہ بندہ اپنے رب کے حضور بوقت تخلیق کر کے آیا ہے۔

اس ضمن میں حضرت پچل سرمست رحمۃ اللہ علیہ ایک حکایت اس طرح بیان فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک فقیر دریا پار کرنے کی غرض سے دریا کے کنارے آیا۔ وہاں چونکہ کوئی کشتی موجود نہ تھی اس لئے فقیر دریا پار کرنے کے ارادے سے آگے بڑھنے لگا تھا کہ قریبی گاؤں سے ایک شخص وہاں آیا۔ اس شخص کا ارادہ بھی دریا پار کرنے کا تھا۔ جب اس نے فقیر کو دریا کے کنارے کھڑے دیکھا تو اس سے استفسار کیا کہ اے اللہ کے بندے! یہاں کیوں کھڑے ہو اور کہاں جانے کا ارادہ ہے؟ فقیر نے جواب دیا کہ میں دریا پار جانے کیلئے کھڑا ہوں۔ اس شخص نے حیرانگی کے عالم میں پوچھا کہ جب دریا پار کرنے کیلئے یہاں کوئی کشتی موجود نہیں ہے تو تم دریا کیسے پار کرو گے؟ فقیر نے استغنائی کے عالم میں فرمایا کہ میں اللہ اللہ کرتا ہوں اور دریا پار اتر جاؤں گا۔ فقیر کی یہ بات سن کر وہ شخص حیرانگی کے عالم میں غرق ہو گیا اور قدرے دیر کے بعد بولا۔ مجھے بھی ساتھ لے چلو کیونکہ مجھے دریا پار گاؤں میں ایک انتہائی ضروری کام سے جانا ہے۔ فقیر نے کہا کہ اچھا! تم ایسا کرو کہ میرے کندھے کو مضبوطی سے پکڑ لو اور میں اللہ اللہ کرتا ہوں اور دریا پار کروں گا تم میرے نام کا ورد کرتے ہوئے جانا اس طرح تم بھی میرے ہمراہ دریا کو پار کر لو گے۔ اس شخص نے فقیر کی بات مانتے ہوئے اس کا کندھا مضبوطی سے پکڑا اور وہ دونوں اکٹھے دریا میں اتر گئے۔

جب وہ دونوں دریا کے وسط میں پہنچے تو اس شخص کے دل میں خیال آیا کہ خود تو

فقیر اللہ اللہ کر رہا ہے اور مجھے اپنے نام کے ورد پر لگایا ہوا ہے یہ تو سراسر گناہ ہے کیوں نہ میں بھی اللہ اللہ کا ورد شروع کر دوں۔ اس خیال کے آتے ہی اس شخص نے بھی اللہ اللہ کا ورد شروع کر دیا۔ ابھی اس نے دو تین بار ہی اللہ اللہ کہا تھا کہ وہ شخص دریا میں ڈوبنے لگا۔ فقیر کے کندھے کو جھٹکا لگا تو فقیر نے اس کی طرف نگاہ ڈالی اور کہا اونا دان! تو نے میری نصیحت پر عمل نہیں کیا اور اس میں اپنے خیال اور من کو داخل کرتے ہوئے تو نے یہ نادانی والی حرکت کیوں کی اور ڈوبنے لگا۔ اب بھی بہتر ہے کہ تو میرے نام کا ورد شروع کر دے انشاء اللہ دریا پار اتر جائے گا۔ تم شک کے گرداب میں پھنس گئے ہو اس سے نکلو۔ ابھی تم میرے نام کا ورد ٹھیک طرح کر نہیں سکتے اللہ کے نام کا ورد صحیح انداز میں کس طرح کر سکو گے۔ اپنی غلطی سے توبہ کرو یہی تمہارے لئے بہتر ہے۔

## عشق مصطفیٰ ﷺ کی منزل

حضرت چل سرمست رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب تک مرید اپنے مرشد کامل کی رہبری میں عشق مصطفیٰ ﷺ کی منزل طے نہ کرے تو اسے عشق حقیقی کی آخری منزل فنا حاصل نہیں ہو پاتی اور آپ ﷺ کے نزدیک روح اور الہی وصال و ملاپ کا ایک ایسا سر بستہ راز ہے جسے ماسوائے حصول عشق رسول اللہ ﷺ اور مرشد کامل کی صحیح نگاہ کرم اور نظر تربیت کے اس دروازہ عشق سے گزرے بغیر نہیں پایا جاسکتا۔ عشق رسول کریم ﷺ کے بحر سے گزرے بغیر آگے کوئی راہ بھائی نہیں دیتی اور جب وہ بتوفیق الہی اس سمندر کی حدود پھلانگ لیتا ہے تو وہاں سے اسے اپنی بشریت کے تمام تقاضوں سے ہاتھ دھونے پڑتے ہیں تبھی اسے مقام وحدت پر رسائی حاصل ہوتی ہے۔

## عشق حقیقی

حضرت چل سرمست رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عشق حقیقی ایک ایسی شے ہے جس کی

تجلیات اور جلوہ نمایاں اور رعنائیاں عاشق بن کر ظہور ہوتی ہیں اور معشوق بن کر اپنی طرف اس طرح کھینچتی ہیں کہ انسان ماسوائے مالک حقیقی کے کسی اور کا نہیں رہتا اور یہی وہ راز و نیاز، سوز و ساز ہوتے ہیں جس سے ایک عاشق پھر سے وصال دیدار الہی کا طلب گار بنتا ہے اور اسی طلب کے سہارے وہ ولایت کے تمام مراتب طے کر سکتا ہے۔

حضرت پچل سرمست رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عاشق الہی کو کن کن راہوں سے گزرنا پڑتا ہے یہ تو اس کا دل ہی جانتا ہے اسے تو نماز عشق ادا کرنا بھی از حد مشکل نظر آتا ہے کیونکہ اس کے لئے اسے اپنے خون جگر سے وضو کرنا پڑتا ہے اور اپنے جسم کے ایک ایک ریشہ کو محو دیدار الہی کرنا پڑتا ہے ایسے میں اس کی زبان سے کوئی لفظ یا حرف نہیں نکلتا نہ ہی اس کے ہونٹ ہلتے ہیں نہ ہی کسی قسم کا ذکر فکر ان کے ہونٹوں سے جاری رہتا ہے اس وقت ان کی حالت دیدنی ہوتی ہے اور حسن کی تابانیاں نماز عشق کوئی چاشنی عطا کرتی ہے

## دنیا مسافر خانہ ہے

ایک مرتبہ حضرت میاں محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ کے برادر مفضل الہی نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو سردیوں میں سرد پانی سے وضو کرتے ہوئے دیکھ کر اپنی مرضی سے ایک بڑا حمام جس میں غسل کے واسطے بھی گرم پانی کافی میسر ہو سکے امرتسر سے منگوا کر دربار شریف لا کر حاضر کیا۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حمام کو دیکھا تو نہایت ناراضگی کا اظہار کیا اور ارشاد فرمایا کہ تمہارا یہ خیال ہے کہ مجھ کو ایسے سامان تکلف اور زیبائش کے میسر نہیں آسکتے۔

حضرت میاں محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں محتاج نہیں ہوں بلکہ میں فقیر ہوں اور فقیر کے واسطے یہ دنیا مسافر خانہ ہے اور یہ سامان جس کو تم قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہو فقیر کی نظر میں اس کی کوئی قیمت نہیں ہے۔ ایک مرتبہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مریدوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ فقیری تو بہت دور کی منزل ہے لیکن اس عاجز و فقیر کی نظر میں خاک اور زر برابر ہیں۔

## مرشد کامل کے اوصاف

مرشد کامل کون ہوتا ہے اور اس کے کیا اوصاف ہوتے ہیں؟ اس شے کو پانا راہ حق تلاش کرنے والوں کے لئے لازم ہے۔ مرشد کامل کی چار علامت بیان کرتے ہوئے حضرت میاں محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اول قبیح شریعت ہو، کسی شیخ کامل کی صحبت میں رہ کر سلوک تمام کر کے منازل قرب و وصال فنا فی اللہ اور بقا باللہ طے کر چکا ہو۔ دوم جب ان کی صحبت میں بیٹھو کم از کم اس وقت کے لئے دل میں اللہ تعالیٰ عزوجل کی جانب رجوع پیدا ہو۔ سوم ان کے مریدین کو دیکھنا چاہئے کہ ان میں کیا اثر پیدا ہوتا ہے۔ یہ بھی دیکھنا چاہئے کہ ان کی نسبت لازم ہے یا متعدد دی وہ صرف اپنے لئے کامل ہے یا دوسروں کی ہدایت کا کام بھی اس کے سپرد ہوا ہے۔ چہارم فرائض، سنن، نوافل، عبادات کی بجا آوری اور محرکات یعنی حرام کاموں سے اجتناب اور جائز و ناجائز کاموں میں تمیز کر سکتا ہو۔

## مرشد کامل کی عظمت

ایک مرتبہ حضرت میاں محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ سے مرشد کامل کی عظمت کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مرشد کامل کی یہ عظمت ہوتی ہے کہ مرید کو دین اور دنیا میں خوشحال اور اس سے بے نیاز کر دیا ہے۔ اسے غم روزی سے آزادی دلاتا ہے۔ یہی نہیں بلکہ اگر بندہ روحانی بیماریوں کا شکار ہو تو ان عوارض سے بھی انہیں بچاتا ہے۔ مرشد کامل ایسا ہوتا ہے کہ وہ اپنے مرید کی دنیا اور دین دونوں پر توجہ دیتا ہے سب سے پہلے وہ اللہ تعالیٰ کے طالب کو اس دنیا کے جھمیلوں، مزاحمتوں اور آلائشوں سے بچاتا ہے۔ مرشد کامل کو ظاہری اور جسمانی طور پر اپنے مرید اور طالب حق سے دور اور غیر مرنی ہوتا ہے لیکن اپنے مرشدانہ ہدایت کے باوصف کبھی مرید سے نہ تو دور ہوتا ہے اور نہ مرید کی نظروں سے اوجھل ہوتا ہے۔ وہ طالب حق کو جلد ہی معرفت سے ہمکنار کر دیتا ہے۔ مرشد اپنے مرید کو محبتوں



مشقتوں، مراقبوں، چلوں اور مجاہدوں میں نہیں ڈالتا بلکہ اپنی نظر کرم سے تمام مراحل طے کرا دیتا ہے اور طالب کو مغفرت الہی میں پہنچا دیتا ہے۔ مرید کے لئے مرشد کا تصور بحوالہ رشد و ہدایت، خدا شناس اور حق نماز ہی ہوتا ہے اس لئے مرید صادق رات دن تصور شیخ میں ہی رہتا ہے چونکہ مرشد کامل صاحب عین حیاتی ہوتا ہے اس لئے وہ فتانی اللہ ہو کر بقاء باللہ کا اہل ہو جاتا ہے اور مرید کے روم روم میں اپنا بسیرا کرتا ہے اور یہی اس کی شان نزالی ہے۔

## چوروں کو قطب بنا دیا

حضرت میاں محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ پیران پیر حضرت میراں محی الدین شیخ سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں اپنی عقیدت کا اظہار یوں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے پیران پیر رحمۃ اللہ علیہ کو خاص الخاص عزت عطا کی ہے اور پیران پیر رحمۃ اللہ علیہ اللہ تعالیٰ کے انتہائی قریب و عزیز ہیں اس لئے میں بھی دوسروں کی طرف یہ آس لگائے بیٹھا ہوں کہ مجھ بے انتہا گنہگار اور پاپی شخص پر آپ رحمۃ اللہ علیہ نظر کرم فرمادیں گے جس طرح کہ لاکھوں لوگ بلا مانگے ہی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے در سے خیر پاتے ہیں۔ دین اور دنیا آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھوں میں ہی اللہ عزوجل نے دے رکھی ہے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کا ہاتھ روکنے والا کوئی بھی نہیں ہے۔ مراد یہ کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا تصرف بے پناہ ہے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے چوروں کو قطب بنا دیا ہے۔ میں بھی گنہگار چور ہوں اور میرے اوپر نظر رحمت فرمادیں۔

## اتباع سنت سے روگردانی

حضرت میاں محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ سے اتباع سنت کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جن لوگوں نے ظاہری شرع یعنی راہ صراط مستقیم پر چلنا چھوڑ دیا اور اتباع سنت سے روگردانی کی تو ان کو نہ تو کوئی منزل ہے اور نہ ہی وہ سچے عاشق اور محبت الہی ہیں کیونکہ جس طرح کلرز دہ زمین پر کبھی بھی کوئی پودا نہیں اگا کرتا اسی طرح شرع ظاہری پر

عمل کئے بغیر شرع حقیقت ہاتھ نہیں آتی بلکہ ذلت و خواری کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ جب تک انسان شرع ظاہری کا دامن نہیں تھامے گا اور اتباع سنت رسول اللہ ﷺ نہیں کرے گا تب تک وہ روزِ محشر شفاعت رسول اللہ ﷺ کا حقدار نہیں بنے گا اور نہ ہی اسے بخشش کا وسیلہ اور سہارا ملے گا۔

## تصوف کی حقیقت

حضرت میاں محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تصوف درحقیقت اس روحانی شغل کا نام ہے جس کے ذریعے عاشق الہی اپنے نفس یا خودی کو فنا کر کے اللہ عزوجل سے وصال کر کے بقا حاصل کرتا ہے۔ انسانی زندگی کا جو مقصد اللہ عزوجل نے متعین فرمایا ہے اس کے مطابق انسان نفس، حواس اور عقل و فرد کے دائرے سے اوپر اٹھ کر ایک ایسی خاص روحانی کیفیت میں پہنچ جائے جیسی اسے دنیا میں نظر آرہی ہے کثرت کے پردے میں نہاں ایک وناتی، محیط کل وحدت کا علم ہو جائے اور اس کی روح وقت اور مقام کی بندشوں سے اوپر اٹھ کر لطافت میں داخل ہو کر قرب الہی و دیدار الہی سے تخلیقی مراحل سے پہلے کے عرصہ کی طرح یکجائی پا جائے۔ لیکن تصوف کا یہ مشکل ترین اور دشوار راستہ مرشد کامل کے بغیر ہرگز طے نہیں ہو سکتا۔

حضرت میاں محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مرشد کامل ہی وہ واحد ہستی ہوتی ہے جو طالب اور سچے سالک کو صراطِ مستقیم یعنی سلوک کی منازل سے روشناس کروا کر اس آسانی سے گزرنے کا طریقہ بتلاتا ہے اور تربیت روحانی کے ذریعے اسے اس کی حقیقی منزل سے ہمکنار کرواتا ہے۔

حضرت میاں محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تصوف ایک ایسا دریا ہے جس میں سفر کیلئے مرشد کامل کی شکل میں ایک ملاح کی ضرورت ہوتی ہے۔ مرشد بحر حیات کی لہروں میں پھنسی بے بس روح کو پار لگانے والا ملاح ہے۔ وہ ہجر کے درد میں مبتلا مریض کا علاج

کرنیوالا ماہر طبیب ہے۔

## عشق الہی میں قوت برداشت

حضرت میاں محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عشق کی منازل طے کرنا آسان کام نہیں ہے اس کیلئے بے پناہ مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے تب ہی جا کر عاشق منزل مقصود پر پہنچ کر اس کا اجر پاتا ہے۔ عشق میں اگر صبر و تحمل، قوت برداشت نہ ہو تو اس سے کچھ حاصل نہیں ہوتا اور زندگی بے معنی ہو جاتی ہے۔ عشق الہی کی تپش جب دل کے اندر اپنی تپش سے سوز زیادہ کرتی ہے تو عاشق کا دل پگھل کر موم کی مانند ہو جاتا ہے اور اس کی طبع موم کی مانند حلیم اور متواضع بن جاتی ہے۔ اگر ایسا نہ ہو اور دل کے اندر سچائی کی بجائے خود غرضی پیدا ہو جائے تو ایسے عاشق کا دل پتھر کا پتھر ہی رہ جاتا ہے اور پھر ایسا عاشق، عاشق کہلوانے کے لائق نہیں رہتا۔

## دل خود بخود ذاکر بن جائے گا

حضرت شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ طالب حق کو چاہئے کہ نمازِ شام کے بعد مکمل طہارت کے ساتھ قبلہ رخ ہو کر مربع شکل میں بیٹھ کر آنکھیں بند کر کے اور ہاتھوں کو زانوں پر رکھے اور دائیں پاؤں کے انگوٹھے اور انگلی سے بائیں پاؤں کی رگ قیاس کو مضبوطی سے پکڑے جس سے حرارت پیدا ہو کر تصفیہ کا باعث بنے اس سے دل کی چربی جو خناس کی آرام گاہ ہے پگھل جاتی ہے اور دوسو سے کم ہو جاتے ہیں۔ پھر سب دنیاوی خیالات دور کر کے دل و زبان سے ذکر شروع کرے۔ ذکر سے پہلے درود شریف تین مرتبہ اور لا حول و لا قوۃ الا باللہ بلند آواز سے شروع کرے۔ اس ذکر سے تصفیہ و تزکیہ نفس حاصل ہوتا ہے اور اس کی ہمیشگی سے دل زندہ ہوتا ہے اور خواب و بیداری میں آوازِ ذکر محسوس ہوتی ہے۔ عمر دراز ہونے کے علاوہ محبت الہی کا جوش پیدا ہوتا ہے اور

اس ذکر کا طریقہ یوں فرمایا کرتے تھے کہ جب سانس اندر آئے تو لا الہ اور جب سانس باہر آئے تو لا اللہ کو زبان کی بجائے سانس سے کہے بلکہ زبان تالو سے چپکادی جائے تاکہ حرکت نہ کر سکے۔ ان کلمات کی ابتداء اور انتہاء ناف سے کرے۔ ہر وقت اس ذکر کو جاری رکھنے سے دل خود بخود نچوڑا کر بن جائے گا۔

## امور شریعت اور قرآن کی ادائیگی میں کوتاہی نہ برتو

حضرت خواجہ فقیر محمد چودا ہی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مریدین کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے تھے کہ اپنے باطن کو صاف کر لو کیونکہ مرنے کے بعد نجات محض باطنی اعمال کی بدولت ہے اور اپنے باطن کے ساتھ ساتھ اپنے ظاہر کا بھی خیال رکھو اور امور شریعت اور قرآن کی ادائیگی میں کوتاہی نہ برتو۔

## تنہائی میں ہمارا دل نہیں لگتا

حضرت غوث علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ بچپن میں اپنے بھائی انوار الحسن رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ گھر کے صحن میں کھیل رہے تھے کہ انہیں اپنے سر کے اوپر آہٹ محسوس ہوئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے آسمان کی جانب نگاہ دوڑائی تو حیران رہ گئے کہ آسمان سے ذر ذر برق کپڑوں میں بلوں سواروں کا ایک دستہ زمین پر اترا اور اس نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بھائی کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ آؤ۔ پھر دیکھتے ہی دیکھتے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بھائی انوار الحسن رحمۃ اللہ علیہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو تنہا چھوڑ کر ان گھڑ سواروں کے ہمراہ آسمان کی جانب چلے گئے۔ آسمان پر اس وقت بادلوں کے ٹکڑے تیر رہے تھے وہ گھڑ سوار اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بھائی انہی بادلوں میں غائب ہو گئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ماں کو پکارا اور جب والدہ آئیں تو سارا ماجرا ان کے گوش گزار کر دیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ نے بجائے پریشان ہونے کے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ بیٹا! وہ سیر کرنے گیا ہے واپس آ جائے گا اور وہ اس سے پہلے بھی کئی مرتبہ جا چکا ہے۔ اب وہ بڑا ہو چکا ہے اور

شیر خوارگی کے زمانے میں بھی وہ متعدد بار اس طرح غائب ہو چکا ہے اور پھر بخیر و عافیت واپس آ گیا۔ آپ ﷺ کی والدہ کی بات اس مرتبہ غلط ثابت ہوئے اور انوار الحسن (رضی اللہ عنہ) اس مرتبہ واپس نہ لوٹے۔ آپ ﷺ کے ذہن میں ہر وقت اپنے بھائی کی شبیہ رہتی۔ ایک روز حضرت غوث علی شاہ ﷺ نے والدہ سے دریافت کیا کہ آپ ﷺ نے تو کہا تھا کہ بھائی اکثر غائب ہو جاتے ہیں اور پھر واپس آ جاتے ہیں مگر اس مرتبہ وہ واپس نہیں آئے؟

والدہ نے جواب دیا کہ وہ ہر جمعہ کی شب میرے پاس چھپ کر آتا ہے اور مجھ سے مل کر چلا جاتا ہے۔ میں نے اس سے کہا تھا کہ وہ اپنے والد سے بھی مل لیا کرے وہ اسے دیکھنے کی آرزو رکھتے ہیں۔ اس نے جواب دیا کہ آج میں حاضر ہوں آپ ﷺ والد بزرگوار کو بھی بلا لیں۔ پھر میں نے تمہارے والد کو بلایا تو وہ انوار الحسن (رضی اللہ عنہ) سے بولے کہ تم نے تو اپنی صورت دکھانا بھی چھوڑ دی ہے تو اس نے کہا کہ والد بزرگوار آپ ﷺ اپنی آنکھیں بند کریں تاکہ میں آپ ﷺ کو اپنا ٹھکانہ دکھا سکوں۔ پھر ہم نے اپنی آنکھیں بند کر لیں اور انوار الحسن (رضی اللہ عنہ) کے کہنے پر دوبارہ کھولیں تو ہمیں ایک خوبصورت باغ نظر آیا جہاں ہر جانب نہریں اور لہلہاتا ہوا سبزہ تھا وہاں پھولوں اور میوہ جات سے لدے ہوئے درخت تھے خوش الحان پرندے نغمہ سرا تھے۔

ہم سات روز تک اس باغ میں رہے مگر ہمیں اس باغ کی نہ ہی ابتداء ملی اور نہ ہی انتہاء ہمیں جب بھوک لگتی تو ہم میوے کھا لیتے، پیاس لگتی تو نہروں کا پانی پی لیتے۔ آٹھویں روز انوار الحسن (رضی اللہ عنہ) مسکراتا ہوا آیا اور بولا کہ آپ نے دیکھ لیا کہ میں کہاں رہتا ہوں؟ تمہارے والد نے اس سے کہا کہ ہاں! ہم نے دیکھ لیا مگر اب تم ہمیں واپس چھوڑ آؤ کیونکہ تنہائی میں ہمارا دل نہیں لگتا۔ چنانچہ انوار الحسن (رضی اللہ عنہ) نے ہمیں آنکھیں بند کرنے کو کہا اور جب ہم نے آنکھیں کھولیں تو ہم دوبارہ اپنے گھر موجود تھے اور جس دن وہ ہمیں لے کر گیا تھا وہی دن اور وہی تاریخ تھی۔

## دوسروں کو تماشا بناؤ

حضرت غوث علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے اولیائے عظام رحمۃ اللہ علیہم سے فیض حاصل کرنا شروع کیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ اس دوران ایک سنیا سی کے پاس بھی گئے اور اس سے جڑتالی کی مشق سیکھی۔ اس شغل میں ظاہری جو اس مفقود ہو جاتے ہیں اور روح دماغ میں سمٹ آتی ہے۔ آدمی جس خیال میں گم ہوتا ہے اسی خیال میں بیٹھا رہتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک روز جڑتالی کی مشق ختم کرنے کے بعد سوچا کہ دیکھتا ہوں کہ اس کا اثر دوسروں پر بھی ہوتا ہے یا نہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے وہ مشق اپنے بھائی کو کروائی جس سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا بھائی بے ہوش ہو گیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جب بھائی کو بے ہوش ہوتے دیکھا تو پریشان ہو گئے کیونکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اس کو زائل کرنا نہیں آتا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ کو جب خبر ہوئی تو وہ گھبرائی ہوئی آئیں اور فسوس سے بولیں کہ ایک تو چلا گیا تھا اب دوسرا بھی چلا گیا۔ لوگ سمجھنے لگے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی وجہ سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا بھائی مر گیا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ نے دہی کا ایک پیالہ لا کر بے ہوش بھائی کے سامنے گرا دیا تھا تاکہ اگر کوئی پوچھے تو کہیں کہ دہی کھائی اور قے کر کے مر گیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ گھبرائے ہوئے اس سنیا سی کے پاس گئے اور سارا ماجرا اس کے گوش گزار کیا۔ سنیا سی نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو سرزنش کرتے ہوئے کہا کہ میں نے تمہیں یہ عمل اس لئے نہیں سکھایا تھا کہ تم دوسروں کو تماشا بناؤ۔ پھر وہ سنیا سی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ گھر آیا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بھائی کی سرکی مشکیں چھڑوائیں۔ تیسری مشک پر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بھائی کو ہوش آ گیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بھائی سے بے ہوشی کی کیفیت دریافت کی تو انہوں نے کہا کہ میں تم سب کو پکار پکار کر کہہ رہا تھا کہ گھبراؤ نہیں میں زندہ ہوں اور کنویں میں پڑا ہوں مجھے باہر نکالو۔

## معاملہ فہم

حضرت غوث علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ دورانِ سفر منڈ اور پنچے اور کچھ عرصہ وہاں قیام کیا۔

منڈ اور میں قیام کے دوران ایک عجیب واقعہ پیش آیا۔ منڈ اور میں ایک شخص کا انتقال ہو گیا اور اس نے وصیت کی کہ میرے پسماندگان میں میری دو بیٹیاں ہیں جب تک حضرت امام مہدی عجیبتہ اللہ کا ظہور ہوگا تب ان دونوں لڑکیوں کی شادی کی جائے۔ لڑکیاں جوان اور شادی کے قابل تھیں اس لئے عزیز واقارب پریشانی کا شکار ہو گئے۔ وہ لوگ حضرت غوث علی شاہ عجیبتہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس عجیب و غریب وصیت کا ذکر کیا۔ ان لوگوں میں وہ بیوہ بھی تھی جس کی دونوں بیٹیاں تھیں۔ حضرت غوث علی شاہ عجیبتہ اللہ نے تحمل سے پورا واقعہ سنا اور ان لڑکیوں کی ماں کو مشورہ دیا کہ شریعت میں بیک وقت دو بہنوں کی شادی ایک مرد سے جائز نہیں ہے۔ چنانچہ بہتر یہ ہوگا کہ ایک لڑکی کی شادی کر دو۔ آپ عجیبتہ اللہ کے مشورے کے تحت ایک بیٹی کی شادی کر دی گئی۔ جب یہ مرحلہ طے ہو گیا تو حضرت غوث علی شاہ عجیبتہ اللہ نے پھر مشورہ دیا کہ امام مہدی عجیبتہ اللہ کا ظہور نجانے کب ہو؟ ممکن ہے کہ امام مہدی عجیبتہ اللہ کے ظہور تک اس کی عمر وفات نہ کرے لہذا مناسب یہی ہے کہ اس کی بھی شادی کر دو اور اس کی اولاد میں سے جو لڑکی امام صاحب عجیبتہ اللہ کے زمانہ میں ہوگی اس کی شادی ان سے کر دی جائے گی۔ یہ مشورہ بھی سب کو پسند آیا اور اس طرح دوسری لڑکی کی بھی شادی ہو گئی۔

## خود تو عمر بھر گولریاں کھائیں

### اور ہمیں بھوک نے مار رکھا ہے

حضرت غوث علی شاہ عجیبتہ اللہ جب پہلی مرتبہ کلیر شریف گئے تو حضرت صابر کلیری عجیبتہ اللہ کی درگاہ میں ایک سال تک قیام کیا۔ یہاں پر آپ عجیبتہ اللہ کو حضرت صابر کلیری عجیبتہ اللہ سے روحانی فیض حاصل ہوا۔ ایک مرتبہ حضرت غوث علی شاہ عجیبتہ اللہ کچھ دنوں سے فاقے سے تھے۔ نفاہت اور ناتوانی نے ان کی جان سلب کر رکھی تھی۔ آپ عجیبتہ اللہ نے

حضرت صابر کلیری رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر گویا ہوتے ہوئے کہا کہ حضور! آپ رحمۃ اللہ علیہ نے خود تو ساری عمر گولیاں کھائیں اور ہمیں بھوک نے مار رکھا ہے۔ یہ کہنا تھا کہ ایک خادم پاس آیا اور معذرت کے ساتھ کھانے کا خوان رکھ کر چلا گیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہونٹوں پر تبسم پھیل گیا۔

## اگر ہم ہمہ اوست کہیں تو طلب کس کی کریں؟

کرت پور سے حضرت غوث علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ بریلی شریف پہنچے اور شاہ نیاز بے نیاز رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کی۔ حضرت غوث علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے کچھ عرصہ ان کے پاس قیام کیا۔ ایک روز حضرت شاہ نیاز بے نیاز رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا کہ آپ ہمہ اوست کیوں نہیں کہتے؟ حضرت غوث علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

”جو لوگ یہ کہتے ہیں وہ قالی اور خالی ہیں جو حالی ہیں وہ یہ نہیں کہتے۔

ہم ٹھہرے طالب علم اگر ہم ہمہ اوست کہیں تو طلب کس کی کریں؟“

حضرت شاہ نیاز بے نیاز رحمۃ اللہ علیہ یہ سن کر خاموش ہو گئے۔ مگر ان کے ایک خلیفہ نے حضرت غوث علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ ہمارے حجرے میں چلے ہم آپ کو توجہ دیتے ہیں۔ حضرت غوث علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ ان کے ساتھ حجرے میں چلے گئے۔ وہ انہیں توجہ دینے بیٹھ گئے۔ اچانک حضرت غوث علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:

”شاہ صاحب! اس وقت تو آپ بالکل حضرت شاہ نیاز بے نیاز رحمۃ اللہ علیہ

معلوم ہو رہے ہیں۔“

حضرت شاہ نیاز بے نیاز رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ نے فوراً استغفر اللہ پڑھنا شروع کر دیا اور کہا کہ ذرے کو آفتاب سے کیا نسبت؟ حضرت غوث علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ بولے:

”سبحان اللہ! آپ خدا بننے کے لئے تیار ہیں مگر شاہ نیاز رحمۃ اللہ علیہ

نہیں بن سکتے۔ بھلا ایسے شخص کی توجہ کس کام کی جو کبھی خدا بن بیٹھے

اور کبھی بندے کا بندہ۔“



## سلطنت کا تاج

حضرت غوث علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ سنبھل آئیو وہاں غلام حسین نامی ایک شخص نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو پہچان لیا اور پوچھا کہ آپ حضرت حبیب اللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے مرید غوث علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں؟ حضرت غوث علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس بات میں سر ہلا دیا اور کہا کہ ہاں! مجھے یہ شرف حاصل ہے۔ غلام حسین نے خوش ہو کر کہا کہ میں بھی انہی کا مرید ہوں اور مدت سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تلاش میں تھا۔ حضرت نے وصال کے وقت فرمایا تھا کہ غوث علی (رحمۃ اللہ علیہ) ہمارے پرانے رفیق اور دوست ہیں۔ وہ آوارہ گرد آدمی ہیں کبھی اس طرف آنکلیں تو ان کی خاطر مدارت کرنا۔ غلام حسین نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بڑی خدمت کی اور شہر بھر میں چرچا کروا دیا کہ حضرت حبیب اللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے خلیفہ آگئے ہیں جن کے متعلق حضرت نے وصیت فرمائی تھی۔ یہ چرچا سن کر حضرت حبیب اللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے مرید جوق در جوق حضرت غوث علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آنے لگے۔ ان کو تواضع کا عظیم الشان اہتمام کیا گیا۔ چند روز کے بعد ادنیٰ و اعلیٰ مجتمع ہو کر جلوس کی شکل میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پہنچے اور مودبانہ درخواست کی کہ حضرت! پگڑی باندھ لیجئے۔ حضرت غوث علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے کچھ توقف کے بعد ان سے پوچھا: سچ بتاؤ عزیزو! شاہ صاحب نے ہماری نسبت کیا لفظ فرمایا تھا؟ مرید یا رفیق؟ لوگوں نے بیک زبان ہو کر کہا کہ سید! انہوں نے رفیق کہا تھا۔ حضرت غوث علی شاہ نے فرمایا کہ حقیقت یہ ہے کہ ہم ان کے مرید ہیں اور جہاں تک رفیق ہونے کا سوال ہے کیا ایسا ممکن ہے کہ یہ بات ہم نے روٹیوں کی خاطر خود ہی مشہور کروادی ہو؟ لوگوں نے کہا کہ حضور یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ حضرت غوث علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اچھا تم لوگوں کا اپنے بارے میں کیا خیال ہے؟ تم لوگ فقیر ہو یا دنیا دار؟ لوگوں نے اعتراف کیا کہ وہ دنیا دار ہیں۔ حضرت غوث علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے لوگوں سے پوچھا: تمہاری ہمارے متعلق کیا رائے ہے؟ کیا ہم فقیر ہیں یا دنیا دار؟ سب نے مل کر کہا کہ ہم آپ رحمۃ اللہ علیہ کو فقیر سمجھتے ہیں۔ حضرت غوث علی شاہ

ﷺ نے فرمایا: تعجب کی بات ہے کہ ہم فقیر ہو کے دنیا داروں کے ہاتھوں سے پگڑی باندھیں البتہ اگر شاہ صاحب قبلہ ﷺ حیات ہوتے اور اپنے مبارک ہاتھوں سے جوتیاں بھی ہمارے سر پر رکھ دیتے تو ہم ان کی جوتیاں اپنے لئے سلطنت کا تاج سمجھتے۔

## اہل طریقت کے ظاہری اعمال

ایک مرتبہ حضرت غوث علی شاہ ﷺ سے وضو، غسل، نماز، روزے، حج، تفرید و تفرید اور توبہ کے متعلق سوال کیا گیا۔ پوچھنے والے نے پوچھا کہ اہل طریقت کے نزدیک ان ظاہری اعمال سے کیا مراد ہے؟ حضرت غوث علی شاہ ﷺ نے جواب دیا:

”شریعت میں یہ اعمال اس طرح بتائے گئے ہیں وہ ان کی صورت ہے اور طریقت میں ان اعمال کی حقیقت مقصود ہوتی ہے۔ مثلاً وضو ظاہر میں حدثِ اصغر سے بچاؤ ہونا ہے اور باطن میں غیر اللہ سے قلب کی تطہیر ہونا۔ غسل ظاہر میں حدثِ اکبر سے طہارت حاصل کرنا ہے اور باطن میں شرک اور دوئی سے نجات پانا اور توحید کے دریا میں غوطہ لگانا۔ اسی طرح طریقت میں نماز وہ ہے جس کی مسجد تسلیم کے مقام میں ہے اور ابروئے یار کی طاق جس کی قبلہ گاہ ہے۔ روزہ اندیشوں اور خطرات سے دل کی حفاظت کرتا ہے تاکہ پھر حق کے مشاہدے سے افطار ہو۔ حج اپنے آپ سے سفر کرنا اور خود فراموشی ہے اور اپنے کام کے آغاز کی طرف قدم اٹھانا ہے۔ تفرید کا مطلب ہے بالکل فارغ اور احباب و اعزاسب سے آزاد ہو جانا۔ تفرید کے بعد تفرید لازم ہے یعنی آخرت تک سے بے نیاز ہو جانا۔ توبہ کا مطلب ہے تمام سے گزر جانا۔ کیا جنت، کیا دوزخ، سب کو فراموش کر کے وحدت کے دریا میں غرق ہو جاتا ہے۔“

## مرشد کی ضرورت

ایک مرتبہ ایک شخص نے حضرت غوث علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا کہ یہ بات تو مسلم ہے کہ ہر امر تقدیر الہی سے وابستہ ہے۔ پھر آدمی کو کسی مرشد کی ضرورت کیوں ہے؟ مرشد مقدر کے معاملے میں کیا تصرف کر سکتا ہے؟ حضرت غوث علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

”یہ درست ہے کہ مرشد مقدر کے معاملات میں تصرف نہیں کر سکتا

لیکن ایک باخبر مرشد کی تدبیر بھی تقدیر کے برابر ہوتی ہے اور طالب کو

تقدیر کی غایت تک پہنچا دیتی ہے۔“

اس کے بعد اس سلسلے میں ایک واقعہ بیان کیا کہ کسی شہر میں ایک امیر کبیر شخص رہتا

تھا۔ اس کے مکان میں ایک درویش بھی رہتے تھے۔ امیر کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا۔

درویش نے تقدیر کے فرشتے سے اس کی تقدیر دریافت کی۔ معلوم ہوا کہ اس کے تھان پر

ہمیشہ ایک گھوڑا بندھا رہے گا۔ اس لڑکے کے بعد امیر کے ہاں دوسرا لڑکا پیدا ہوا۔ معلوم ہوا

کہ یہ چڑی مار ہوگا۔ پھر اس کے ہاں لڑکی پیدا ہوئی۔ اس کے متعلق معلوم ہوا کہ وہ طوائف

ہو جائے گی اور بازار جا کر بیٹھے گی اور ہر رات ایک نہ ایک مرد اس کے پاس رہے گا۔

درویش وہاں سے چلے گئے اور ایک مدت بعد دوبارہ اس شہر میں پہنچے۔ معلوم ہوا کہ امیر تباہ

ہو چکا ہے اور اس کا بڑا لڑکا سرکاری سواروں میں پانچ روپے کا نوکر ہے۔ دوسرا لڑکا چڑی مار

ہے اور لڑکی بازار کی زینت بنی ہوئی ہے۔ درویش بڑے لڑکے کے پاس پہنچے۔ بڑا لڑکا خود

محتاج تھا مگر حتی المقدور درویش کی مہمان داری کرتا رہا۔ چند روز بعد درویش نے اس سے کہا

کہ تو نوکری چھوڑ دے اور اپنا گھوڑا بیچ دے۔ لڑکے کو طرح طرح کے اندیشے پیدا ہوئے

لیکن وہ درویش کا معتقد تھا اس لئے اس کے کہنے پر عمل کیا اور گھوڑا اچھے داموں بک گیا۔

لڑکے نے درویش کے کہنے سے ایک کم قیمت ٹوخریدا اور اسے بیچ دیا۔ پھر وہ باقاعدہ یہ کام

کرنے لگا اور بہت جلد مالاً مال ہو گیا۔ درویش نے اس سے کہا کہ تم یہی کام کرتے رہنا اور

روز خریدنا اور بیچنا تمہارا تھان گھوڑے سے کبھی خالی نہیں رہے گا۔ اس کے بعد وہ درویش دوسرے لڑکے چڑی مار کے پاس پہنچے اور اس سے اس کی کیفیت دریافت کی اور کہا کہ اب تم جس وقت شکار کے لئے جاؤ ہمیں بھی ساتھ لے جانا۔ دوسرے روز دونوں جنگل میں پہنچے۔ لڑکے نے جال لگایا۔ درویش نے کہا کہ معمولی چڑیوں کی پرواہ نہ کرنا۔ جب تک جال میں کوئی شہباز نہ پھنسے جال نہ کھینچنا۔ وہ بولا میری تقدیر ایسی کہاں؟ یہاں تو یہ حال کہ صرف دو آنے روز کے مل جاتے ہیں اور وہ بھی غنیمت ہیں۔ درویش نے کہا کہ میں تم سے جو کہہ رہا ہوں وہ کرو۔ اس اثناء میں معمولی معمولی پرندے آئے اور نکل گئے۔ آخر صبح سے شام ہو گئی۔ شام کے وقت اچانک ایک شہباز جال میں آن پھنسا۔ لڑکا بہت خوش ہوا۔ بازار لے جا کر شہباز بیچا تو پورے سوروپے ملے۔ درویش نے نصیحت کی کہ یاد رکھو! جب تک تمہارے جال میں شہباز نہ پھنسے مطمئن نہ ہونا اور چھوٹے موٹے جانور پکڑنے سے توبہ کر لو۔ لڑکے نے اس نصیحت پر عمل کیا اور چند ہی روز میں انتہائی خوش حال ہو گیا۔ اس کے بعد درویش لڑکی کے پاس پہنچے کہ دیکھو آج کی رات یہ طے کر لو کہ جب تک تمہارا کوئی امیدوار تمہیں رات کے سوروپے نہ دے اسے منہ نہ لگانا۔ لڑکی بولی میری اوقات محض چند ٹکوں کی ہے بھلا مجھے کون سوروپے دے گا؟ درویش بولا! پہلے سے مایوس ہو کر بیٹھ جانا گناہ ہے تم تجربہ کر کے تو دیکھو۔ لڑکی نے ان کی بات مان لی۔ شام سے مرد آنا شروع ہو گئے۔ جو بھی آیا لڑکی نے اس سے سوروپے طلب کئے۔ لوگ یہ کہہ کر واپس جاتے رہے کہ تیری عقل خبط ہو گئی ہے مگر لڑکی اپنے مطالبے پر جمی رہی۔ آخر آدھی رات کے قریب ایک شخص آیا اور اس نے سوروپے دینا منظور کر لیا۔ اس کے بعد بے لڑکی نے ہمیشہ کے لئے یہی اصول اپنا لیا اور بہت جلد ایک مال دار عورت ہو گئی۔

خاکستر خوشبو اور بدبودونوں چیزیں ڈھانپ لیتی ہے

حضرت غوث علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا کہ فقیر کی کیا علامت ہے؟ آپ

ﷺ نے فرمایا:

”خاکستر ہونا جس طرح خاکستر خوشبو اور بدبودونوں چیزیں ڈھانپ لیتی ہے اسی طرح فقیر بھی لوگوں کے عیب و صواب اور نیک و بد پر نظر نہیں کرتا۔“

## یقین کا بیان

کسی نے حضرت غوث علی شاہ ﷺ سے یقین کے بارے میں پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ یقین کی تین اقسام ہیں۔ علم یقین، عین یقین اور حق یقین۔ دیکھو سامنے جو گھڑا ہے تم اس کی صورت دیکھ کے سمجھ سکتے ہو کہ اس میں پانی ضرور ہے جو صاف سفید اور سیال ہے اور جو پیاس رفع کرتا ہے یہ علم یقین ہے۔ لیکن جب تم گھڑے کا ڈھکن اٹھا کر اپنی آنکھ سے صاف سفید اور سیال پانی دیکھ لو گے تو یہ عین یقین ہوگا۔ پھر جب تم گھڑے سے پانی انڈیل کے پی لو گے تو تم میں اور پانی میں کوئی واسطہ کوئی حجاب باقی نہیں رہے گا۔ تمہاری اور اس کی حقیقت واحد ہو جائے گی یہ حق یقین ہے۔“

## خلوت کی کیفیت دولہا دلہن کے سوا کسی کو معلوم نہیں

کسی نے حضرت غوث علی شاہ ﷺ سے دریافت کیا کہ معرف کا راستہ کس طرح طے کیا جاتا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ مرید معرفت کا راستہ پیر کے وسیلے سے طے کرتا ہے اس کی پیر کو خبر نہیں ہوتی جیسے دولہا دلہن کا ہر کام اعزا اور احبا کرتے ہیں مگر خلوت کی کیفیت دولہا دلہن کے سوا کسی کو معلوم نہیں ہوتی۔

## آپ معافی کس چیز کی مانگ رہے ہیں؟

حضرت غوث علی شاہ قلندر ﷺ کی محفل ایک قلندرانہ محفل تھی۔ سوالی آتے اور

جھولی بھر کے چلے جاتے سیاہ قلب آتے اور اندھیرے سے نکل کر روشنی میں چلے جاتے اہل علم آتے اور عرفان کے موتیوں سے مالا مال ہو کر واپس لوٹتے حتیٰ کہ جو سائل بھی آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتا وہ ضرور نوازاجاتا۔ ایک روز ایک ضعیف شخص آیا۔ حضرت غوث علی شاہ ﷺ مریدوں سے معرفت کے اسرار پر گفتگو کر رہے تھے۔ ضعیف شخص کچھ دیر تک خاموشی سے ان کی گفتگو سنتا رہا۔ پھر کچھ کہنے کی اجازت لے کر بولا کہ جناب! میں تو آپ کی بڑی تعریفیں سن کر یہاں آیا تھا لیکن آپ تو بالکل خالی ہیں۔ حضرت غوث علی شاہ ﷺ کے ماتھے پر شکن تک نہیں آئی اور بڑے تحمل سے گویا ہوئے کہ حضرت! ہمیں آج تک یہ معلوم ہی نہیں تھا کہ ہم خالی ہیں یا بھرے ہوئے ہیں۔ ہم اپنی زندگی میں بے شمار فقیروں اور بزرگوں کی خدمت میں گئے لیکن کسی نے ہمیں ہمارے بارے میں کچھ نہیں بتایا۔ شکر ہے کہ آج آپ کی زبان سے یہ عقدہ حل ہو گیا۔ وہ شخص وہاں سے اٹھ کر چلا گیا اور حضرت بوعلی قلندر ﷺ کے مزار پر پہنچا اور فاتحہ خوانی کرنے لگا۔ پھر زیادہ وقت نہیں گزرا تھا کہ وہاں سے روتا ہوا دوبارہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور قدموں میں سر رکھ دیا اور کہنے لگا کہ حضور! مجھ سے غلطی ہو گئی مجھے یہ حال معلوم نہیں تھا، میرا قصور معاف کر دیجئے؟ حضرت غوث علی شاہ ﷺ نے اپنے قدموں سے ہٹاتے ہوئے فرمایا کہ میرے بزرگ! وہ بھی ہمارے متعلق آپ کا خیال تھا اور یہ بھی آپ ہی کا خیال ہے۔ ہم تو جیسے اس وقت تھے ویسے ہی اب ہیں نہ آپ کے انکار سے کچھ کمی ہوئی ہے نہ اقرار سے بیشی ہوئی۔ آپ معافی کس چیز کی مانگ رہے ہیں؟

## ہر چیز سے بے نیاز ہے

راج گڑھ کے نواب نے حضرت غوث علی شاہ ﷺ کو ڈھائی ہزار روپے بطور نذرانہ پیش کئے۔ بعض ارادت مندوں نے آپ ﷺ سے کہا کہ اس سے مکان تعمیر کروا لیجئے اور کسی نے مشورہ دیا کہ زمین خرید لیجئے۔ آپ ﷺ نے ایک ہندو فقیر کا قصہ بیان کیا

کہ اس نے اپنے چوبیس گرو بنائے تھے۔ ان میں سے ایک گرو سانپ تھا۔ سانپ کبھی گھر نہیں بناتا جہاں سوراخ پاتا ہے گھس جاتا ہے۔ اس کا دوسرا گرو کتا تھا۔ کتا اپنے مالک کے سوا کسی کے دروازے پر نہیں جاتا۔ تیسرا گورو چیل تھی۔ چیل کو گوشت کا مچا مل جاتا ہے تو دوسری چیلین اور کوئے اس کے پیچھے پڑ جاتے ہیں۔ چیل ناچار گوشت پھینک کر کسی اونچی ٹہنی پر سب سے الگ جا کر بیٹھ جاتی ہے اور حریصوں کا تماشا دیکھتی ہے۔ یہ قصہ سنا کر آپ ﷺ نے کچھ دیر توقف کیا اور کہا کہ ہمیں گھر بار بنانے سے کیا مطلب؟ ہم فقیر آدمی ہیں اور اتنا روپیہ پاس رکھ کر مفت کی بلا اپنے ذمہ کیوں لیں؟ اسے تقسیم کر دو۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت غوث علی شاہ ﷺ نے ساری عمر تجرد میں گزار دی اور ہر چیز سے بے نیاز رہے۔

## ٹوپی کی بہار

پانی پت میں قیام کے دوران حضرت غوث علی شاہ ﷺ ایک مرتبہ عمدہ قسم کی ٹوپی اوڑھے ہوئے تھے۔ کسی شخص نے کہا کہ یہ آپ ﷺ کے سر پر بہت اچھی معلوم ہو رہی ہے۔ حضرت غوث علی شاہ ﷺ نے اسی وقت وہ ٹوپی سر سے اتاری اور اس کے سر پر رکھ دی۔ اس نے پوچھا کہ حضور! یہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم نے اس ٹوپی کی بہار دیکھ لی ہے اب ہم بھی تو دیکھیں کہ یہ واقعی اچھی لگتی ہے یا نہیں؟ ہو سکتا ہے کہ تم ہمیں خوش کرنے کے لئے ایسا کہہ رہے ہو۔ پھر اس کے سر پر ٹوپی کا جائزہ لیتے ہوئے بولے: بے شک یہ تمہارے سر پر بہت اچھی لگ رہی ہے اس لئے اب اسے تم ہی اوڑھو۔ یہ حضرت غوث علی شاہ ﷺ کی قلندرانہ شان تھی کہ وہ ہر عمدہ چیز اور نقدی وغیرہ لوگوں میں تقسیم کر دیتے تھے۔

## جب دل بہکتا ہے تو ستر بہکتا ہے

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی ﷺ بچپن ہی سے تقویٰ طہارت اتباع سنت پاکیزہ اخلاق اور حسن و سیرت کے اوصاف سے مزین ہو چکے تھے۔ ساڑھے تین

برس کی عمر میں صرف ایک نیچا کرتہ پہنے ہوئے باہر سے دولت خاں کی جانب تشریف لے جا رہے تھے کہ سڑک پر ایک گاڑی میں کچھ طوائفیں بیٹھی ہوئیں کسی رئیس کی تقریب میں گانے بجانے کے لئے جا رہی تھیں۔ اُن کا سامنا ہوتے ہی فوراً آپ ﷺ نے کرتے کا دامن اٹھا کر آنکھوں پر رکھ لیا۔ یہ واقعہ دیکھ کر وہ طوائفیں ہنسنے لگیں اور پھر ان میں سے ایک بولی۔ واہ میاں صاحب! آنکھوں کو چھپا لیا اور ستر کھول دیا۔ آپ ﷺ نے انہیں برجستہ جواب دیا:

”جب نظر بہکتی ہے تب دل بہکتا ہے اور جب دل بہکتا ہے تو ستر بہکتا ہے۔“

یہ جواب سن کر وہ سب سکتہ کے عالم میں ہو گئیں۔

## فصاحت و بلاغت

ایک مرتبہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی ﷺ مسجد میں تشریف فرما تھے اس وقت آپ ﷺ کی عمر مبارک صرف ساڑھے تین سال تھی۔ ایک صاحب تشریف لائے اور انہوں نے آپ ﷺ سے عربی میں گفتگو کی آپ ﷺ نے عجمی ہونے کے باوجود نہایت فصیح و بلیغ عربی میں اس کے ساتھ کلام کیا مسجد میں موجود حاضرین ایک چھوٹے سے عجمی بچے کو اس طرح عربی میں بات کرتے دیکھ کر حیران و پریشان تھے۔

## بارگاہ رسالت میں حاضری دینے والے کی عزت

جب کوئی حاجی بیت اللہ شریف کا حج کر کے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتا تو اس سے پہلا سوال یہی کیا کرتے کہ کیا حضور رسول کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضری دی؟ اگر جواب ہاں میں ہوتا تو فوراً اس کے قدم چوم لیتے اور اگر جواب ناں میں ہوتا تو پھر اس کی جانب بالکل توجہ نہ فرماتے تھے۔



## اللہی! میں تیرے لئے احمد رضا (رحمۃ اللہ علیہ) لایا ہوں

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد ماجد حضرت مولانا نقی علی خاں رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ مارہرہ شریف حاضر ہوئے اور حضور پر نور سید آل رسول احمدی رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر ۱۲۹۴ ہجری بمطابق ۱۸۷۷ عیسوی میں سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ میں بیعت ہوئے۔ بیعت کے فوراً بعد ہی مرشد پاک نے آپ دونوں حضرات کو خلافت نامہ عطا فرما کر خرقہ مقدسہ سے بھی سرفراز فرمایا۔ حضرت مولانا سید ابوالحسن نوری عرف میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سید آل رسول رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ حضور! آپ رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں تو طویل بامشقت و مجاہدات و ریاضات کے بعد خلافت و اجازت دی جاتی ہے تو پھر اس کی کیا وجہ ہے کہ ان دونوں حضرات کو بیعت کرتے ہی خلافت بھی دے دی گئی ہے؟

حضرت سید آل رسول رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میاں صاحب اور لوگ زنگ آلود اور میلا کچیلادل لے کر آتے ہیں۔ اس کی صفائی کے لئے اور پاکیزگی کے لئے مجاہدات طویل ریاضات شاقہ کی ضرورت پڑتی ہے اور یہ دونوں حضرات صاف ستھرا اور پاکیزہ دل لے کر ہمارے پاس آئے ہیں ان کو صرف اتصال نسبت کی ضرورت تھی اور وہ مرید ہوتے ہی ان کو حاصل ہو گئی۔ مجھے اس بات کی بہت فکر رہتی تھی کہ جب قیامت کے روز اللہ عزوجل فرمائے گا کہ اے آل رسول رحمۃ اللہ علیہ! تو میرے لئے کیا لایا ہے تو میں بارگاہ الہی میں کون سی شے پیش کروں گا۔ لیکن آج میری وہ فکر دور ہو گئی ہے کیونکہ جب اللہ عزوجل پوچھے گا کہ آل رسول رحمۃ اللہ علیہ تو میرے لئے کیا لایا ہے تو میں عرض کروں گا کہ الہی! میں تیرے لئے احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ لایا ہوں۔

## شریعت ہی پر طریقت کا دار و مدار ہے

جب ملحدین فاسقین اور نام نہاد صوفیوں نے جھوٹی طریقت کی آڑ میں شریعت

محمد ﷺ پر حملے کرنے شروع کئے اور شریعت کو طریقت کا مخالف بنانے لگے تو آپ ﷺ نے ان کی شدت سے مخالفت کی اور اس مسئلے کی تمام جزئیات و تفصیلات کو اپنی کتاب ”مقال العرفا“ میں قرآن و حدیث و اقوال علماء صلی باطن سے ثابت کیا کہ شریعت اصل ہے اور طریقت اس کی فرع۔ شریعت منبع ہے اور طریقت اس کے نکلا ہوا دریا۔ طریقت کی جدائی شریعت سے محال و دشوار ہے۔ شریعت ہی پر طریقت کا دار و مدار ہے۔ شریعت ہی اصل کار اور محک و معیار ہے۔ شریعت ہی وہ راہ ہے جس سے وصول الی اللہ ہے۔ اس کے سوا آدمی جو راہ بھی چلے گا اللہ عز و جل کی راہ سے دور پڑے گا۔ طریقت اس راہ روشن کا ٹکڑا ہے۔ اس کا اس سے جدا ہونا محال و ناسزا ہے۔ طریقت میں جو کچھ منکشف ہوتا ہے شریعت مطہرہ ہی کے اتباع کا صدقہ ہے جس حقیقت کو شریعت رد فرمائے وہ حقیقت نہیں بے دینی اور زندقہ ہے۔

## زکوٰۃ فرض نہ ہوئی

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی سخاوت کا یہ عالم تھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے مصارف ضروریہ کے علاوہ تمام مال غرباء و مساکین میں تقسیم فرما دیتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ مجھ پر آج تک زکوٰۃ فرض نہیں ہوئی اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ساری زندگی کبھی اتنا مالی ہی اکٹھا نہ ہوا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ور سے کبھی کوئی سائل خالی واپس نہ لوٹتا تھا۔

## ایمان کو بچاؤ

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اے لوگو! تم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بھولی بھٹریں ہو اور بھٹریے تمہارے چاروں طرف ہیں وہ چاہتے ہیں کہ تمہیں بہکائیں اور تمہیں فتنہ میں مبتلا کریں تم ان سے بچو اور ان سے دور رہو۔ یہ دیوبندی، قادیانی، رافضی، نیچری، چکڑالوی یہ سب بھٹریے ہیں اور تمہارے ایمان کی تاک میں ہیں تم

ان کے حملوں سے ایمان کو بچاؤ۔

## جس نے نہ مانا اس کے لئے ظلمت و ہلاکت ہے

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ عزوجل کے نور ہیں اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم روشن ہوئے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نور سے تابعین عظام رضی اللہ عنہم روشن ہوئے۔ تابعین عظام رضی اللہ عنہم کے نور سے تبع تابعین رضی اللہ عنہم روشن ہوئے اور پھر ان سے آئمہ مجتہدین رضی اللہ عنہم روشن ہوئے اور یہی وہ نور ہے جو آج مجھ تک پہنچا۔ میں تمہیں بھی اس نور کو دیتا ہوں تم مجھ سے نور لے لو اور وہ نور یہ ہے کہ اللہ و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی محبت اور ان کی تعظیم اور ان کے دوستوں کی خدمت اور ان کے دشمنوں سے سچی عداوت۔ جس کسی نے بھی اللہ و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کی وہ تمہیں کتنا ہی عزیز کیوں نہ ہو اس سے علیحدہ ہو جاؤ اور جس کسی کو بھی بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں ذرا بھر بھی گستاخ دیکھو پھر وہ کتنا ہی بزرگ کیوں نہ ہو اسے اپنے اندر سے دودھ میں مکھی کی طرح باہر نکال کرو۔ میں نے قریباً چودہ برس کی عمر سے یہی درس دیا ہے اور اب اپنی آخری عمر میں بھی یہی درس دے رہا ہوں۔ میں قبر سے تمہارے پاس نہ آؤں گا اور جس نے سنا اور مانا قیامت کے دن اس کے لئے نور و نجات ہے اور جس نے نہ مانا اس کے لئے ظلمت و ہلاکت ہے۔

## مجذوب کی پہچان کیا ہے؟

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے مجذوب کی پہچان کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ سچے مجذوب کی پہچان یہ ہے کہ وہ شریعت مطہرہ کا کبھی مقابلہ نہ کرے گا۔ حضرت سیدی موسیٰ سہاگ رحمۃ اللہ علیہ مشہور مجذوب ہیں اور ان کا مزار شہر احمد آباد میں واقع ہے میں ان کے مزار پاک کی زیارت سے مشرف ہوا ہوں۔

آپ ﷺ زمانہ وضع رکھتے تھے اور ایک مرتبہ شدید قحط پڑا تو بادشاہ وقاضی و دیگر اکابرین جمع ہو کر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دعا کے لئے عرض کیا۔ آپ ﷺ نے انکار کر دیا مگر جب ان کی آہ و زاری حد سے بڑھ گئی تو آپ ﷺ نے ایک پتھر اٹھا کر اپنے دوسرے ہاتھ کی چوڑیوں پر مارنے کا ارادہ کرتے ہوئے آسمان کی جانب منہ کیا اور فرمایا کہ بارش کیجئے یا اپنا سہاگ واپس لیجئے۔ آپ ﷺ کا یہ کہنا تھا کہ بارش شروع ہو گئی۔

## مجھے خود بخود ان سے حیاء کرنا ہوگی

روایات میں آتا ہے کہ جوانی میں حضرت میاں شیر محمد شر قپوری ﷺ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی طرح شرمیلے تھے۔ آپ ﷺ اپنے جسم مبارک کو ڈھانپ کر رکھتے تھے اور جب کسی عورت کو دیکھتے تو اپنے چہرے کو چھپا لیتے تھے۔ آپ ﷺ کے اس رویے کو دیکھتے ہوئے عورتوں نے آپ ﷺ کا مذاق اڑانا شروع کر دیا۔ آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ کو جب معلوم ہوا تو انہوں نے آپ ﷺ سے دریافت کیا کہ یہ پردہ کیسا ہے؟ پردہ تو عورتوں کے لئے ہوتا ہے۔ حضرت میاں شیر محمد شر قپوری ﷺ نے جواب دیا کہ والدہ محترمہ! پردہ واقعی عورتوں کے لئے ہوتا ہے لیکن جب عورتیں پردہ نہ کریں گی اور کھلے عام بے پردہ پھریں گی تو پھر مجھے خود بخود ان سے حیاء کرنا ہوگی۔ آپ ﷺ کا یہ جواب کچھ دنوں میں ہی پورے شر قپور شریف میں مشہور ہو گیا اور عورتوں نے بے پردہ گھروں سے نکلنا چھوڑ دیا۔

## اللہ پاک محض اپنے فضل سے کروئے گا

حضرت میاں شیر محمد شر قپوری ﷺ کو اللہ عزوجل پر توکل اس قدر تھا کہ آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ اگر ہماری مسجد اوپر نیچے سے مہمانوں سے بھر جائے اور ہمارے پاس ایک پیسہ بھی ان کو کھلانے کے لئے نہ ہو تو ہمیں اس بات کی فکر نہ ہوگی کہ پیسے کہاں

سے آئیں گے اور کہاں سے ان آنے والوں کے کھانے کا انتظام ہوگا سب کچھ اللہ پاک محض اپنے فضل سے کر دے گا اور لوگ دیکھتے رہ جائیں گے۔

## بلی کو دفن کر دو

ایک مرتبہ حضرت میاں شیر محمد شر قپوری رحمۃ اللہ علیہ کی محفل میں ایک بلی آئی اور وہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے جسم مبارک سے ٹکڑا گئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے جسم مبارک سے ٹکڑانے کے بعد اس بلی پر وجدانی کیفیت طاری ہو گئی اور وہ تڑپنا شروع ہو گئی۔ ایک گھنٹہ اسی طرح تڑپنے کے بعد وہ بلی مر گئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے خدام سے فرمایا کہ جاؤ کفن کا سامان لاؤ اور اس بلی کو کفن دینے کے بعد قبرستان میں دفن کر دو۔ چنانچہ خدام نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے فرمان کے مطابق اس بلی کو دفن کر دیا۔

## جاہل کثرت سے اکتسابِ فیض حاصل کرتے

حضرت میاں شیر محمد شر قپوری رحمۃ اللہ علیہ نماز باجماعت کی سختی سے پابندی کرتے تھے اور کسی بھی شخص کی یہ جرات نہ ہوتی کہ وہ شر قپور شریف حاضر ہوتا اور باجماعت نماز سے غیر حاضر ہوتا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ خطبہ دو زانوؤں پر بیٹھ کر ارشاد فرماتے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کا خطبہ سننے والوں کے دلوں پر اثر کرتا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عادت تھی کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ اسی طریقے سے خطبہ فرماتے تھے کہ سننے والوں کے دلوں پر اس کا اثر ہوتا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی محافل میں کثرت سے جاہل شامل ہوتے اور اکتسابِ فیض حاصل کرتے تھے۔

## الصلوة والسلام علیک یا رسول اللہ

ایک مرتبہ ایک پٹھان حضرت میاں شیر محمد شر قپوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا کہ کیا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حاضر و ناظر ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ

نے فرمایا کہ جس طرح میں تمہیں دیکھ رہا ہوں اس سے کہیں بہتر تمہیں حضور نبی کریم ﷺ دیکھ رہے ہیں۔ پٹھان نے پوچھا کہ کیا ”الصلوة والسلام علیک یا رسول اللہ“ پڑھنا جائز ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں خود اسے پڑھتا ہوں۔ آپ ﷺ کا یہ فرمانا تھا کہ وہ پٹھان بھی بے ساختہ بلند آواز سے ”الصلوة والسلام علیک یا رسول اللہ“ پڑھنا شروع ہو گیا یہاں تک کہ پڑھتے پڑھتے بے ہوش ہو گیا۔ جب ہوش آیا تو اس کے دل میں تمام شکوک و شبہات دور ہو چکے تھے۔

## راز و نیاز کی باتیں راز ہی رہیں گی

ایک مرتبہ علی پور سیداں میں ایک مجذوب قیام پذیر ہوا۔ اس مجذوب کی عادت تھی کہ وہ گاؤں میں قیام کرنے کی بجائے گاؤں سے باہر قیام کرتا تھا۔ یہ مجذوب نہ کسی سے کچھ مانگتا تھا اور نہ ہی کسی قسم کی کوئی نعمت چیت کرتا تھا۔ اس مجذوب کو جب بھوک لگتی تو وہ گاؤں میں داخل ہوتا اور کسی بھی گھر کے باہر کھڑا ہو جاتا۔ اس مجذوب کے اس طرح کھڑے ہونے سے وہ گھر والا سمجھ جاتا کہ اسے بھوک لگی ہے چنانچہ اہل خانہ اس مجذوب کو کھانے کی کوئی چیز دے دیتے۔ عرصہ دراز تک اس مجذوب کی یہی عادت رہی۔ اس دوران لوگوں کو اس کا نام بھی معلوم نہ ہو سکا اور نہ ہی یہ معلوم ہو سکا کہ اس کا تعلق کس جگہ سے ہے۔

حضرت پیر سید جماعت علی شاہ لاٹانی ﷺ کی عادت مبارکہ تھی کہ آپ ﷺ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ کھیل کود کے لئے نکل تو پڑتے مگر جب کھیل شروع ہوتا تو ان سے الگ تھلگ ہو کر بیٹھ جاتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ ﷺ اپنے دوستوں کے ہمراہ اس مجذوب کی جھونپڑی کے نزدیک چلے گئے۔ آپ ﷺ کے دوستوں نے کھیلنا شروع کر دیا اور آپ ﷺ حسب عادت ایک جگہ ہٹ کر علیحدہ بیٹھ گئے۔ اس دوران اس مجذوب کی نظر آپ ﷺ پر پڑی تو اس نے اشارہ سے آپ ﷺ کو بلایا۔ آپ ﷺ اٹھ کر اس مجذوب کے پاس چلے گئے اور باادب ہو کر اس کے پاس بیٹھ گئے اور اس مجذوب کے ساتھ باتیں کرنا

شروع کر دیں۔ آپ ﷺ کے ہمراہ آئے ہوئے بچے پہلے تو گھبرا گئے مگر جب آپ ﷺ کو انہماک کے ساتھ اس مجذوب کے ساتھ گفتگو کرتا ہوا دیکھا تو حیران و پریشان ہو گئے۔ جب آپ ﷺ اس مجذوب کے ساتھ گفتگو کے بعد واپس لوٹے تو انہوں نے آپ ﷺ سے اس گفتگو کی بابت جاننا چاہا لیکن آپ ﷺ نے کچھ بھی بتانے سے انکار کر دیا۔ جب اس بات کی خبر گاؤں کے دیگر لوگوں کو ہوئی تو انہوں نے بھی آپ ﷺ سے اس مجذوب کی بابت دریافت کیا مگر آپ ﷺ نے ان سب کے جواب میں فرمایا کہ وہ راز و نیاز کی باتیں تمہیں اور وہ راز ہی رہیں گی۔ اس واقعہ کے بعد وہ مجذوب علی پور سیداں سے چلا گیا اور اس کو پھر کبھی کسی نے نہیں دیکھا۔

## چالیس چالیس میل کا سفر دوڑ کر طے کیا

حضرت پیر سید جماعت علی شاہ لاٹانی ﷺ کی شانِ بابرکات جوانی میں ہی بہت نرالی تھی ہر بوڑھا جوان آپ ﷺ کو دیکھ کر رشک بھری نگاہوں سے دیکھتا رہتا تھا۔ آپ ﷺ کا جوانی کا دور علمی اور فکری دور تھا اور آپ ﷺ نے اپنی زندگی شرعی اصولوں کے مطابق بسر کی۔ حضرت پیر سید جماعت علی شاہ لاٹانی ﷺ کے ایک دوست اللہ بخش جنہوں نے اپنی زندگی کا بیشتر حصہ آپ ﷺ کی صحبت میں بسر کیا فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت پیر سید جماعت علی شاہ لاٹانی ﷺ نے مجھے بتایا کہ میں ایامِ جوانی میں اہل اللہ کی تلاش میں پیدل پھرا کرتا تھا اور جب مجھے کسی جگہ کسی بزرگ کے بارے میں معلوم ہوتا تو میں فوراً سے بیشتران کی خدمت میں حاضر ہونے کی کوشش کرتا تھا اور اکثر و بیشتر میں نے چالیس چالیس میل کا سفر دوڑ کر طے کیا ہے۔

## پیر خانے کا مہمان بیٹھا ہے

اسی طرح ایک مرتبہ مکان شریف کا خاکروب حضرت پیر بڈھن شاہ ﷺ کی

خدمت میں حاضر ہوا اور حضرت پیر سید جماعت علی شاہ لاٹانی رحمۃ اللہ علیہ اس وقت اپنے گھر موجود نہ تھے۔ خاکروب آپ رحمۃ اللہ علیہ کی غیر موجودگی میں چڑے کے ایک بنڈل پر بیٹھ گیا۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ آئے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کو معلوم ہوا کہ پیر خانے سے خاکروب آیا ہے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی خوب آؤ بھگت کی اور اسے عمدہ پلنگ پر بٹھایا اور حکم دیا کہ اس چڑے کی جوتیاں نہ بنوانا بلکہ اس کا ڈول بنا کر کنویں میں ڈال دینا کیونکہ اس پر میرے پیر خانے کا مہمان بیٹھا ہے۔

## گھوڑی پر سوار رہنا بے ادبی ہے

حضرت پیر سید جماعت علی شاہ لاٹانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت خواجہ خان عالم رحمۃ اللہ علیہ باؤلی شریف والوں کی بیعت حضرت خواجہ نور محمد تیرا ہی رحمۃ اللہ علیہ سے تھی۔ حضرت خواجہ نور محمد رحمۃ اللہ علیہ پٹھان تھے۔ ایک روز خواجہ خان عالم رحمۃ اللہ علیہ گھوڑی پر سوار کہیں جا رہے تھے کہ راہ میں ہنگ بیچنے والے کچھ پٹھانوں سے ملاقات ہوئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ انہیں دیکھتے ہی گھوڑی سے نیچے اتر آئے اور فرمایا کہ یہ میرے پیر صاحب کے ہم وطن ہیں اس لئے میرا گھوڑی پر سوار رہنا بے ادبی ہے۔

## آداب شریعت ختم ہونے پر

## فقراء کا اثر بھی ختم ہو جاتا ہے

حضرت پیر سید جماعت علی شاہ لاٹانی رحمۃ اللہ علیہ حتی الامکان کوشش کرتے تھے کہ شریعت پر مکمل طور کار بند رہیں اور آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ پیر اگر شرعی امور اور فقہی مسائل سے آگاہ نہ ہو تو پھر اس کے مریدین برباد ہو جاتے ہیں۔ روایات میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہم عصر بزرگ وصال پا گئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو معلوم ہوا کہ ان بزرگ کے



وصال پانے کے بعد ان کے گھرانے سے پردہ ناپید ہو گیا ہے تو آپ ﷺ نے یہ سننے کے بعد فرمایا کہ جس جگہ سے آداب شریعت اٹھ جائیں وہاں سے پھر فقراء کا اثر بھی ختم ہو جاتا ہے۔ چنانچہ کچھ ایسا ہی ہوا اور اس خاندان کی فضیلت و برکت کچھ عرصہ میں ہی ختم ہو گئی۔

## شریعت کی پاسداری

روایات میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت پیر سید جماعت علی شاہ لاٹانی ﷺ، مولانا عبدالغنی کے پاس تشریف لے گئے جن کا شمار اس دور کے نامور حکماء میں ہوتا تھا۔ آپ ﷺ نے دیکھا کہ مولانا عبدالغنی کے پاس ایک نامحرم عورت آئی۔ انہوں نے اس خاتون کی نبض پکڑ کر اسے دیکھا اور پھر دوا دے دی۔ اس عورت کے جانے کے بعد حضرت پیر سید جماعت علی شاہ لاٹانی ﷺ نے مولانا عبدالغنی سے فرمایا کہ اگر آپ نبض پر کپڑا رکھ دیتے تو بہتر تھا کیونکہ اس طرح شریعت کی پاسداری بھی ہو جاتی اور آپ اس کی نبض بھی دیکھ لیتے۔

## درویش کو آزمائش میں نہیں ڈالنا چاہئے

منشی غلام دین بیان کرتے ہیں ایک مرتبہ گرمیوں کے دنوں میں میں موضع تھوبہ سے پیدل ہی علی پور سیداں حضرت پیر سید جماعت علی شاہ لاٹانی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے روانہ ہو گیا۔ حضرت پیر سید جماعت علی شاہ لاٹانی ﷺ کا عشق مجھے اس شدید گرمی میں چلا رہا تھا اور میں چل رہا تھا۔ اس دوان میں جب دریا کے کنارے پر پہنچا تو دریا طغیانی پر تھا۔ دل میں خیال پیدا ہوا کہ کہیں پانی گہرا نہ ہو مگر شوق کے ہاتھوں مجبور ہو کر میں نے دریا میں قدم ڈال دیئے۔ اللہ کی قدرت سے دریا کا پانی میرے گھٹنوں سے اوپر نہ گیا۔ میں علی پور سیداں حضرت پیر سید جماعت علی شاہ لاٹانی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور شرفِ نیاز حاصل کی۔ اگلے روز جب میں واپس جانے لگا تو حضرت پیر سید

جماعت علی شاہ لاٹانی رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے فرمایا: منشی صاحب! دریا کشتی سے ہی پار کرنا چاہئے اور رویش کو آزمائش میں نہیں ڈالنا چاہئے۔ حضرت پیر سید جماعت علی شاہ لاٹانی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ بات سن کر میں حیران ہو گیا۔

## بدبودار کو نفس سے برا خیال نہ کرو

نیاز الدین حجام جو کہ حضرت پیر سید جماعت علی شاہ لاٹانی رحمۃ اللہ علیہ کی حجامت بناتے تھے ان سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ پٹھان کوٹ سے تین آدمی آئے ان میں ایک چنبل کا مریض بھی تھا۔ یہ لوگ کافی دیر تک حضرت پیر سید جماعت علی شاہ لاٹانی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بیٹھے رہے۔ اس دوران میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ یہ لوگ اس چنبل کے مریض کو باہر کیوں نہیں لے جاتے۔ ابھی یہ خیال میرے دل میں ہی تھا کہ حضرت پیر سید جماعت علی شاہ لاٹانی رحمۃ اللہ علیہ میرے باطن سے آگاہ ہو گئے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے فرمایا: بدبودار کو نفس سے برا خیال نہ کرو۔

## استاؤ کی سزا سے بچ جاؤں گا

مولوی غلام محی الدین کو پتہ چلا کہ حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ مادر زاد ولی ہیں تو انہوں نے ایک روز امتحان لینے کی غرض سے ایک سبق یاد کرنے کے لئے کتاب دی جس کے اوراق نہایت ہی خستہ حال تھے اور عبارت پڑھنا بے حد مشکل تھا۔ مولوی غلام محی الدین صاحب نے کہا کہ اگر تم نے یہ عبارت زبانی یاد نہ کی تو تمہیں سخت سزا دی جائے گی۔ حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے عذر کیا کہ جو عبارت کتاب سے پڑھی نہ جاسکے اس کو میں کس طرح پڑھوں اور یاد کروں۔ مولوی غلام محی الدین نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بات کو سنی ان سنی کرتے ہوئے سبق یاد کرنے کو کہا۔ چنانچہ با امر مجبوری حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ اس کتاب کو لے کر آبادی سے باہر تشریف لے گئے اور ایک درخت کے نیچے تشریف فرما ہو کر عبارت

پڑھنے کی کوشش کرنے لگے۔ جب کافی دیر گزرنے کے بعد کچھ سمجھ نہ آیا تو آپ ﷺ نے سر مبارک آسمان کی جانب اٹھایا اور عرض کی:

”باری تعالیٰ! تجھے معلوم ہے کہ یہ عبارت کیا ہے اگر تو مجھے اس عبارت

سے سے آگاہی بخش دے تو میں استاد کی سزا سے بچ جاؤں گا۔“

حضرت پیر مہر علی شاہ ﷺ کا یہ کہنا تھا کہ اچانک درخت کے پتوں میں سے ایک سبزی مائل عبارت نمودار ہوئی جسے آپ ﷺ نے پڑھ کر یاد کر لیا۔ جیسے ہی وہ عبارت آپ ﷺ کو حفظ ہوئی وہ عبارت نظروں سے اوجھل ہو گئی۔ حضرت پیر مہر علی شاہ ﷺ اسی وقت واپس ہوئے اور مولوی غلام محی الدین کو جا کر وہ عبارت سنائی۔ انہوں نے جب آپ ﷺ کی بات پر شبہ کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے اس عبارت کے صحیح ہونے پر کامل یقین ہے اور اگر اس کتاب کا مصنف بھی قبر سے باہر آ جائے اور کہے کہ یہ عبارت غلط ہے تو میں اس کی بات کو درست نہیں مانوں گا۔ مولوی غلام محی الدین نے جب حضرت پیر مہر علی شاہ ﷺ کی بات سنی تو وہ ان کی بات کی تصدیق کے لئے اسی روز راولپنڈی گئے اور وہ کتاب تلاش کی۔ جب انہیں وہ کتاب مل گئی اور انہوں نے اس عبارت کو درست پایا۔ الغرض جب وہ راولپنڈی سے واپس آئے تو انہوں نے اس بات کا برملا اعتراف کیا کہ حضرت پیر مہر علی شاہ ﷺ نے انہیں خذف شدہ اوراق کی جو عبارت بتائی تھی وہ حرف بہ حرف درست ہے۔

## شیطان کو زیر کر لیا

حضرت پیر مہر علی شاہ ﷺ اپنے ملفوظات میں بیان فرماتے ہیں کہ جس وقت میں سات برس کا تھا ایک روز خواب میں شیطان نے مجھ سے کہا کہ آؤ کشتی لڑتے ہیں جب میں شیطان کو گرانے لگتا تو دل میں ایک عجیب سرشاری پیدا ہوتی کہ میں شیطان پر غالب آ گیا ہوں مگر پھر اچانک رُخ بدل جاتا اور جب شیطان مجھ پر حاوی ہونے لگتا تو میں فوراً سے بیشتر لاحول و لا قوۃ پڑھ لیتا جس سے شیطان مغلوب ہو جاتا۔ چنانچہ تین چار مرتبہ ایسا

ہی ہوا اور پھر اللہ عزوجل کے فضل و کرم سے میں نے شیطان کو زیر کر لیا۔

## ہتھیار کا کمال

ایک مرتبہ حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ گوڑہ شریف کے ریلوے اسٹیشن پر ہاتھ میں تسبیح لئے چل رہے تھے اور اوروں و وظائف میں مشغول تھے کہ اس دوران ایک انگریز جو کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو مسلسل دیکھ رہا تھا اس سے رہانہ گیا اور اس نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تسبیح کی جانب اشارہ کرتے ہوئے سوال کیا کہ یہ کیا ہے؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے گلے میں لگے پستول کی جانب دیکھتے ہوئے اس سے سوال کیا کہ یہ کیا ہے؟ وہ انگریز کہنے لگا: یہ میرا ہتھیار ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے تسبیح کی جانب اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ میرا ہتھیار ہے۔ انگریز کہنے لگا کہ یہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو کس نے دیا ہے؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ مجھے پیران پیر محبوب سبحانی، غوثِ صمدانی حضور سیدنا غوث الاعظم و شکیں حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے دیا ہے۔ انگریز کہنے لگا: یہ کس کام آتا ہے؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ اللہ تعالیٰ کے ذکر کے لئے ہے اور میں اس کے ذریعے اللہ عزوجل کا ذکر کرتا ہوں۔ انگریز، آپ رحمۃ اللہ علیہ کے جواب سے مطمئن نہ ہوا اور دوبارہ پوچھنے لگا کہ یہ کس کام آتی ہے؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے پستول کی جانب دیکھتے ہوئے فرمایا کہ یہ کس کام آتا ہے؟ اس انگریز نے پستول کھولا اور اس میں گولی بھری اور سامنے درخت پر بیٹھی ایک فاختہ جو کہ چمک رہی تھی اس کا نشانہ لے کر فائر کر دیا۔ گولی اس فاختہ کو چیرتی ہوئی نکل گئی اور وہ فاختہ زمین پر گر کر مر گئی۔ انگریز نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو مخاطب کرتے ہوئے فخریہ انداز میں کہا کہ یہ میرے ہتھیار کا کمال ہے۔ حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی درود شریف والی تسبیح اس مردہ فاختہ پر پھیری اور وہ مردہ فاختہ اڑ کر دوبارہ درخت پر جا بیٹھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس انگریز کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ تمہارے ہتھیار کا کمال تھا کہ تم نے زندہ فاختہ کو مار دیا اور یہ میرے ہتھیار کا کمال ہے کہ اس نے مری ہوئی فاختہ کو زندہ کر دیا۔ یہ میرے پیر و مرشد حضور سیدنا غوث الاعظم

حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا تحفہ ہے۔

## مومن کی قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے

حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ ہر سال شیخ الشیوخ و العالم حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے عرس مبارک میں شرکت کے لئے پاک پتن جایا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ قصور اور ریاست بہاولپور کے کچھ علماء پاک پتن آئے اور انہوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو پاک پتن میں موجود دیکھ کر سوالات کی بوچھاڑ کر دی جن کا آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو شافی جواب دیا۔ پھر ان لوگوں نے حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ اس بات کو درست سمجھتے ہیں کہ جو شخص شیخ الشیوخ و العالم حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پاک کے بہشتی دروازہ سے گزر گیا وہ جنت کا حق دار ہو گیا۔ حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ کیا تم نے یہ حدیث نہیں سنی کہ مومن کی قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے اور جب لفظ جنت کا اطلاق مومن کی قبر پر صحیح ٹھہرتا ہے تو پھر تمہیں بہشتی دروازہ کہنے پر کیا اعتراض ہے؟ وہ لوگ کہنے لگے کہ اگر یہ بات درست ہے تو اس کا اطلاق شیخ الشیوخ و العالم حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر کیوں ہوتا ہے؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے کہ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مجسم ۶ اور ۷ محرم الحرام کی درمیانی شب اس دروازہ سے گزر کر مزار کے اندر تشریف لے جاتے ہیں اور انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا ہے کہ جو اس دروازے میں داخل ہوا وہ امن میں داخل ہوا۔ لہذا تمام مشائخ عظام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ یہ بہشتی دروازہ ہے۔

## رضائے حق کی اصل نعمت سے بھی سرفراز ہوں

حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے رضائے حق کی بابت پوچھا گیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ

نے فرمایا کہ بعض لوگ دنیوی شان و شوکت کے حصول کے لئے وظائف پڑھتے ہیں حالانکہ انہیں چاہئے کہ وہ وظائف حصولِ ثواب اور رضائے حق کی نیت سے پڑھیں تاکہ ان کو ثواب کے ساتھ ساتھ مشکلات کا شافی حل بھی ملے اور رضائے حق کی اصل نعمت سے بھی سرفراز ہوں۔

## اس ذوق و مستی کو الفاظ میں بیان کرنا ممکن نہیں

حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دورانِ سفر مدینہ طیبہ میں جب وادیِ احمر کے مقام پر پہنچا تو راستے میں ڈاکوؤں کے حملے کے پیش نظر میں نے مجبوراً عشاء کی نماز کی سنتیں ترک کر دیں۔ دورانِ سفر جب میں سو گیا تو مجھے خواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت باسعادت نصیب ہوئی جو عربی جبہ زیب تن کئے ہوئے تھے اور اپنے حسن باکمال سے مجھے نئی زندگی عطا فرما رہے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ آل رسول کو میری سنت ترک کرنا نہیں چاہئے۔ میں نے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان سنا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دونوں پنڈلیوں کو جو ریشم سے بھی زیادہ نرم تھیں اپنے دونوں ہاتھوں سے پکڑ لیا اور روتے ہوئے زار و قطار ”الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ“ کہنے لگا۔ حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے ملفوظات میں اس خواب کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس حسن و جمال کے متعلق میں کیا ہوں میری زبان اس کیفیت کو بیان کرنے سے عاجز ہے اور اس ذوق و مستی کو الفاظ میں بیان کرنا ممکن نہیں۔

## ایک ہی پیر کی تھکی کافی ہے

حضرت پیر سید علی حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ سرہند شریف کی حاضری کے بعد کلیر شریف روانہ ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا ارادہ تھا کہ کلیر شریف میں حضرت خواجہ علاؤ الدین علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ علیہ کے عرس مبارک میں شامل ہوں۔ ٹرین جب کلیر شریف کے اسٹیشن پر رکی تو

مزارِ پاک کا فاصلہ اسٹیشن سے سات میل کا تھا۔ اس دور میں ٹانگے چلتے تھے مگر آپ ﷺ نے پیدل سفر کرنے کو ترجیح دی۔ آپ ﷺ نے اپنے ساتھ موجود ارادت مندوں کو اس بات سے منع کر دیا کہ میرا نام کسی پر ظاہر نہ کیا جائے۔ آپ ﷺ نے مزارِ پاک پر حاضری دی اور وہیں مزارِ پاک کی مسجد میں ڈیرہ لگا لیا۔ حاجی محمد صادق صاحب اور حاجی محمد مقبول صاحب جو کہ آپ ﷺ کے ہمراہ تھے انہوں نے آپ ﷺ کو عشاء کی نماز کے بعد آکر اطلاع دی کہ مہندی کی رسم جاری ہے۔ آپ ﷺ بھی مزارِ پاک پر تشریف لے گئے۔ رش کافی تھا اس دوران آپ ﷺ کا ہاتھ مبارک بے خیالی میں ایک مجذوب کے کندھے پر چلا گیا۔ اس نے مڑ کر غصے سے دیکھا لیکن جب آپ ﷺ کے چہرہ مبارک پر نظر پڑی تو کہا کہ کوئی اور ہوتا تو دیکھتا ایک ہی پیر کی تھکی کافی ہے۔ آپ ﷺ اس کی بات سننے کے بعد آگے بڑھ گئے۔ اس مجذوب نے آپ ﷺ کو تلاش کرنا چاہا مگر آپ ﷺ اسے نہ ملے۔

## محبوبِ حقیقی کی معرفت سمندر کی مانند ہے

حضرت علامہ فقیر محمد جاوید قادری ﷺ سے محبوبِ حقیقی کی معرفت کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ محبوبِ حقیقی کی معرفت سمندر کی مانند ہے کچھ اس سمندر کا ایک قطرہ حاصل کر پاتے ہیں اور کچھ ایسے ہیں جو تمام سمندر دل میں سموئے ہوئے ہوتے ہیں اور پھر بھی مدہوش نہیں ہوتے۔

## مجھ پر صدقہ کر دو

حضرت ام مسلم الخولانیہ ﷺ کا شمار نابغہ روزگار اولیائے خواتین میں ہوتا ہے۔ ایک مرتبہ آپ ﷺ نے اپنے شوہر ابو مسلم ﷺ کو کاتے ہوئے سوت کی آمدنی میں سے ایک درہم دیتے ہوئے کہا کہ وہ آٹا لے آئیں۔ حضرت ابو مسلم ﷺ بازار آٹا خریدنے گئے تو راستے میں ایک سائل نے ان سے کہا کہ وہ مجھ پر صدقہ کر دیں اور آہ و زاری شروع

کردی۔ آپ ﷺ نے وہ ایک درہم اس سائل کو دے دیا اور آٹے کے تھیلے کو منشی اور لکڑی کے برادے سے بھر کر گھر لے آئے۔ حضرت ام مسلم الخولانیہ ﷺ نے تھیلا کھولا تو اس میں سفید آٹا موجود تھا۔ آپ ﷺ نے روٹی پکائی اور جب روٹی ابو مسلم ﷺ کے سامنے رکھی تو انہوں نے تعجب کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ یہ کہاں سے آئیں؟ حضرت ام مسلم الخولانیہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ اسی آتے کی بنی ہیں جو آپ ﷺ نے مجھے لا کر دیا تھا۔

نیند تیرے سامنے ہے

قبر میں سونے کا خوب موقع ملے گا :

حضرت معاذہ عدویہ ﷺ کے شوہر کا وصال ہوا تو آپ ﷺ نے یہ عہد کر لیا کہ اب کبھی بستر اور تکیہ استعمال نہ کروں گی۔ آپ ﷺ اپنے اس عہد پر تادم مرگ قائم رہیں۔ ہر صبح جب آنکھ کھلتی تو خیال کرتیں کہ بس یہ آخری دن ہے اور آج ہی موت مجھ پر وارد ہو جائے گی۔ جب رات ہوتی تو آپ ﷺ کو یہ خیال گزرتا کہ بس یہ آخری رات ہے جس قدر اللہ عزوجل کو یاد کیا جاسکتا ہے کر لوں۔ آپ ﷺ نے اپنی تمام زندگی انہی خیالات کے زیر اثر بسر کی اور اگر کبھی نیند کا غلبہ بڑھ جاتا تو اپنے نفس کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتیں:

”نیند تیرے سامنے ہے قبر میں سونے کا خوب موقع ملے گا۔“

دل کا خدا کی جانب سے اندھا ہو جانا

بڑی بد نصیبی ہے

حضرت بی بی عقیلہ عابدہ ﷺ خوف خدا میں اس قدر رویا کرتی تھیں کہ آپ ﷺ کی بینائی زیادہ رونے کی وجہ سے چلی گئی۔ آپ ﷺ سے کسی نے دریافت کیا کہ اندھا ہونا



کیا ہے اور کتنی بڑی بد نصیبی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کے حضور شرمندہ ہونا اس سے زیادہ بد نصیبی ہے اور دل کا خدا کی جانب سے اندھا ہو جانا اس سے بھی بڑی بد نصیبی ہے۔

## دونوں محافظ فرشتے دن رات

### کسی بھی وقت جدا نہیں ہوتے

حضرت روح بن سلمہ رضی اللہ عنہ نے حضرت بی بی عقیلہ عابدہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ ساری رات نہیں سوتیں؟ آپ ﷺ نے روتے ہوئے فرمایا کہ میں خود چاہتی ہوں کہ کچھ دیر سولوں مگر تم خود بتاؤ کہ میں کیسے سو سکتی ہوں جبکہ انسان کے دونوں محافظ فرشتے دن رات کسی بھی وقت اس سے جدا نہیں ہوتے۔

## خیر دعائیں مانگنا سنت ہے

ایک مرتبہ کچھ لوگ حضرت بی بی عقیلہ عابدہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دعا کی درخواست کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ بھائیو! اگر گنہگاروں کی زبانیں خدا بند کر دیتا تو یہ بڑھیا گوئی ہوتی مگر خیر دعائیں مانگنا سنت ہے اللہ جنت کے ہیروں سے تمہاری مہمانی فرمائے گا میرے اور تمہارے دلوں میں اپنے کرم سے موت کی یاد ڈالے گا اور مرتے دم تک ایمان سلامت رکھے۔

## میرا صبر بہتر ہے

حضرت منقوسہ بنت زید رضی اللہ عنہا کی کوئی بھی اولاد زندہ نہ رہتی تھی اور تمام بچے چھوٹی عمر میں ہی فوت ہو جاتے تھے۔ آپ ﷺ کا جب بھی کوئی بچہ مرتا تو آپ ﷺ نہایت اطمینان کے ساتھ اس کا سراپنی گود میں لے کر بیٹھ جاتیں اور فرماتیں کہ خدا کی قسم! بے شک تیرا آگے

جانا میرے نزدیک بہتر ہے اس سے کہ تو میرے پیچھے جائے اور میرا صبر بہتر ہے اس سے کہ میں تجھ پر نوحہ کروں اور اگر تیری جدائی حسرتناک ہے تو یقیناً اس کا اجر اللہ عزوجل کے ہاں بہتر ہے۔ پھر جوش میں آ کر آپ ﷺ یہ اشعار پڑھا کرتیں جو کہ حضرت عمرو بن معدی کرب رضی اللہ عنہما کا جزیہ شعر ہے:

و انا طقوم لا یضیض دعونا

علی مالک منا و ان قصم الطھر

”ہم ایسے لوگ ہیں کہ اپنے مردوں پر نہیں روتے اور صدمہ سے کمر

ٹوٹ جاتی ہے۔“

اس کے بعد نہایت ہی صبر سے بچے کی تجہیز و تکفین کرتیں اور یاد الہی میں دوبارہ مشغول ہو جاتیں۔

## تیرا وعدہ پورا ہوتا دیکھ سکوں

حضرت بی بی خنساء بنت خدام رضی اللہ عنہا رات کے اندھیروں میں یوں اللہ عزوجل کی بارگاہ میں مناجات کرتیں: اے خالق ارض و سماء! میں کب تک اس دنیا کی قید میں رہوں گی مجھے اس قید سے جلد نجات عطا فرماتا کہ میں تیرا وعدہ پورا ہوتا دیکھ سکوں۔ پھر آپ ﷺ پر گریہ و زاری طاری ہو جاتی اور ساری رات روتے ہوئے گزار دیتیں۔

## رب کی عبادت سے محروم کرنا چاہتے ہیں

حضرت ابو یحییٰ مالک بن دینار رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں بیت اللہ شریف کے طواف میں مشغول تھا کہ میں نے ایک عورت (جن کا نام حضرت بی بی ملیکہ رضی اللہ عنہا بنت منکدر) کو حجر اسود کے نزدیک مناجات کرتے ہوئے دیکھا۔ وہ عورت کہہ رہی تھیں کہ الہی! مجھ پر رحم فرما اور میں بہت دور سے تیرے گھر حاضر ہوئی ہوں اور اس امید پر تیرے در حاضر

ہوئی ہوں کہ تو مجھے دنیا میں کسی کا محتاج نہیں کرے گا۔ میں نے اس عورت سے اس گریہ و زاری کے بارے میں دریافت کیا تو اس عورت نے مجھ سے کہا کہ آپ (ﷺ) یہاں سے چلے جائیں اور آپ (ﷺ) کیوں مجھے اپنی گفتگو میں مصروف کر کے رب کی عبادت سے محروم کرنا چاہتے ہیں۔

جو منہ بارگاہِ ایزدی میں مردود ہو چکا

میں اس کو دیکھنا بھی پسند نہیں کرتی

حضرت اُمِ علقمہ رضی اللہ عنہا کی بہادری اور جنگجویانہ صلاحیتوں میں کوئی ثانی نہیں تھا۔ کئی بار لڑائیوں میں حصہ لیا۔ بالآخر ایک مرتبہ گرفتار ہو کر حجاج بن یوسف کی فوجوں کے ہاتھ لگیں اور ان کو حجاج کے سامنے پیش کیا گیا۔ آپ رضی اللہ عنہا بہت ہی طنطنے والی عورت تھیں اس لئے دشمن کے قبضہ میں ہونے کے باوصف بھی آپ رضی اللہ عنہا کے طنطنہ میں ذرا برابر فرق نہیں آیا۔ جب حجاج بن یوسف کے سامنے آئیں تو اس کی طرف سے منہ پھیر کر کھڑی ہو گئیں۔ حجاج بن یوسف نے کہا کہ اے خارجیہ! میرے منہ کی جانب دیکھو۔ حضرت اُمِ علقمہ رضی اللہ عنہا انتہائی حقارت کے ساتھ بولیں:

”جو منہ بارگاہِ ایزدی سے مردود ہو چکا ہو میں اس کو دیکھنا بھی پسند

نہیں کرتی۔“

حجاج بن یوسف انتہائی غضبناک حالت میں بولا کہ اے میرے ساتھیو! کیا اس گستاخ عورت کا خون مجھ پر حلال ہے؟ سب بیک زبان ہو کر بولے کہ جی ہاں! اس کا خون آپ پر حلال ہے۔ حجاج بن یوسف ان کو متبسم اور خوش باش دیکھ کر بے حد حیران ہوا اور ان سے پوچھا کہ اس موقع پر جب کہ تیری موت تیرے سامنے کھڑی ہے تو کیوں مسکرا رہی ہے؟ حضرت اُمِ علقمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اس لئے کہ تیرے مصاحبوں نے تیرے دوست

مصاحبوں کو بھی مات کر دیا۔ حجاج بن یوسف بولا: وہ کون میرا دوست ہے؟ حضرت ام علقمہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ فرعون! اس نے جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قتل کے بارے میں اپنے درباریوں اور مصاحبوں سے مشورہ کیا تو ان سب نے نیک زبان ہو کر مشورہ دیا کہ ارچہ واخاہ یعنی اس کو اور اس کے بھائی کو چند روز کی مہلت دے لیکن تیرے مصاحب فرعون کے مصاحبوں کو بھی پیچھے چھوڑ گئے ہیں کہ ایک عورت کے قتل کا مشورہ دے رہے ہیں۔ حجاج پر آپ رضی اللہ عنہا کی اس بے باکانہ گفتگو کا بے حد اثر ہوا اور اس نے انہیں آزاد کرنے کا حکم دیا اور جب آپ رضی اللہ عنہا رخصت ہونے لگیں تو کہا کہ میں تجھے مہلت دیتا ہوں۔ اپنے گھر بیٹھ جاؤ اور اللہ عزوجل کی عبادت میں مصروف رہو۔ آئندہ میں تمہیں اس طرح نہ دیکھوں۔

## یارب ما اقنوا اولیاء ما فیہم اخذ لطیف

حضرت زیتونہ رضی اللہ عنہا ایک روز شدید سردی میں حضرت ابوالحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آئیں اور ان سے کھانے کے بارے میں دریافت کیا۔ حضرت ابوالحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ روٹی اور دودھ لے آؤ۔ جب حضرت زیتونہ رضی اللہ عنہا روٹی اور دودھ لے کر حضرت ابوالحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچیں تو اس وقت ان کے سامنے آگ روشن تھی اور ان کا ہاتھ راکھ سے سیاہ ہو رہا تھا وہ جہاں بھی دودھ لگاتے سیاہی صاف ہوتی جاتی تھی۔ حضرت زیتونہ رضی اللہ عنہا نے جب یہ حال دیکھا تو دل میں کہا کہ یارب ما اقنوا اولیاء ما فیہم اخذ لطیف یعنی اے میرے رب! تیرے اولیاء کتنے گندے ہیں کہ ان میں سے کوئی بھی پاک صاف نہیں ہے۔ پھر حضرت زیتونہ رضی اللہ عنہا جب حضرت ابوالحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس سے واپس ہوئیں تو راستہ میں ایک عورت نے آپ رضی اللہ عنہا پر چوری کا الزام لگایا کہ میرے کپڑوں کی گٹھری تم نے چرائی ہے۔ حضرت ابوالحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ کو جب آپ رضی اللہ عنہا کے گرفتار ہونے کا پتہ چلا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ اسی وقت حاکم کے دربار میں پہنچے اور کہا کہ اس عورت کو تکلیف نہ پہنچانا یہ اولیاء میں سے ہے۔ حاکم نے کہا کہ میں اس کو چھوڑنے کے لئے

کیا حیلہ کروں کیونکہ مدعی ان سے مال مانگتی ہے۔ اسی وقت ایک جشن لوٹڈی حاکم کے پاس حاضر ہوئی اور وہ گٹھری حاکم کو پیش کر دی۔ حضرت ابوالحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت زیتونہ رضی اللہ عنہا کو لے کر واپس آگئے اور راستے میں دریافت کیا کہ تم نے ایسا کیوں کہا تھا؟ حضرت زیتونہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں نے جو کہا اس سے مکمل توبہ کی۔

## تیرا ذکر اس کے ذکر میں فنا ہو جائے

ایک شیخ نے حضرت فاطمہ البروعیہ رضی اللہ عنہا سے اس حدیث قدسی سے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حق سبحانہ سے ایک حکایت کی ہے سوال کیا تھا کہ یعنی میں اس شخص کا ہم مجلس ہوں جو مجھے یاد کرتا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہا نے تھوڑی دیر تک اس سائل سے خود باتیں کیں پھر یہ کہا کہ بے شک ذکر یہ ہے کہ باوجود مذکور یعنی خدا کے ہمیشہ ذکر کرنے کے تجھے یہ معلوم ہو جائے کہ وہ تجھے یاد کر رہا ہے پھر تیرا ذکر اس کے ذکر میں فنا ہو جائے اور اس کا تجھے یاد کرنا باقی رہ جائے گا ایسے وقت میں کہ نہ مکان ہو اور نہ ہی زمانہ۔

## محبت میں میری سعی اور رسوائی ہے

حضرت شیخ سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کی حضرت تحفہ رضی اللہ عنہا سے ملاقات پاگل خانے میں ہوئی جہاں پر یہ زیر علاج تھیں اور آپ رضی اللہ عنہا کے دونوں ہاتھ اور پاؤں بندھے ہوئے تھے آپ رضی اللہ عنہا، حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھ کر رونے لگیں اور ذیل کے اشعار پڑھے جن کا ترجمہ یہ ہے:

”اے لوگو! میں دیوانی نہیں ہوں لیکن میں مست ہوں اور میرا دل چلا رہا ہے۔ تم نے میرے ہاتھوں کو جکڑ دیا ہے حالانکہ میں نے کوئی گناہ نہیں کیا بجز اس کے کہ اس کی محبت میں میری سعی اور رسوائی ہے میں اپنے محبوب (اللہ عزوجل) کی محبت میں مفتون ہوں اور اس کے

دروازہ سے دور ہونا نہیں چاہتی۔ پس جس کو تم نے میرا فساد سمجھ لیا ہے وہی میری درستی ہے اور جس کو تم نے میری درستی خیال کیا ہے وہ میرا بگاڑ ہے۔ جو شخص خواجہ خواجگان کا محبت ہو اور اس کو اپنے لئے پسند کرے تو اس پر کچھ گناہ نہیں ہے۔“

آپ ﷺ کے آنسوؤں نے شیخ سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کو رلا دیا اور اندر سے آتش عشق نے جلا دیا۔ جب آپ ﷺ نے حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کی آنکھوں میں آنسو دیکھے تو کہا کہ اے سری رحمۃ اللہ علیہ! یہ رونا اس کی صفت ہے اگر اس کو پورے طور پر پہچان لے تو پھر کیا حال ہو؟ اس کے فوری بعد بے ہوش ہو گئیں اور جب ہوش آیا تو حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اے لڑکی! جوابا کہا کہ لیک (حاضر ہوں)! اے سری رحمۃ اللہ علیہ! حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ مجھ کو تم نے کہاں سے پہچان لیا؟ آپ ﷺ نے کہا میں اس وقت سے جاہل نہیں ہوں جب سے اسے پہچانا ہے۔ حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ میں سنتا ہوں کہ تجھے محبت کی یاد آتی ہے جس کو تم دوست رکھتی ہو؟ جوابا کہا اس کو جس نے ہم کو اپنی تین نعمتوں سے وقف کر دیا اور ہم پر اپنی نعمتوں سے دلوں سے قریب کر دیا اور سانکوں کی بات ماننے والا۔ حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ نے دریافت کیا کہ تم کو یہاں کس نے قید کر دیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ حاسدوں نے باہم مدد کی۔ اس کے بعد ایک چیخ ماری کہ حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کو گمان ہو گیا کہ شاید ان کی جان نکل گئی ہے۔ بعد ازاں ہوش میں آئیں اور چند اشعار اپنے حسب حال پڑھے۔ حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ نے داروغہ جیل سے کہہ کر ان کو رہائی دلائی اور کہا کہ جہاں جانا چاہتی ہو جاؤ۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اے سری رحمۃ اللہ علیہ! میں کہاں جاؤں۔ میرے جانے کی کوئی جگہ نہیں ہے جو میرے دل کا حبیب ہے اس نے مجھے اپنے ایک غلام کا غلام بنا دیا ہے۔ سواگر میرا مالک راضی ہو تو جاؤں گی ورنہ صبر کروں گی کہ وہ مجھ سے زیادہ عقل مند ہے۔ اتفاقاً آپ ﷺ کا مالک پاگل خانے آ گیا اور داروغہ جیل سے پوچھا کہ تحفہ (پیشکش) کہاں ہے؟ اس نے کہا کہ اندر ہے اور شیخ سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ ان

کے پاس ہیں۔ وہ خوش ہوا اور آپ ﷺ کی تعظیم کی سلام کیا اور بڑی تعظیم کی جس پر آپ ﷺ نے اس سے کہا کہ یہ لوٹدی میری تعظیم کی نسبت زیادہ تعظیم کے لائق ہے۔ کیا سبب ہے کہ تم نے اس کو قید کر رکھا ہے؟ مالک نے کہا کہ حضرت! یہ بہت ہی باتیں کرتی ہے اس کی عقل جاتی رہی ہے نہ کھاتی ہے اور نہ ہی پیتی ہے اور مجھے بھی سونے نہیں دیتی۔ بڑی فکر مند اور بڑی روتی رہتی ہے حالانکہ میری ساری جائیداد ہی یہی ہے میں نے اس کو بیس ہزار درہم کے عوض خریدا ہے۔ مجھے امید تھی کہ اس سے مجھے فائدہ ہوگا کیونکہ یہ اپنے فن میں کامل ہے۔ حضرت سری سقطی ﷺ نے پوچھا کہ اس کا کمال کیا ہے؟ مالک نے کہا کہ یہ مطربہ ہے۔ حضرت سری سقطی ﷺ نے پوچھا کہ یہ کب سے بیمار ہے؟ مالک نے کہا کہ ایک سال سے۔ حضرت سری سقطی ﷺ نے کہا کہ اس کی ابتداء کیوں کر ہوئی؟ مالک نے جواباً کہا کہ عود اس کی بغل میں تھا اور یہ گارہی تھی کہ تیرے حق کی قسم ہے کہ میں نے کبھی عہد کو نہیں توڑا اور صنعائی کے بعد دوستی کو مکدر کیا ہے۔ میں نے اپنی پسلیوں اور دل کو سوزش سے بھر لیا ہے۔ سواب کیسے لذت پاؤں یا تسلی یا آرام پاؤں۔ اے وہ ذات کہ جس کے سوا میرا اور کوئی مولیٰ نہیں ہے میں تجھ سے دیکھتا ہوں تو نے لوگوں میں مجھے غلام کر کے چھوڑا ہے۔ بعد ازاں یہ اٹھی اور عود کو توڑ دیا اور رونے لگی۔ ہم نے اس کو کسی کی محبت کی تہمت لگائی لیکن روشن ہوا کہ اس کا کچھ بھی اثر نہ تھا۔ حضرت سری سقطی ﷺ نے پوچھا کہ کیا یہی حال گزرا ہے؟ حضرت تحفہ پیچ پختہ دل اور شکستہ زبان سے بولیں: اللہ عزوجل نے میرے دل سے خطاب کیا پس میرا واعظ میری زبان سے جاری ہوا مجھ کو بعد دوری کے اپنے قریب کر لیا اور مجھ کو خاص اور پسندیدہ کر لیا۔ جس کے لئے مجھے بلایا سو میں نے خوشی سے اس کو قبول کر لیا اور پکارنے والے کو بیک پکاری۔ میں پہلے گناہوں سے ڈری لیکن محبت امیدوں میں پڑ گئی یعنی محبت نے امید دلائی کہ پہلے گناہ معاف ہو جائیں گے۔ حضرت سری سقطی ﷺ نے کہا کہ اے مالک! اس کی قیمت مجھ پر ہے اور زیادہ بھی دیتا ہوں۔ حضرت تحفہ پیچ پختہ نے کہا کہ اے سری (ﷺ)! تمہارے پاس کہاں ہے تم تو درویش مرد ہو؟ حضرت سری سقطی ﷺ

نے کہا کہ تم جلدی نہ کرو تم ابھی یہیں رہو تا کہ میں اس کی قیمت لاؤں۔ اس کے بعد آپ ﷺ روتے ہوئے واپس آگئے اور دل میں کہنے لگے کہ خدا کی قسم کہ میرے پاس اس کی قیمت ایک دینار یا ایک درہم بھی نہیں ہے۔ ساری رات اللہ تعالیٰ کے حضور گریہ و زاری میں گزاری۔ علی الصبح ایک شخص نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ دروازہ کھولا تو اس کے ساتھ چار غلام اور ایک شمع تھی۔ اس نے اندر آئے کی اجازت مانگی اور اپنا تعارف اس طرح کرایا۔ میں احمد بن شنی (رضی اللہ عنہ) ہوں۔ میں نے رات خواب میں دیکھا کہ مجھ کو ہاتھ پکار پکار کر کہتا ہے کہ پانچ بدرے اٹھا سری کے پاس جا اس کی طبیعت خوش کر دے تا کہ تحفہ کو خرید لے کیونکہ تحفہ (پیچیدہ) پر ہماری عنایت ہے۔ حضرت سری سقطی رضی اللہ عنہ نے فوراً سجدہ تشکر ادا کیا کہ اللہ عزوجل نے انہیں یہ نعمت عطا کی۔ صبح کی نماز ادا کی اور سیدھے پاگل خانے پہنچے۔ داروغہ نے دیکھتے ہی کہا کہ رات ہاتھ نے مجھے آواز دے کر کہا ہے کہ وہ مجھ کو ہمارے دل میں ہے اور مہربانی سے خالی نہیں ہے وہ نزویک کی گئی پھر اس نے ترقی کی اور ہر حال میں بلند ہوئی۔ حضرت تحفہ پیچیدہ نے جب آپ ﷺ کو دیکھا تو رونے لگیں اور اللہ عزوجل سے مناجات میں کہنے لگیں: اے اللہ! تو نے مجھے لوگوں میں مشہور کر دیا ہے۔ اتنے میں مالک روتا ہوا آ گیا۔ آپ ﷺ نے اس کو اس کی قیمت کے برابر منافع دے کر کہا کہ اس کو آزاد کر دو۔ اس نے جواباً کہا: خدا کی قسم! اگر مجھے تمام دنیا دو گے تو نہ لوں گا میں نے تحفہ (پیچیدہ) کو آزاد کر دیا۔ حضرت سری سقطی رضی اللہ عنہ بڑے متعجب ہوئے اور اس کا سبب پوچھا تو مالک نے کہا کہ کل مجھ کو جھڑک پڑی ہے۔ میں آپ کو گواہ کرتا ہوں کہ میں اپنے سب مال سے علیحدہ ہو گیا ہوں اور اللہ کی طرف بھاگا ہوں یعنی اے اللہ! تو میری فراخی رزق کا چھاکھیل بن۔ ابن شنی (رضی اللہ عنہ) نے روتے ہوئے کہا کہ شاید اللہ مجھ سے راضی نہیں ہے۔ میں آپ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں نے اپنا سارا مال خالصتاً اللہ کو دیا۔ اب تحفہ (پیچیدہ) کھڑی ہو گئی اور اپنے فاخرہ لباس کو اتار ٹاٹ کا پہن لیا اور روتی ہوئی باہر کوچلی گئیں اور پھر ان کا کسی کو پتہ نہیں چلا کہ وہ کہاں گئیں۔



## جنات اور ملائکہ نے باجماعت نماز ادا کی

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ حضرت جاریہ مجہولہ رضی اللہ عنہا کی شہرت سن کر ان سے ملنے گئے اور ان سے پوچھا کہ تم اس جنگل میں اکیلی رہتی ہو؟ حضرت جاریہ مجہولہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ سر اٹھاؤ اور دیکھو کہ اللہ کے سوا تمہیں کچھ اور نظر آتا ہے۔ حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا: تمہیں تنہا رہنے سے وحشت نہیں ہوتی؟ حضرت جاریہ مجہولہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے میرے دل کو اپنی حکمت اور اپنی محبت سے اس قدر معمور کر دیا ہے اور اپنے دیدار کا شوق اس قدر عطا کر دیا ہے کہ اس کے سوا میں کچھ نہیں دیکھتی اور وہ ہر وقت میرے پاس رہتا ہے۔ اس کے بعد حضرت جاریہ مجہولہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا: نماز کا وقت ہو گیا ہے اور مجھے نماز پڑھانی ہے۔ حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھا کہ جاریہ مجہولہ رضی اللہ عنہا نے انہیں پکارا: صفیں درست کر لو۔ آپ رضی اللہ عنہا کی اقتداء میں جنات اور ملائکہ نے باجماعت نماز ادا کی۔

## جہاں حجاب اور اللہ تعالیٰ سے دوری نہ ہو

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت جاریہ مجہولہ رضی اللہ عنہا سے نصیحت طلب کی تو حضرت جاریہ مجہولہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: تقویٰ اختیار کرو، قرآن کریم متوکل لوگوں کو ہدایت فراہم کرتا ہے اور پرہیزگاری میں زندگی گزارو اور ایسے دروازے پر پہنچ جاؤ جہاں حجاب اور اللہ تعالیٰ سے دوری نہ ہو۔

## بیس سال تک دیوار قائم رہی

حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے فرزند حضرت عبدالصمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمارے گھر کی ایک دیوار بوسیدہ ہو گئی تھی میں نے والدہ سے کہا کہ اس دیوار کو دوبارہ بنانا چاہئے۔ آپ

ﷺ نے ایک کاغذ پر کچھ لکھ کر پرچہ دیوار پر لگا دیا۔ بیس سال تک یہ دیوار قائم رہی اور آپ ﷺ کے وصال کے بعد مجھے خیال گزرا کہ دیکھوں تو اس پرچہ میں کیا لکھا ہوا ہے تو جیسے ہی وہ کاغذ میں نے دیوار سے اتارا وہ دیوار گر گئی۔

## امیر المومنین انہیں خود مستحقین میں تقسیم کریں

حضرت جوہر براثیہ ﷺ دولت دنیا سے بالکل بے نیاز تھیں۔ ایک مرتبہ خلیفہ نے انہیں دس ہزار دینار کی تھلی بھیجی تو آپ ﷺ نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ دنیا کا مال طبیعت میں تکبر اور رعوت پیدا کرتا ہے مجھے اس کی ضرورت نہیں۔ خلیفہ نے انہیں اب بیس ہزار دینار بھیجے اور کہلا بھیجا کہ انہیں رکھ لیں اور غرباء و مساکین میں تقسیم کر دیں مگر حضرت جوہر براثیہ ﷺ نے انہیں بھی قبول کرنے سے بالکل انکار کر دیا اور لانے والے قاصد سے کہا کہ امیر المومنین سے کہنا: میں ایک گوشہ نشین عورت ہوں۔ مجھے معلوم نہیں کہ ان دیناروں کا مستحق کون ہے اور غیر مستحق کون؟ اگر میں نے کسی غیر مستحق کو دے دیئے تو آخرت میں اللہ کو کیا جواب دوں گی؟ اس لئے امیر المومنین انہیں خود مستحقین میں تقسیم کریں۔

## قصر خلافت اور فقیر کی کٹیا

ایک مرتبہ خلیفہ نے حضرت جوہر براثیہ ﷺ پیغام بھیجا کہ قصر خلافت میں قدم رنجہ فرمائیں تاکہ ہمیں آپ ﷺ کی خدمت کا موقع ملے اور حصول برکت بھی ہو تو آپ ﷺ نے جواباً کہلا بھیجا۔ قصر خلافت اور فقیر کی کٹیا میں بڑا فرق ہے۔ میں اپنی کٹیا سے اٹھ کر قصر میں جاؤں گی تو آپ کے عیش و راحت میں خلل پڑے گا مجھے یہاں ہی پڑا رہنے دو۔

## زاہد چلتا ہے اور عارف اڑتا ہے

حضرت فاطمہ بنت عبد الرحمن کی کنیت ام محمد ﷺ ہے۔ آپ ﷺ ہمیشہ صوف

کا لباس استعمال کرتی تھیں۔ آپ ﷺ ساٹھ برس تک مصلیٰ پر سوئیں۔ آپ ﷺ جب بیت المقدس کے لئے عازم سفر ہوئیں تو راستے میں ایک بزرگ مل گئے۔ ان بزرگ نے آپ ﷺ سے پوچھا کہ کیا آپ ﷺ راستہ بھول گئی ہیں؟ حضرت فاطمہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کو پہچاننے والا کبھی راستہ نہیں بھولتا۔ ان بزرگ نے کہا کہ میں واقعی راستہ بھول گیا ہوں۔ حضرت فاطمہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کو پہچاننے والا کیوں کر مسافر ہو سکتا ہے۔ میری لاشی پکڑ کر آگے آگے چل۔ بزرگ نے لاشی پکڑی اور آگے آگے چلنا شروع کر دیا۔ ابھی بمشکل سات آٹھ قدم چلے ہوں گے کہ حضرت فاطمہ ﷺ نے فرمایا کہ سامنے دیکھو۔ ان بزرگ نے سامنے دیکھا تو مسجد اقصیٰ کے مینار نظر آرہے تھے۔ بزرگ نے حیرت کے ساتھ سوال کیا کہ ہم اتنی جلدی بیت المقدس میں کیسے پہنچ گئے۔ ہم جس جگہ سے چلے تھے وہاں سے بیت المقدس کئی ہفتوں کے فاصلے پر ہے؟ حضرت فاطمہ ﷺ نے فرمایا:

”زاہد چلتا ہے اور عارف اڑتا ہے۔“

## ملنے کا وعدہ بہشت میں ہے

ایک مرتبہ ایک بزرگ عبدالواحد بن زید ﷺ نے دعا کی کہ الہی! بہشت میں جو شخص میرا رفیق ہوگا اسے دکھا دے۔ حکم ہوا کہ تیری رفیق بہشت میں میمونہ سودا ﷺ ہے جو کوفہ میں فلاں قبیلے میں ہے۔ حضرت عبدالواحد بن زید ﷺ، آپ ﷺ کی تلاش میں نکلے۔ لوگوں نے کہا کہ میمونہ (ﷺ) ایک دیوانی ہے اور فلاں جنگل میں بکریاں چراتی ہے۔ آپ ﷺ جنگل میں تشریف لے گئے تو دیکھا کہ بھیڑیے اور بکریاں ایک ساتھ پھر رہے ہیں اور ایک خاتون نماز ادا کر رہی ہے جب انہوں نے سلام پھیرا تو فرمایا:

”اے عبدالواحد (ﷺ)! اب جاؤ ملنے کا وعدہ بہشت میں ہے۔“

حضرت عبدالواحد ﷺ کو تعجب ہوا کہ انہیں میرا نام کیسے معلوم ہو گیا؟ حضرت میمونہ سودا ﷺ نے فرمایا: تم کو معلوم نہیں جن روحوں کی عالم بالا میں جان پہچان ہو چکی ہو ان

میں آپس میں الفت ہوتی ہے۔ حضرت عبدالواحد بن زید رحمۃ اللہ علیہ نے دریافت کیا کہ میں بھیڑیے اور بکریاں ایک ساتھ دیکھ رہا ہوں کیسی عجیب بات ہے؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جاؤ! اپنا کام کرو میں نے اپنا معاملہ اللہ تعالیٰ سے درست کر لیا ہے اور اللہ عزوجل نے میری بکریوں کا معاملہ ان بھیڑیوں کے ساتھ درست کر دیا ہے۔

## میں نے اللہ کو پہچان لیا ہے

ایک دفعہ حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھا کہ لڑکے حضرت کنیر فاطمہ رحمۃ اللہ علیہ کو پتھر بار رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ یہ بے دین ہے اور کہتی ہے کہ میں اللہ عزوجل کو دیکھتی ہوں۔ حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ ان کے پیچھے پیچھے ویرانے میں گئے تو حضرت کنیر فاطمہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ کو آواز دی۔ حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ نے حیران ہو کر ان سے پوچھا: تم نے مجھے کیسے پہچان لیا؟ حضرت کنیر فاطمہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اللہ کے دوست اس کے سپاہی ہوتے ہیں اور ایک دوسرے کو پہچانتے ہیں۔ حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا کہ بچے کہتے ہیں کہ تم اللہ کو دیکھتی ہو؟ حضرت کنیر فاطمہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: وہ سچ کہتے ہیں جب سے میں نے اللہ کو پہچان لیا ہے وہ کبھی مجھ سے پردے میں نہیں رہا۔

## صحبت حرام ہو گئی ہے

حضرت فاطمہ نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے اپنا نقاب اٹھا دیا کرتی تھیں اور بے باکانہ گفتگو کیا کرتی تھیں لیکن یہ گفتگو گستاخانہ اور بے ادبانہ نہ ہوتی تھی۔ حضرت احمد خسرو یہ رحمۃ اللہ علیہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی اس بے باکانہ گفتگو سے بہت مکرر ہوئے بلکہ غیرت و شرم بھی پیدا ہو گئی جب ضبط نہ ہو سکا تو فرمایا: فاطمہ رحمۃ اللہ علیہ! یہ گستاخی ہے حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ اتنی بے ادبی سے کیوں بات چیت کرتی ہو؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے

جواب دیا کہ حضرت بایزید بسطامی رضی اللہ عنہ میری طبیعت کے محرم ہیں اور طریقت کے محرم ہیں آپ رضی اللہ عنہ سے میں اپنی خواہشات نفسانی پوری کرتی ہوں اور ان سے معرفت خداوندی سے میں وصال ربانی چاہتی ہوں۔ مراد یہ کہ آپ رضی اللہ عنہ میرے شوہر ہیں اور ہمیشہ صحبت کے محتاج ہیں جبکہ وہ ان باتوں سے بالکل بے نیاز ہیں۔ ان کی ملاقاتیں اسی طرح آزادی اور بے تکلفی سے جاری رہیں لیکن جب ایک مرتبہ حضرت بایزید بسطامی رضی اللہ عنہ کی نظر آپ رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں پر پڑی تو فرمایا کہ اے فاطمہ رضی اللہ عنہا! تم نے ہاتھوں میں مہندی لگا رکھی ہے؟ آپ رضی اللہ عنہا نے کہا: جب تک آپ رضی اللہ عنہ کی نگاہیں میرے ہاتھ اور میرے ہاتھ کی حنا پر نہیں پڑی تھیں مجھے آپ رضی اللہ عنہ کی مجلس بہت پر لطف اور سرور معلوم ہوتی تھی مگر اب آپ رضی اللہ عنہ کی نگاہ مجھ پر پڑ چکی ہے تو میرے لئے آپ رضی اللہ عنہ کی صحبت حرام ہو گئی ہے۔ اتنا کہہ کر آپ رضی اللہ عنہا وہاں سے اپنے خاوند کے ہمراہ واپس نیشاپور چلی گئیں۔

## نوازشات و کرامات کی بارش

حضرت بی بی ست الملوک رضی اللہ عنہا لوگوں کو نصیحت فرمایا کرتی تھیں کہ اگر آپ اللہ کی قربت اختیار کر کے کائنات پر اپنی حاکمیت قائم کرنا چاہتے ہیں تو اللہ کی مخلوق کی خدمت کریں اور اللہ کی مخلوق سے محبت کرنے والے لوگ اللہ کے دوست ہوتے ہیں اور دوست پر دوست کی نوازشات و کرامات کی بارش ہمیشہ ہوتی رہتی ہے۔

## جان دوسرے کے قبضے میں ہو

اس کی واپسی کے بارے میں کچھ نہیں کہا جاسکتا

حضرت بی بی میمونہ رضی اللہ عنہا حضرت ابراہیم بن خواص رضی اللہ عنہ کی ہمشیرہ تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہا تقویٰ و توکل، زہد اور عبادت میں حد درجہ کمال پر فائز تھیں۔ ایک مرتبہ کسی نے گھر کا

دروازہ کھٹکھٹایا اور پوچھا کہ ابراہیم خواص رضی اللہ عنہ ہیں؟ آپ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ وہ باہر گئے ہوئے ہیں۔ اس شخص نے پھر پوچھا کہ وہ کب واپس آئیں گے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

”جس کی جان دوسرے کے قبضے میں ہو اس کی واپسی کے بارے میں کچھ نہیں کہا جاسکتا۔“

## دعویٰ بلا دلیل حرام ہے

حضرت ابو عبد اللہ اسکندری رضی اللہ عنہ کی ملاقات حضرت ریحانہ کوفیہ رضی اللہ عنہا سے پہاڑی سناٹے میں ایک چٹان پر بیٹھے ہوئے ہوئی اس وقت حضرت ابو عبد اللہ اسکندری رضی اللہ عنہ کی زبان سے نکلا کہ کاش کسی مرد سے ملاقات ہوتی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: عجیب ماجرا ہے کہ جو انسان عورتوں کے مقام تک نہیں پہنچ پایا اسے مردوں سے ملنے کی تمنا کا کیا حق ہے؟ حضرت ابو عبد اللہ اسکندری رضی اللہ عنہ بولے: اے عورت! تو نے بڑا دعویٰ کیا ہے؟ حضرت ریحانہ کوفیہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: دعویٰ بلا دلیل حرام ہے اور میرے دعویٰ کی دلیل یہ ہے کہ محبوب حقیقی میرے لئے ایسا ہے جیسا میں ارادہ کروں کیونکہ اس کے لئے میں ایسی ہوں جیسا وہ ارادہ فرمادے۔ حضرت ابو عبد اللہ اسکندری رضی اللہ عنہ بولیا اگر ایسی بات ہے تو میں چاہتا ہوں کہ تلی ہوئی صحیح و سالم مچھلی بس ابھی آجائے؟ حضرت سیدہ ریحانہ کوفیہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: لاجول ولاقوة الا باللہ۔ اسی لئے تیرے مقام کی پستی اور کھانے پینے سے تیری دلچسپی ظاہر ہوگئی۔ یہ کیوں نہ آرزو کی کہ رب العزت ایسے بازوئے شوق عطا فرمائے جس سے اس کی جانب پرواز کر سکے جیسے کہ میں پرواز کرتی ہوں۔ اتنا کہہ کر آپ رضی اللہ عنہ ان کی نگاہوں کے سامنے سے پرواز کر گئیں جس پر وہ بے حد نادام ہوئے۔

## تیرا پیٹ ماویٰ اغذیہ سے بھرا ہوا ہوگا

حضرت صائمہ رضی اللہ عنہا نے بعد از نماز مغرب نان، پانی اور جو کچھ کھانے کے لئے

کنیز رکھ گئی تھی تناول فرمانا چاہا تو آواز آئی۔ اے صائمہ (ﷺ)! اگر تو آج کی رات مر جائے تو کیسے افسوس کی بات ہے کہ دنیا سے جاتے وقت تیرا پیٹ مادی اغذیہ سے بھرا ہوا ہوگا۔ آپ ﷺ نے غیبی آواز سن کر کھانا اپنے پڑوس میں بھیج دیا اور اس کے بعد آپ ﷺ نے چالیس روز تک چپ کا روزہ رکھ لیا۔ اکتالیسویں روز آپ ﷺ نے دیکھا ایک پرہیت اور صاحب عظمت شخص گھر کے صحن میں کھڑا ہے۔ حضرت بی بی صائمہ (ﷺ) نے اسے دیکھ کر چالیس روز بعد پہلی مرتبہ بات کی اور اس سے پوچھا کہ آپ کون ہیں؟ اس شخص نے جواب دیا: میں عزرائیل (علیہ السلام) ہوں۔ حضرت بی بی صائمہ (ﷺ) نے کہا: مجھے اتنا وقت دیجئے کہ میں وضو کر کے دو رکعت نماز نفل پڑھ سکوں۔ حضرت عزرائیل (علیہ السلام) خاموش کھڑے رہے۔ آپ ﷺ نے وضو کیا اور آخری سجدہ میں عالم دنیا سے عالم بالا کی جانب تشریف لے گئیں۔

## اللہ کی دوست اور فقیر

حضرت شیخ فتح دریا (رحمۃ اللہ علیہ) ایک صاحب کمال بزرگ تھے۔ وہ ایک دفعہ بستی خورہ سے گزرے اور شیخ کمال کے ہاں مہمان ٹھہرے انہوں نے جب عاقل بی بی (ﷺ) کو دیکھا تو دیر تک گم سم رہے اور جب محویت ٹوٹی تو فرمایا:

”یہ اللہ کی دوست اور فقیر ہے اور اس کے پہلو سے ایک سعید روح دنیا میں آئے گی۔“

## حالت درست کرنے کے لئے چار چیزیں درکار ہیں

نو جوانی میں جب حضرت بی بی معروفہ (ﷺ) کا دل دنیا سے اچاٹ ہو گیا تو آپ ﷺ جنگل میں نکل گئیں۔ شیر اور دوسرے خطرناک جانور آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر رہتے تھے۔ ایک مرتبہ ایک شخص آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سانپ دیکھ کر ڈر گیا آپ ﷺ نے فرمایا:

”کوئی شخص حقیقت کے آسمان تک نہیں پہنچا جب تک زمین کی کسی بھی چیز سے ڈرتا ہے۔“

پھر آپ ﷺ نے فرمایا: حالت درست کرنے کے لئے چار چیزیں درکار ہیں۔ بھوک پر کنٹرول، درویشی صفات، قناعت، عزت و ذلت کا مالک دینے والا اللہ عزوجل کو جاننا اور سمجھنا۔

## تقویٰ کے سوا کوئی زادِ راہ نہیں

ایک مرتبہ حضرت بی بی معروفہ رضی اللہ عنہا نے خواب میں دیکھا کہ آسمان پر آپ ﷺ کی ملاقات حضرت اسماء رضی اللہ عنہا اور دیگر معزز خواتین سے ہوئی۔ اذان کی آواز سن کر سب نے نماز قائم کی۔ امامت حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے کرائی۔ نماز ادا کرنے کے بعد کھانا کھلایا اور پھر ایک باغ میں چلی گئیں۔ ایک خاتون نہایت ہی سریلی آواز میں قرآن پاک کی تلاوت کر رہی تھیں۔ پھر ایک خاتون آئیں اور انہیں عرش معلیٰ پر لے گئیں۔ ضعیف ہونے کی وجہ سے آپ ﷺ ہاتھ میں عصا لے کر چلتی تھیں۔ ایک شخص نے دیکھا کہ ایک ضعیف خاتون ہاتھ میں لاٹھی لئے ہوئے ہیں۔ اس کو خیال آیا کہ شاید یہ خاتون قافلے سے پیچھے رہ گئیں۔ اس نے کچھ دینے کے لئے جیب میں ہاتھ ڈالا۔ آپ ﷺ نے اس کا ہاتھ ہوا میں اچھال دیا۔ مٹھی بند کر کے ہاتھ کو جب دوبارہ کھولا تو ہتھیلی پر سونے کا سکہ تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ تم جیب سے لیتے ہو میں غیب سے لیتی ہوں۔ پھر فرمایا:

”خدا کے سوا کوئی مددگار نہیں رسول اللہ ﷺ کے سوا کوئی رہبر نہیں اور تقویٰ کے سوا کوئی زادِ راہ نہیں۔“

## کچے چاولوں کی تھیلی

ایک مرتبہ بوقت تہجد حضرت بی بی معروفہ رضی اللہ عنہا نے خواب میں دیکھا کہ حضور نبی



کریم ﷺ کا دربار لگا ہوا ہے اور آپ ﷺ تخت پر جلوہ افروز ہیں اور حضور نبی کریم ﷺ سے کچھ فاصلے پر ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بیٹھی ہوئی ہیں۔ پھر ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضور نبی کریم ﷺ کے پاس آئیں اور ان کے ہاتھوں میں کچے چاولوں کی تھیلی تھی حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: عائشہ (رضی اللہ عنہا)! چاول پکا کر میونہ (پھینکا) کو کھلا دو۔ یہ سن کر آپ ﷺ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ہاتھوں سے وہ چاولوں کی تھیلی لے لی اور ان کے قدموں میں گر کر عرض کیا کہ میں انہیں خود پکالوں گی۔

## میں تم سے خوش ہوں

ایک مرتبہ حضرت بی بی معروفہ رضی اللہ عنہا نے خواب میں دیکھا کہ حضور سرور کائنات ﷺ ایک حوض کے کنارے کھڑے ہیں اور بی بی میونہ رضی اللہ عنہا کچھ دور دروازے پر کھڑی ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں تم سے خوش ہوں۔

## حضور نبی کریم ﷺ کا نور بھی کیا نور ہے

ایک دن تہجد کی نماز ادا کرتے ہوئے حضرت اُمّت الحفیظہ رضی اللہ عنہا گرد و پیش سے بے خبر ہو گئیں اور خود کو کعبہ شریف کے سامنے موجود پایا۔ کعبہ شریف کی عجیب شان تھی۔ پورا بیت اللہ نور اور روشنی سے معمور تھا۔ غلاف بھی نور کے تانوں بانوں سے بنا ہوا تھا جس پر زرد رنگ کی روشنی کے نقش و نگار نظر آرہے تھے۔ اسی حالت مشاہدہ میں نماز ادا کی اور دعائیں مانگتے ہوئے بے اختیار منہ سے نکلا۔ میں خدا کا نور دیکھوں گی۔ اتنا کہنا تھا کہ غلاف کعبہ میں حرکت ہوئی اور وہ نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ وہ ناقابل بیان وقت تھا۔ ایک ناقابل بیان نظارہ سامنے تھا۔ کعبہ شریف سے روشنی اور نور کی کرنیں تیزی سے نکل رہی تھیں۔ اس تیز، نکدار اور نورانی کرنوں کے درمیان کعبہ کے خدو خال نورانی لکیروں کی طرح نظر آرہے

تھے اور زبان پر یہ الفاظ تھے۔ یا اللہ! تیری ذات جمال اور جمالی شان کا مظہر ہے۔ اگر اس پر حجاب نہ ہوتا تو مخلوق تجلیات کو برداشت نہیں کر سکتی۔ اس کے بعد ایک خوبصورت ہاتھ نے ان کے اوپر عطر چھڑکنا شروع کر دیا۔ ایسا لگتا تھا کہ جھلمل جھلمل کرتی چاندنی ان پر برس رہی ہے۔ ان کا وجود کیف و سرور میں ڈوب گیا اور منہ سے بے ساختہ یہ الفاظ نکلے۔ سبحان اللہ! رسول اللہ ﷺ کا جلوہ بے مثال ہے اور آپ ﷺ کا نور بھی کیا نور ہے۔ اس کے بعد آپ ﷺ کو ایک فرشتہ نظر آیا۔

## زمین کو صاف کر دیا ہے تو اس پر چھڑکاؤ کر دے

حضرت شیخ ابوالعباس احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ جیلان شریف میں خشک سالی کا قحط پڑا۔ لوگوں نے ہر چند دعائیں مانگیں اور نماز استسقاء بھی ادا کی لیکن بارش نہ ہوئی۔ آخر کار لوگوں نے حضرت اُمّت الحفیظہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ آپ ﷺ دعا فرمائیں کہ اللہ عزوجل بارش نازل فرمادے۔ اس پر آپ ﷺ نے کھڑے ہو کر اپنے گھر کے صحن میں جھاڑو دے دی اور اللہ عزوجل سے دعا کی کہ اے پروردگار! میں نے زمین کو صاف کر دیا ہے تو اس پر چھڑکاؤ کر دے۔ آپ ﷺ کی دعا کرنے کی دیر تھی کہ آسمان سے موسلا دھار بارش شروع ہو گئی اور لوگ بارش میں بھگتے ہوئے اپنے گھروں کو واپس لوٹے۔

## بادشاہ حقیقی کی تعظیم سجدے سے کیوں نہ کرتی

حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ میری زوجہ عبادت میں مشغول تھیں کہ بے ہوشوں کی مانند سجدہ میں گر پڑیں۔ جب ہوش میں آئیں تو سجدہ سے اٹھیں۔ میں نے ان سے کہا کہ جا کر وضو کر لو کیونکہ بے ہوشی سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ فرمایا: مجھ کو بے ہوشی نہ تھی میں نے دل کی آنکھوں سے حق تعالیٰ کو دیکھا۔ پھر میں تعظیم

میں کیوں نہ سجدہ کرتی۔ بادشاہ مجازی کے لئے تو ہزاروں کی تعظیم کی جاتی ہے۔ بادشاہ حقیقی کی تعظیم سجدے سے کیوں نہ کرتی۔

## اللہ کے مہمان

حضرت بی بی زینبؓ بہت ہی جلیل القدر خاتون تھیں۔ زہد اور تقویٰ میں آپؓ پندرہواں صدی بصری ثانی کہلاتی تھیں۔ شوہر کی وفات کے بعد ان پر سخت ترین مرحلے آئے لیکن صبر و تحمل کا دامن کبھی بھی ہاتھ سے نہ چھوڑا اور نہ ہی کسی کے آگے دامن پھیلا یا۔ سوت کی آمدن قلیل ہوتی تھی لیکن ماں بیٹے اسی میں صبر و شکر سے گزارہ کرتے تھے۔ کبھی کبھی تو ان پر فاقہ بھی آجاتا تھا۔ جس دن فاقہ ہوتا تو آپؓ اپنے بیٹے حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ محبوب الہیؒ سے فرمایا کرتی تھیں کہ بابا محمد! آج ہم لوگ اللہ کے مہمان ہیں۔ ابتداء میں حضرت نظام الدین اولیاءؒ اپنی کم سنی کی وجہ سے اس کا مطلب نہ سمجھ پاتے لیکن جب سمجھ آئی تو اس میں لذت محسوس کرنے لگے۔ بقول آپؒ کے میں اس انتظار میں رہتا تھا کہ کس دن والدہ ماجدہ مجھ سے یہی فقرہ فرمادیں گی۔

## شیطان اللہ تعالیٰ کا باغی ہے

حضرت بی بی میراںؓ جب حج کے لئے کراچی تشریف لائیں تو آپؓ کی طبیعت سخت ناساز ہو گئی۔ آپؓ نے فرمایا۔ دیکھو! میرے جانے کے بعد تم لوگ الگ الگ نہ ہو جانا اور میں نے جو کچھ تم لوگوں کو سکھایا ہے اور بتایا ہے اسے ہمیشہ دوسروں تک پہنچاتے رہنا۔ قانون کی پاسداری کرتے رہنا۔ حاکم اپنے فداکاروں اور اپنی اطاعت کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔ اگر تم اللہ کے پھیلائے ہوئے وسائل کو صبر و شکر کے ساتھ خوش رہ کر استعمال کرو گے تو اللہ خوش ہوگا۔ اس نے یہ سارے وسائل تمہارے ہی لئے پیدا کئے ہیں۔ رشتہ داروں، مسکینوں اور مسافروں کا حق ادا کیا کرو۔ بے جا خرچ نہ کرو دولت اڑانے والے

شیطان کے بھائی ہیں اور تم جانتے ہو کہ شیطان اللہ تعالیٰ کا باغی ہے۔ تم کنجوس نہ بنو اور اتنے فضول خرچ نہ ہو کہ کل نادم ہونا پڑے وعدوں کو پورا کرو تو دل میں ترازو صحیح رکھو زمین پر اکڑ کر نہ چلو کہ تم نہ تو زمین کو پھاڑ سکتے ہو اور نہ ہی بلندی میں پہاڑ کے برابر ہو سکتے ہو۔

## درخت نے اپنی ٹہنیاں جھکا دیں

ایک دن حضرت بی بی فاطمہ بنت عبدالقادر رضی اللہ عنہا نے اپنی چادر دھو کر دھوپ میں ڈالنی چاہی لیکن عصر کا وقت تھا اور دھوپ گھر میں صرف بیری کے درخت کی چوٹی پر تھی۔ آپ رضی اللہ عنہا نے اس درخت کو مخاطب ہو کر فرمایا۔ اے درخت! اپنی ٹہنیاں جھکا دے تاکہ میں اپنی چادر ان پر ڈال کر خشک کر سکوں۔ ٹہنیاں فوراً نیچے ہو گئیں۔ بی بی صاحبہ نے اپنی چادر ان پر ڈال دی اور وہ پھر بلند ہو گئیں۔ کچھ دیر کے حضرت میراں موج دریا رضی اللہ عنہا گھر میں تشریف لائے اور چادر کو درخت پر پڑے دیکھا تو سمجھے کہ بی بی نے درخت پر چڑھ کر یہ کام کیا ہے۔ انہوں نے غصہ میں آکر ان سے باز پرس کی تو انہوں نے قسم کھا کر کہا کہ میں درخت پر نہیں چڑھی بلکہ خود درخت نے اپنی ٹہنیاں جھکا دیں۔ حضرت میراں موج دریا رضی اللہ عنہا نے فرمایا: تو پھر اسی طرح درخت سے چادر اتار دو۔ چنانچہ بی بی صاحبہ نے درخت سے مخاطب ہو کر فرمایا: اے درخت! اپنا سر جھکانے تاکہ میں اپنی چادر اس سے اتار لوں۔ درخت کی ٹہنیاں فوراً نیچی جھک گئیں اور بی بی صاحبہ نے اپنی چادر ان سے کھینچ کر اتار لی۔

## میرا دل ڈا کر ہو گیا ہے

حضرت بنت نعمان رضی اللہ عنہا کے والد نے شیر خوار حالت میں انہیں کئی بار خواجہ باقی باللہ رضی اللہ عنہ کا مرید ہونے کے متعلق کہا لیکن آپ رضی اللہ عنہ انکار کرتی رہیں بالآخر ایک روز انہیں حضرت خواجہ باقی باللہ رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں پیش کر دیا۔ حضرت خواجہ باقی باللہ رضی اللہ عنہ نے اس کی کو بغل میں لے کر نہایت ہی شفقت کی۔ لڑکی نے حضرت خواجہ باقی باللہ رضی اللہ عنہ کی

داڑھی کی طرف ہاتھ بڑھایا اور ایک بال داڑھی میں سے کھینچ لیا۔ جس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ لڑکی ہم سے یادگار لے رہی ہے اور ان ہی ایام میں حضرت باقی باللہ ﷺ کا وصال ہو گیا اور وہ موئے مبارک اس لڑکی کے پاس بطور تبرک و یادگار رہ گیا۔ گھر واپس لوٹنے پر آپ ﷺ پر مستی اور جذبات کے آثار نمودار ہوئے اور اس کی شدت سے آپ ﷺ بے ہوش ہو گئیں۔ اس وقت آپ ﷺ کے بائیں پہلو میں دل کی حرکت بے حد زوروں پر تھیں جس سے حاضرین دنگ رہ گئے اور کچھ دیر کے بعد جب آپ ﷺ کو ہوش آیا تو اس حالت کے بارے میں پوچھا گیا تو جواباً فرمایا کہ حضرت خواجہ محمد سعید ساعت بساعت عجب ہیبت ناک شکلوں میں نمودار ہوتے تھے یہاں تک کہ میں بے ہوش ہو گئی اس کے سوا میں کچھ نہیں جانتی۔ ہاں اتنا جانتی ہوں کہ میرا دل ذاکر ہو گیا ہے۔

## اللہ عزوجل کی رحمت وسیع ہے

حضرت بی بی حاجیانہ ﷺ مستجاب الدعوات ولیہ تھیں۔ حج کر کے واپس آرہی تھیں تو سمندر میں طوفان آ گیا۔ تمام مسافر زندگی سے مایوس ہو گئے اور آپ ﷺ سے دعا کی درخواست کی۔ بی بی حاجیانہ ﷺ نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور نہایت خشوع و خضوع سے یوں دعا مانگی: الہی! میں تیری رضا میں راضی ہوں اور تیرے سپرد اپنی جان کرتی ہوں لیکن یہ تیرے عاجز بندے ہیں۔ ان کے حال پر رحم فرما اور ان کی مصیبت کو آسان فرما دے۔ یکا یک طوفان رک گیا اور جہاز کے مسافروں کو اللہ عزوجل نے بچا لیا۔ آپ ﷺ نے سجدہ شکر ادا کیا اور حاضرین سے فرمایا۔ اللہ عزوجل کی امید سے ہمیشہ پرامید رہیں اور یہ یقین رکھیں کہ گناہ خواہ کتنے ہی زیادہ کیوں نہ ہوں۔ اللہ عزوجل کی رحمت اس سے بہت زیادہ وسیع ہے۔ سمندر کے جھاگ سے زیادہ گناہ ہوں تب بھی اللہ عزوجل معاف فرمادیتا ہے لیکن اگر پھر خطا ہو جائے تو دوبارہ اللہ عزوجل کی رحمت میں پناہ لے لیں۔ یاد رکھو اللہ عزوجل کی رحمت سے مایوس ہونا اللہ عزوجل پر ایمان نہ رکھنے کے برابر ہے۔

## کاروبار میں حسن اخلاق کامیابی کی ضمانت ہے

حضرت مائی حمیدہ رضی اللہ عنہا ایک دفعہ کسی بستی میں آ کر بیٹھ گئیں تو ایک شخص آپ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا۔ مائی صاحبہ! میرا کاروبار بند ہو گیا ہے آپ رضی اللہ عنہا دعا کریں؟ آپ رضی اللہ عنہا کی دعا سے نصیب جاگ جاتے ہیں۔ اسے ایک بھر پور نظر سے دیکھا اور فرمایا۔ کاروبار میں حسن اخلاق کامیابی کی ضمانت ہے۔ دوکاندار کی حیثیت سے سوداگر کے اوپر بہت ساری ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔ یہ کہ خریداروں کو اچھی چیزیں فروخت کرے جس مال پر خود اعتماد نہ ہو وہ فروخت نہ کرے۔ خریدار دوکاندار پر اعتماد کرتا ہے اسے بے اعتماد نہ کرے۔ دوکان صبح وقت پر کھولی جائے۔ صبر کے ساتھ دوکان پر جم کر بیٹھے۔ صبح بہت جلد بیدار ہو کر فرائض دینے کے بعد رزق کی تلاش میں نکل جانا خیر و برکت کا ذریعہ ہے۔ ملازمین کاروبار کے فروغ میں سوداگر کے ہاتھ پیر ہیں ہمیشہ ان کے ساتھ پیار، محبت اور نرمی کا سلوک کرنا چاہئے۔

## اللہ عزوجل کی تجلی کا نزول

ایک بزرگ حضرت بی بی وردہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے تو آپ رضی اللہ عنہا نے ان کا نام لے کر ان کو سلام کیا۔ بزرگ نے خیر ان ہو کر پوچھا کہ تم نے مجھے کیسے پہچانا؟ آپ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ محبوب حقیقی کی معرفت سے۔ بی بی وردہ رضی اللہ عنہا نے بزرگ سے سوال کیا: سخاوت کیا ہے؟ بزرگ نے جواباً فرمایا کہ سخاوت عطا ہے۔ پوچھا کہ دین کی سخاوت کیا ہے؟ فرمایا: اللہ عزوجل کی خوشی کے لئے کوشش اور جدوجہد کرنا۔ جب بندہ اللہ عزوجل کی خوشنودی کے لئے جدوجہد کرتا ہے تو اللہ عزوجل کی تجلی قلب پر نازل ہوتی ہے جس سے بندہ یا بندی نور کے غلاف کو اپنے اوپر محیط دیکھتے ہیں اور بندہ اس وقت اللہ سے اللہ ہی کو طلب کرتا ہے۔

## حق کا وقوف

ایک دن ایک بزرگ حضرت ام معاذ رضی اللہ عنہا سے ملنے آئے اور آپ رضی اللہ عنہا کی حالت دیکھ کر پوچھا۔ تجھے کس شے نے دیوانہ بنا رکھا ہے؟ جواباً فرمایا: اللہ عزوجل سے ملنے کے شوق نے مجھے تڑپایا ہوا ہے۔ بزرگ نے پوچھا: حق کا وقوف کیا ہے؟ آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: حق کو پانے کے لئے کیف کا ہونا ضروری ہے۔ بزرگ نے پوچھا: حق کو پانے کے لئے صادق ہونا کیا شے ہے؟ آپ رضی اللہ عنہا نے یہ سن کر آنکھیں بند کر لیں اور پھر مسکرا کر فرمایا: صادق اور سچے لوگ اس طرح چلے جاتے ہیں اس کے بعد جب آپ رضی اللہ عنہا کو ہلا جلا کر دیکھا تو جسم سے روح پرواز کر چکی تھی۔

## روزِ محشر تمہاری شفاعت کروں گا

چودہ سال کی عمر میں سورہ رحمن کی تلاوت کے دوران روشن اور چمکتا ہوا ستارہ نظر آیا۔ حضرت بی بی سارہ رضی اللہ عنہا کی نظر ستارے پر گئی تو ستارہ اپنی جگہ سے ہٹتے ہٹتے بادل کے ایک ٹکڑے کے پاس چلا گیا۔ پھر یہ ستارہ ان کی پیشانی پر چمکنے لگا۔ بی بی سارہ رضی اللہ عنہا حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم نے دنیا میں آکر اپنا وعدہ پورا کیا۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ روزِ محشر تمہاری شفاعت کروں گا۔

## مصیبت سے آگاہی

ایک مرتبہ حضرت بی بی سارہ رضی اللہ عنہا کا بیٹا پانی میں ڈوب گیا۔ شور مچ گیا کہ لڑکا مر گیا ہے۔ لوگ آپ رضی اللہ عنہا کو صبر کی تلقین کرنے لگے۔ آپ رضی اللہ عنہا نے کہا میرا بیٹا ڈوبا نہیں ہے اور دریا کی جانب جا کر بیٹے کو آواز دی اے بیٹے! بیٹے نے جواب دیا: جی اماں اور پانی سے

زندہ نکل آیا۔ آپ ﷺ نے بیٹے کو پیار کیا اور کہا۔ جو مصیبت آنے والی ہوتی ہے اللہ اس کی خبر پہلے سے ہی مجھے دے دیتا ہے چونکہ مجھے بیٹے کے ڈوبنے کی خبر نہیں دی گئی تھی اس لئے میں نے اس کے مرنے کا یقین نہیں کیا تھا۔

## میں اللہ ہی کے لئے زندہ ہوں

ایک مرتبہ حضرت مائی جنت ﷺ کہیں سے آرہی تھیں کہ ایک صاحب ملے اور پوچھا۔ کہاں سے آرہی ہو؟ آپ ﷺ نے جواباً فرمایا: اللہ کی جانب سے۔ ان صاحب نے پھر پوچھا کہ کہاں جا رہی ہو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی طرف۔ ان صاحب نے کچھ رقم پیش کی تو آپ ﷺ نے اس کے منہ پر چپت رسید کر دی اور بولیں: اللہ کی جو صورت تو نے دل میں بنا رکھی ہے وہ تیری کم عقلی پر دلالت کرتی ہے۔ میں اللہ کے لئے زندہ ہوں جس طرح میں اس کی بندگی میں کسی کو شریک نہیں کرتی اسی طرح اس کے سوا کسی سے کچھ نہیں لیتی۔

## یہ عورت ایک مرد ہے

حضرت بی بی فاطمہ سام ﷺ حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رضی اللہ عنہ کے دست حق پرست پر بیعت تھیں اور کافی عرصہ تک آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ہانسی اور دہلی مشیم رہیں۔ دہلی میں آپ ﷺ کا قیام حضرت نجیب الدین متوکل رضی اللہ عنہ کی ہمسائیگی میں تھا۔ آپ ﷺ کے بارے میں حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے:

”یہ عورت ایک مرد ہے جس کو عورتوں کی صورت میں دنیا میں بھیجا گیا ہے۔“

## کمزوری کا اعتراف

حضرت بنت شاہ شجاع کرمانی ﷺ کی شادی ایک فرشتہ صفت غریب نوجوان سے ہوئی جو کہ مؤذن مسجد تھے۔ پہلی ہی رات آپ ﷺ نے اپنے شوہر کے گھر میں روٹی



دیکھی تو دریافت کیا کہ یہ کیا ہے؟ شوہر نے جواب دیا: یہ روٹی افطار کے لئے ہے۔ آپ ﷺ نے وہ روٹی کانٹا پرندوں کو ڈال دیا اور اپنے شوہر سے کہا: تم کیسے زاہد ہو کہ تم نے افطار کے لئے روٹی بچا کر رکھی ہوئی ہے۔ شوہر از حد شرمندہ ہوا اور اپنی کمزوری کا اعتراف کر کے معافی کا طلب گار ہوا۔

## جس دروازے سے چاہے جنت میں چلی جائے

حضرت بنت شاہ شجاع کرمانی ﷺ فرماتی ہیں کہ جو عورت پانچ وقت نماز ادا کرے، رمضان کے روزے رکھے، اپنی آبرو کی حفاظت کرے، شوہر کو راضی رکھے، اسے اختیار ہے کہ جس دروازے سے چاہے جنت میں چلی جائے، شوہر کی حیثیت سے زیادہ اس سے خرچہ نہ مانگو، بے جا فرمائشیں نہ کرو، کسی بات پر ضد نہ کرو، شوہر اور بچوں سے بات کرنے میں میانہ روی اختیار کرو، اس عمل سے گھر کا ماحول خوشگوار رہتا ہے۔

## دنیا سے اٹھ جانا ہی بہتر ہے

حضرت بی بی رانی ﷺ کا پڑوسی بیمار ہو گیا اور اس نے کسی بزرگ کی خدمت میں حاضر ہو کر دعا کی درخواست کی۔ وہ بزرگ مراقبے میں چلے گئے اور فرمایا کہ تم نے کسی کا دل دکھایا ہے جس کی وجہ سے تم اس مرض میں مبتلا ہو گئے ہو۔ تمہارا علاج میرے پاس نہیں لیکن تمہارے پڑوس میں ایک صاحب دل خاتون رہتی ہیں۔ ان کی دعا سے انشاء اللہ تمہاری مشکل حل ہو جائے گی۔ وہ شخص آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنی تکلیف بیان کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: پریشان نہ ہو انشاء اللہ اچھے ہو جاؤ گے۔ پھر فرمایا: میں گوشہ تنہائی میں اپنی زندگی گزار رہی تھی اور کوئی مجھ سے واقف نہیں تھا۔ اب جب کہ لوگوں کو پتہ چل گیا ہے تو زندگی میں لطف نہیں رہا اس لئے دنیا سے اٹھ جانا ہی بہتر ہے پھر چند روز ہی گزرے تھے کہ آپ ﷺ کا وصال ہو گیا۔

## کتابیات

- ۱- کشف المحجوب از حضرت سیدنا علی بن عثمان الہجویری الجلابی رحمۃ اللہ علیہ
- ۲- تذکرۃ الاولیاء از حضرت شیخ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ
- ۳- روض الریاحین از امام عبداللہ بن اسعد یافعی رحمۃ اللہ علیہ
- ۴- کرامات اولیاء از علامہ یوسف بن اسماعیل بہانی رحمۃ اللہ علیہ
- ۵- فوائد القواد از حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ
- ۶- نجات الانس از حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ
- ۷- خزینۃ الاصفیاء از مفتی غلام سرور لاہوری
- ۸- محفل اولیاء از حضرت علامہ شاہ مراد سہروردی رحمۃ اللہ علیہ
- ۹- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سفیر از محمد کاشف قادری
- ۱۰- اولیائے چشت اور کلیر کا چاند از علامہ محمد منشا تانبش قصوری
- ۱۱- بزم صوفیہ از صباح الدین عبدالرحمن
- ۱۲- تذکرہ اولیاء سندھ از علامہ محمد اقبال حسین نعیمی
- ۱۳- اقتباس الانوار از حضرت شیخ محمد اکرم قدوسی رحمۃ اللہ علیہ
- ۱۴- اڑھائی قلندر از ابوالکاشف قادری رحمۃ اللہ علیہ
- ۱۵- اولیائے خواتین از محمد جاوید قادری رحمۃ اللہ علیہ



